فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

مَجْمُوْعَةُ اَجْوِبَةِ اَسْئِلَةِ الْبَرِيَّةِ مِنْ (حَلْقَةِ مَسَائِلِ شَرْعِيَّةِ)

مسائل شرعیہ کی جانب سے مخلوق کے سوالات کے جوابات کا مجموعہ

فتاویٰ مسائلِ شرعیہ

جلد دوم



مرتب

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

ناشرین: منتظمین مسائل شرعیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان، سورۃ النحل ۴۳)

۳۲۰ رفتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ مسائل شرعیہ

جلد دوم

مرتب
خلیفۂ حضور ارشد ملت
حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

ناشرین
جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کتاب کا نام	:	فتاوی مسائل شرعیہ (جلد دوم)
مرتب	:	خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
تصحیح	:	خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ و مولانا محمد ابراہیم امجدی صاحب قبلہ
	:	حضرت علامہ و مولانا ساجد علی صاحب قبلہ بریلی شریف
		حضرت علامہ و مولانا قاری عبید اللہ صاحب قبلہ بریلی شریف
نظر ثانی	:	خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
حسب فرمائش	:	ممبران مسائل شرعیہ گروپ
کمپیوٹنگ	:	مرتب (تاج محمد قادری واحدی) 9984820639
پروف ریڈنگ	:	اراکین مسائل شرعیہ گروپ
سنہ اشاعت	:	محرم الحرام ۱۴۴۳ھ، ستمبر مطابق ۲۰۲۱ء
صفحات	:	پانچ سو انتیس (۵۲۹)

(۱) فتاوی مسائل شرعیہ پوسٹ کے لئے یہاں کلک کریں

(۲) مسائل شرعیہ بلوگر کے لئے یہاں کلک کریں

(۳) ہندی میں مسائل پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں

(۴) واحدی لائبریری کے لئے یہاں کلک کریں

(۵) بلوگر پر مسائل کیسے تلاش کریں جانکاری کے لئے یہاں کلک کریں

(اجمالی فہرست)

(نظم درشان حلقۂ مسائل شرعیہ)

ہے ”مسائل شرعیہ“ انعامِ خداوندی
سرکار کی جانب سے پیغامِ خداوندی
بتلائے گئے اہلِ حاجت کے سوالوں پر
منجانب علماء ہیں احکامِ خداوندی
ہو سارے مجیبین حلقہ پہ شہِ بطحا
اس خدمتِ دینی پر اکرامِ خداوندی
ہو بانیٔ حلقہ پر بارانِ کرم دائم
اور جملہ مصدق ہوں در کامِ خداوندی
ہر منتظمِ حلقہ خدمت کا صلہ پائے
لکھ ”شمسِ حزیں“ مقطع از نامِ خداوندی

(شرف انتساب)

میں اس کتاب کو اس بابرکت کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں،محنتوں، شفقتوں اور کاوشوں کی بدولت میں اس لائق ہوا یعنی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ

اور

ساتھ ہی ساتھ اس عظیم شخصیت کے نام جن کے فیوض و برکات نے مسائل شرعیہ کو عروج بخشا، جن کی محنتوں نے محبیین کو ہنر مند بنادیا، جن کی محبتوں نے خلق عظیم کا سبق سکھایا یعنی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی شرع اسٹیٹ گوا

سگ بارگاہ اولاد رسول

محمد وسیم فیضی

بانی گروپ مسائل شرعیہ

(ہدیہ تشکر)

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۵۰ھ)

(مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۳۴۰ھ)

فقیہ اعظم، صدر الشریعہ، علامہ، امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ

(وصال ۱۳۶۷)

تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند، علامہ، محمد مصطفی رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۰۲ھ)

شیخ المشائخ، صوفی، الشاہ، محمد یار علی لقدرضی المولیٰ عنہ المعروف بہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۳۸۷ھ)

رئیس المتکلمین علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری، رضوی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۱۲ھ)

مصنف کتب کثیرہ، فقیہ ملت، مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۲۲ھ)

حضور تاج الشریعہ، مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۴۰ھ)

محی السنۃ، تاج الاصفیاء، خطیب البراہین، علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری محدث بستوی علیہ الرحمۃ

(وصال ۱۴۳۴)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جملہ اراکین مسائل شریعہ

(خراج عقیدت)

(۱) سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہا، سید الاصفیاء، رئیس الاتقیاء، سلطان المناظرین، غیظ المنافقین والمرتدین، نائب قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور صدر الشریعہ حضور محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری متعنا اللہ بطول حیاتہ ونفعنا من علومہ و فیوضاتہ وبرکاتہ بانی وسربراہ اعلیٰ الجامعۃ الامجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

(۲) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، حضرت حافظ وقاری الحاج الشاہ سید طاہر میاں واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

(۳) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت شہزادہ و خلیفۂ حضور طاہر ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید سہیل میاں واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

(۴) شہزادہ حضور شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبدالقادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(۵) پروفیسر حضرت سید شاہ محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ النورانی سجادہ نشین،، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ

(۶) پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادہ حضور بدر ملت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتیٔ مذاہب اربعہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی مدظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدر العلماء بڑھیا شریف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

(۷) پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفۂ خلفائے اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا محمد ارشد سبحانی اویسی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (پاکستان)

(برائے ایصال ثواب)

۱	نور محمد رضوی گائیڈیہ	۲۳	ملک امان بھیونڈی ممبئی
۲	حسن محمد مشاہدی گائیڈیہ	۲۴	نظام الدین سریا بازار
۳	محمد عثمان حسن پور حیدرآباد	۲۵	محمد ابراہیم کے جملہ مرحومین
۴	عائشہ بیگم قطار پوراترولہ	۲۶	عبدالغفار نبی ڈیہ مہدیہ موڑ
۵	الحاج عبدالمصطفی بیجاپور کرناٹک	۲۷	رمضان علی میاں تاری
۶	شجاعت علی بیجاپور کرناٹک	۲۸	محمد حسین اشرفی پونہ
۷	محمد وزیر خان نالاسوپارہ ممبئی	۲۹	مومنہ خاتون
۸	زین العابدین مہراج گنج	۳۰	مہرالنساء
۹	جلال الدین نظامی پرساقطب	۳۱	نصراللہ خان
۱۰	ناظمہ بیگم ڈفلڈ ہوادولت پورگرنٹ	۳۲	غوثیہ بانوں
۱۱	ناظمہ خاتون مجری بازار گورکھپور	۳۳	ساجد خان
۱۲	سلمہ خاتون	۳۴	سعیدالنساء
۱۳	محمد ہارون رامپوروہ ایم پی	۳۵	عاشرون بانوں
۱۴	آل حسن ڈفلڈ یہوادولت پورگرنٹ	۳۶	شاکرہ بانوں
۱۵	ہاجرہ خاتون املیااترولہ	۳۷	آمنہ بانوں
۱۶	محمد بشیر ڈفلڈ یہوادولت پورگرنٹ	۳۸	یعقوب خان
۱۷	ہاجرہ بیگم " " "	۳۹	عبدالستار خان
۱۸	محمد الیاس سدھارتھ نگر	۴۰	ممتاز خان
۱۹	سحرالنساء مقام راماپور	۴۱	محمد یوسف پڑری سری گنج
۲۰	مولانا محمد یونس صاحب	۴۲	والدہ محمد مجیم صاحب پڑری سری گنج
۲۱	حبیب النساء والدہ رجب علی	۴۳	والدہ شیر علی گائیڈیہ
۲۲	جمنی خاتون	۴۴	امت محمدیہ کے جملہ مرحومین

(اسمائے اراکین)

(صدر گروپ)

حضرت،علامہ،مولانا،الشاہ مفتی ،ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی،مصباحی،صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ مقام نرچھو اسیف،پوسٹ سہنا برگدہا،تحصیل تلشی پور ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(سرپرست)

حضرت،علامہ،مولانا،الشاہ،الشاہ،مفتی منظور احمد یارعلوی صاحب قبلہ جوگیشوری ممبئی

(نائب سرپرست)

حضرت،مولانا،تاج محمد قادری،واحدی،صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپورا اترولہ ضلع بلرام پور یوپی

(بانی گروپ)

حضرت،مولانا،محمد وسیم فیضی رضوی صاحب قبلہ مقام رضا نگر ڈفلڈہوا پوسٹ دولت پور تحصیل منکا پور ضلع گونڈہ یوپی

(مرتب)

حضرت،حافظ وقاری،صبغت اللہ فیضی،نظامی،صاحب قبلہ مقام بھالوکونی پوسٹ شنکر پور تھانہ بھوانی گنج ضلع سدھارتھ نگر

(ایڈیٹر)

حضرت،علامہ،مولانا،صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئ مہاراسٹرا (الہند)

(نگراں)

حضرت،مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی،قادری،رضوی صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور

(نائب نگراں)

مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈ ھارنزد پیپر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور

اراکین سے رابطہ کرنے کے لئے سرخی پر کلک کریں

(اسمائے ممبران)

(۱) مولانا عبید الرضا قادری صاحب قبلہ مقام بھوانیاپور پوسٹ اسکا باز ار ضلع سدھارتھ نگر یوپی

(۲) مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یوپی (الہند)

(۳) مولانا محمد رجب علی قادری فیضی صاحب قبلہ مقام گدی پور پوسٹ انٹئی رامپور تحصیل اترولہ بلرامپور یوپی

(۴) مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریابزرگ بھلواپور پوسٹ گوراباز ارسدھارتھ نگر

(۵) مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ

(۶) حافظ وقاری محمد ابرارالقادری صاحب قبلہ مقام گوکلابزرگ پوسٹ سعداللہ نگر تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی

(۷) مولانا محمد انوارالدین برکاتی صاحب قبلہ مقام تکیہ نورعلی پوسٹ بانک باز ار تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی

(۸) مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدناپور تحصیل وضلع شاہجہان پور یوپی (الہند)

(۹) مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریابزرگ عرف بھلواپور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یوپی

(۱۰) مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈابزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یوپی

(۱۱) مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف یوپی

(۱۲) مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ بلرام پور

(۱۳) مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار

(اسمائے مجیبین)

(۱) خلیفۂ حضور نبیرۂ شعیب الاولیاء، حضرت علامہ، مولانا، الحاج، الشاہ، مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ استاد دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند) (۹ رفتویٰ)

(۲) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد معراج احمد قادری، مصباحی، بستوی صاحب قبلہ دامت بر کاتہم العالیہ مقام حسن گڑھ پریلا ضلع بستی یوپی (الہند) (۳ رفتوی)

(۳) حضرت علامہ، مولانا محمد غزالی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ استاد دارالعلوم اہلسنت حشمت الرضا جھلیہا پوسٹ چرو پورا ترولہ بلرام پور یوپی الہند (ا رفتویٰ)

(۴) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند) (۴۶ فتوی)

(۵) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند) (۱۹)

(۶) حضرت مولانا قاری عبیداللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ بریلی شریف (۴۸)

(۷) حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھار نزد پیپر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند) (۳۷)

(۸) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، غلام محمد صدیقی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلوا پور پوسٹ گورا بازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (الہند) (۳۲)

(۹) حضرت مولانا محمد افسر خاں سعدی صاحب قبلہ مقام سرکار گڑھ تحصیل گولا ضلع لکھیم پور کھیری یوپی الہند (۲۴ رفتوی)

(۱۰) حضرت مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یوپی (۱۸ رفتوی)

(۱۱) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یار علوی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ پھلوا پور پوسٹ گورا بازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (۱۲ رفتوی)

(۱۲)مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا،وایہ بہادر گنج،ضلع کشن گنج بہار(۹رفتوی)

(۱۳)حضرت مولانا کریم اللہ رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی ساکن علاءالدین پورگلر ہوا ضلع گونڈہ یوپی (الہند)(۸رفتوی)

(۱۴)حضرت مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکا پور ضلع گونڈہ یوپی (الہند)(۱رفتوی)

(۱۵)حضرت مولانا محمد چاند رضا اسمعیلی صاحب قبلہ دلانگی پوسٹ بنگرا کلاں،تھانہ برنی ضلع گریڈی صوبہ جھارکھنڈ الہند(۵رفتوی)

(۱۶)حضرت مولانا انیس الرحمن رضوی صاحب قبلہ مقام مولوی گاوں پوسٹ گوٹی تھانہ رسیا تحصیل نانپارہ موضع مہر تھا ضلع بہرائچ شریف یوپی (الہند)(۵رفتوی)

(۱۷)حضرت مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ بلرام پور یوپی (الہند)(۴رفتوی)

(۱۸)حضرت مولانا محمد وسیم فیضی رضوی صاحب قبلہ مقام رضا نگر ڈفلڈ ہوا پوسٹ دولت پور تحصیل منکا پور ضلع گونڈہ یوپی (الہند)(۴رفتوی)

(۱۹)حضرت مولانا محمد جواد القادری صاحب قبلہ مقام روسا پوسٹ کھمارہ ضلع لکھیم پور کھیری یوپی (۴رفتوی)

(۲۰)مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈا بزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یوپی (۴رفتوی)

(۲۱)خلیفہ حضور ارشد ملت،حضرت علامہ،مولانا،عبد الستار قادری رضوی صاحب قبلہ مدرسہ ارشد العلوم عالم بازار کلکتہ الہند(۳رفتوی)

(۲۲)مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدنا پور تحصیل وضلع شاہجہان پور یوپی الہند(۳رفتوی)

(۲۳)حضرت مولانا اشفاق عطاری صاحب قبلہ مقام بلکھوری عرف ہلال پور پوسٹ،وتھانہ جلیشور ضلع مہوتری (نیپال)(۳رفتوی)

(۲۴)حضرت مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا(۲رفتوی)

(۲۵) حضرت مولانا، جابرالقادری رضوی صاحب قبلہ بوکارو جھارکھنڈ، مقیم حال جمشید پور جھارکھنڈ (۲ رفتویٰ)

(۲۶) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحابا ڑی ٹیڑھا گاچھ وایہ بہادر گنج کشن گنج بہار (۲ رفتویٰ)

(۲۷) حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی صاحب قبلہ مقام بھالوکونی پوسٹ شنکر پور تھانہ بھوانی گنج ضلع سدھارتھ نگر یوپی (الہند) (ارفتوی)

(۲۸) حضرت مولانا محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ مقام بلہا ضلع دھنوشا نیپال (ارفتوی)

(۲۹) حضرت مولانا غلام غوث اجملی صاحب قبلہ پورنوی بائسی پورنیہ بہار صدرالمدرسین دارالعلوم محمدیہ رحمانیہ قادریہ بلہا پنڈول مدھوبنی بہار (ارفتوی)

(۳۰) حضرت مولانا سالک رضا حبیبی صاحب قبلہ اڑیسہ، جالیسر، پچھم باڑ، مدرس مدرسہ غریب نواز، گھاٹ شیلہ، بگولہ، جھارکھنڈ (ارفتوی)

(۳۱) حضرت مولانا محمد آفتاب عالم رحمتی مصباحی دہلوی صاحب قبلہ خطیب و امام جامع مسجد مہاسمند چھتیس گڑھ الہند (ارفتوی)

(۳۲) حضرت مولانا ابوحنیفہ اکبر اشرفی صاحب قبلہ مانخورد ممبئ (ارفتوی)

(۳۳) حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحب قبلہ ربّانی، چندردیپا ضلع دربھنگہ بہار الہند (ارفتویٰ)

(۳۴) حضرت مولانا مظہر علی صاحب قبلہ استاد مدرسہ غوثیہ حبیبیہ، بریل دربھنگہ بہار الہند (ارفتویٰ)

(۳۵) حضرت مولانا ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ خطیب و امام نگینہ مسجد مہاراشٹر، الہند (ارفتوی)

(۳۶) حضرت مولانا محمد عرفان قادری صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔(ارفتوی)

(اسمائے مصدقین)

(۱)

حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا، تحصیل، تلشی پور، ضلع بلرامپور یوپی وقاضی شرع اسٹیٹ گووا

(۲)

حضرت علامہ م، مولانا، مفتی محمد منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند)

(۳)

حضرت مولانا، تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
مقام گائیڈریہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پوریوپی (الہند)

(۴)

حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ
رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(اظہار محبت)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ کے پیارے نبی ﷺ کا فرمان عالیشان ہے"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" تم میں جس سے ہوسکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو پہنچائے۔امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا(صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ من العین الخ)

اسی حدیث کے پیش نظر فقیر نے چند سال پہلے ایک گروپ بنام مسائل شرعیہ بنایا تھا (جس کا تذکرہ جلد اول کے عرض ناشر میں کر چکا ہوں) تاکہ ہمارے دینی بھائی کچھ استفادہ حاصل کرسکیں۔ماشاء اللہ کافی لوگوں نے فائدہ اٹھایا حتی کہ دو ہزار سے زائد فتاویٰ ہو گئے تو پھر اسے کتابی شکل میں لانے کے لئے محب گرامی خلیفۂ ارشد ملت مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ کے ذمہ کر دیا،حضرت نے اپنی ذمہ داری کو مکمل طریقے سے نبھایا اس لئے میں حضرت کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں،اور ساتھ ہی ساتھ حضرت علامہ،مولانا الشاہ،مفتی،سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ وحضرت علامہ،الحاج،سید خلیق اشرف صاحب قبلہ وحضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبدا القادری علوی صاحب قبلہ،وحضرت علامہ،مولانا،مفتی،محمد آصف رضا علوی ازہری صاحب قبلہ و حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم خاں امجدی،قادری رضوی،صاحب قبلہ وحضرت علامہ،مولانا،ابوکوثر محمد ارمان علی قادری،جامعی،صاحب قبلہ وحضرت مولانا،ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی شاہ جہاں پوری صاحب قبلہ وحضرت علامہ ومولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ کا بھی شکر گزار ہوں کہ اپنی قیمتی وقت کو نکال کر فتاوی مسائل شرعیہ کے لئے تقریظ وکلمات دعائیہ تحریر کئے۔مولیٰ تعالیٰ سبھوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد وسیم فیضی

(عرض ناشر)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ عزوجل کے فضل و کرم و نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نعلین پاک کے تصدق سے فتاویٰ مسائل شرعیہ کی اول جلد عوام وخواص نے بہت پسند کیا اور اکابرین نے کافی سراہا اور محبتوں سے نوازا پھر مجیبین و منتظمین کی انتھک محنتوں سے دوسرا حصہ آپ کے نظروں کے سامنے ہے۔

دور حاضر میں جس طرح سوشل نیٹ ورکنگ کا مشن لیکر علم کی سربلندی کی ہے اس کا سہرا علامہ تاج محمد صاحب قبلہ واحدی و دیگر منتظمین ومجیبین کے سر ہے اس عاجز کے لئے نہایت خوشی و مسرت کا موقع ہے کہ بانی گروپ علامہ محمد وسیم رضوی فیضی صاحب قبلہ نے جس طرح سے لوگوں کو اکٹھا کیا اور سوشل میڈیا کا استعمال احیائے اسلام کی سربلندی کے لئے کیا وہ قابل مبارک باد ہیں۔

مسائل شرعیہ گروپ کی سربراہی اور سرپرستی بڑی بڑی شخصیات نے کی ہے جس کا تذکرہ اول جلد کے عرض ناشر میں موجود ہے، میں شکر گزار ہوں تمامی علمائے کرام و منتظمین اور مجیبین حضرات کا کہ انھوں نے کافی محنت کرکے اس گروپ کے فتاویٰ کو یکجا کیا کافی وقت سے لوگوں کی فرمائش تھی کی فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم بھی بھیجا جائے لیکن یہ کام کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ کافی مشکل اور محنتوں سے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔اور ہمارے اراکین کی اس کی تصحیح میں کافی محنتیں کی ہیں پھر بھی بتقضائے بشری کچھ خامی نظر آئے تو اراکین کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

دعا ہے رب العالمین کی بارگاہ میں کہ تمامی لوگوں کو دونوں جہان کی خوشیاں عطا فرمائے اور علم وعمر ورزق میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی

(نگاہ اولین)

لك الحمد یااللہ جل جلالہ و الصلوۃ والسلام علیك یارسول ﷺ

ایک سال قبل فتاوی مسائل شرعیہ ممبران کی فرمائش پر ترتیب دے کر شائع کیا تھا مگر عرصہ گزرگیااور جلد دوم مکمل نہ ہوسکا کیونکہ اہل علم حضرات کو یہ معلوم ہے کہ تقریر کرنا آسان ہے مگر تدریس مشکل امر ہے اور تصنیف وتالیف اس سے زیادہ مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ تاخیر ہوئی ، پھر بھی شکر گزار ہوں رب ذوالجلال کا کہ اس نے جلد دوم کو پایۂ تکمیل تک پہونچنے کی توفیق عطافرمائی

فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول کتاب العقائد جو کہ کئی ابواب پر مشتمل ہے مثلا متعلقہ ذات باری تعالیٰ ،متعلقہ نبوت ورسالت ،متعلقہ قرآن کریم ،متعلقہ ملائکہ ،متعلقہ جنات وشیاطین ،متعلقہ جنت ودوزخ ،متعلقہ صحابۂ کرام ،متعلقہ اولیائے کرام وعلمائے کرام ،متعلقہ متفرقات وغیرہ ۔

اور جلد دوم طہارت ،وضو ،غسل ،تیمم ،حیض ونفاس ،اذان ،اقامت ،نماز ،قرأت ،امامت ، جماعت ،اورمسبوق کے بیان پر مشتمل ہے ،بقیہ ان شاء اللہ الرحمن جلد سوم میں ہوگا جو کہ بہت ہی جلد آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرونگا ۔ یہ تمام ابواب بہار شریعت کے اعتبار سے درج کئے گئے ہیں تا کہ مسئلہ تلاشنے میں دشواری نہ ہو ۔

فتاوی میں درج ذیل عربی عبارت پر مکمل توجہ دی گئی ہے ساتھ ہی قرآن کریم کو رسم عثمانی میں رکھا گیاہے اور ترجمہ کنزالایمان سے لیا گیاہے پروف ریڈنگ میں اراکین نے حتی الامکان تصحیح کی کوشش کی ہے پھر بھی بتقضائے بشری کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو درج ذیل نمبرات پر رابطہ کر کے اصلاح فرمائیں ہم آپ کے مشکور ہونگے اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے ۔

میں شکر گزار ہوں خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ قاضی شرع گووا کا جو اپنی سرپرستی میں دعاؤں کے ساتھ

علمی فیضان سے مالامال کرتے رہے۔اور ساتھ ہی خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ و مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ کا شکر گزار ہوں جو کتاب کی تصحیح میں فقیر کے معاون رہے ساتھ ہی حضرت علامہ و مولانا ساجد علی صاحب قبلہ وحضرت علامہ و مولانا قاری عبید اللہ صاحب قبلہ کا شکر گزار ہوں جنھوں نے عربی عبارت کی خامیوں کو دور کر کے فتاویٰ کو زینت بخشا۔ساتھ ہی حضرت مولانا غلام محمد صاحب کا شکر گزار ہوں جو کمپیوزنگ میں مددگار ثابت ہوئے،ساتھ ہی براد اصغر حضرت مولانا فرقان رضا امجدی وحضرت مولانا معصوم رضا نوری صاحب کا شکر گزار ہوں جو ترجمہ کنز الایمان کو مہیا کرنے میں پیش پیش رہے،ساتھی ہی حضرت حافظ وقاری معراج صاحب کا شکر گزار ہوں جو قرآن مجید وفرقان حمید کی عبارتوں کی تصحیح کرتے رہے،اور ساتھ ہی جملہ اراکین کا شکر گزار ہوں جو کہ کتاب کو پروف ریڈنگ کر کے غلطیوں سے پاک کئے اور ہر موقع پر فقیر کا ساتھ دئے۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے جملہ احباب کے علم وعمل،رزق وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔دونوں جہان کی نعمتوں سے مالامال فرمائے،حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے۔اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔آمین ثم آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نائب سرپرست مسائل شرعیہ

9984820639 8303879296

7652081430 9839838462

7276556912

(تقریظ)

عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ و مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ، اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ (کنزالایمان، پ ۶ ر ع ۱۴)

اس آیت کریمہ سے احکام شریعت کی تبلیغ کی فرضیت ثابت ہو رہی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ بخاری شریف کتاب العلم میں ہے کہ میری طرف سے پہنچا دو اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔

معلوم ہوا کہ دین اسلام کی تبلیغ بہت ہی ضروری ہے مذہب اسلام کی بقا کے لئے تبلیغ دین اور اس کی نشر و اشاعت ہر مسلمان پر حسب استطاعت لازم العمل ہے اور خدمت دین کے لئے بہترین صورتوں میں سے ایک ہے۔ دین اسلام کی نشر و اشاعت و تبلیغ میں زیادہ تر حصہ تحریر کا ہے اور دور حاضر میں دین کی تبلیغ انٹرنیٹ شوشل میڈیا کے ذریعے آسان اور مفید ہے کیونکہ ہر گھر میں موبائل ہے جس سے لوگ دینی و دنیوی فائدہ اٹھا رہے ہیں چونکہ شوشل میڈیا کا سب سے بڑا افادی پہلو اس کی علمی ادبی سرگرمیاں ہیں اسی لئے شوشل میڈیا کا گرویدہ علمی طبقہ بھی ہے، اگر آپ کو انگریزی یا اردو زبان وغیرہ معلوم ہے تو گویا یہ آپ کے لئے ایک علمی ہتھیار سے کم نہیں ہے۔ انٹر نیٹ شوشل میڈیا پر کئی کروڑ سے زائد ویب سائٹ موجود ہیں ان سب سے مفت علمی استفادہ کرنا آسان ہے۔ کیونکہ یہ ایک طرح کا علمی دسترخوان ہے جس سے ہر کوئی گھر بیٹھے ہی اپنی علمی بھوک پیاس مٹا سکتا ہے۔ تعلیم و تدریس سے دلچسپی رکھنے والوں کو روزانہ فقہی مسئلہ لفظی تحقیق تاریخ و تعریف

واقعات مشہور شخصیات کے سوانح زندگی کی ضرورت پڑتی ہے ان علمی ضروریات کو حاصل کرنے کے لئے لائبریری یا دارالافتاء میں جا کر بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر آپ موبائل میں نیٹ چالو کر کے کوئی بھی مسئلہ گوگل پر سرچ کریں گے تو آپ کو مطلوبہ چیز سامنے نظر آئے گی مگر اس طرح زیادہ تر ویب سائٹ ومسائل بدعقیدوں کے ہیں جو حقیقت میں دین کی خدمت نہیں بلکہ اپنے مسلک کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں جس کو پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اور بدعقیدگی کے دلدل میں پھنس جاتا ہے۔لہذا ضرورت تھی کہ ایک ایسا گروپ بنایا جائے جس سے مسلک اعلی حضرت کی روشنی میں دین کی خدمت وتبلیغ کی جائے تاکہ بدعقیدوں کے مسائل پڑھنے سے لوگ اجتناب کریں۔انہیں سب باتوں کے پیش نظر محب گرامی مولانا محمد وسیم فیضی صاحب قبلہ نے چند سال قبل ''مسائل شرعیہ گروپ'' کو بنایا تاکہ عوام اہلسنت کو گمراہیت سے بچا کر ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی جائے اور بتایا جائے کہ مسلک اعلی حضرت دین اسلام کا سچا پکا ترجمان ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ ''مسائل شرعیہ گروپ'' چند ہی سال میں اتنا ترقی کر گیا کہ ہر فرد کی زبان پر مسائل شرعیہ جاری ہو گیا۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ برادر گرامی مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ نے ویب سائٹ کے ذریعہ جملہ مسائل کو پوری دنیا میں پھیلا دیا گیا جس کو کئی لاکھ لوگوں نے پڑھ کر علمی استفادہ کیا ہے اب انہیں اپلوڈ شدہ مسائل کو یکجا کر کے فتاوی مسائل شرعیہ کے نام سے پی ڈی ایف کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ عوام فائدہ اٹھا سکیں۔

فتاوی مسائل شرعیہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اِس میں دور حاضر کے لحاظ سے بعض جدید قسم کے سوالوں کے جواب موجود ہیں جو کہ فتوے کی دیگر کتابوں میں موجود نہیں،جس کو مسائل شرعیہ کے علمائے کرام نے احادیث وفقہی جزیات سے واضح فرما دیا ہے،اس لئے امید ہے کہ یہ کتاب منظر عام پر آنے کے بعد مرکزی میعاری درس گاہوں کے فتاوی کے مثل بے حد

مقبول ہوگی ، دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ فتاوی مسائل شرعیہ کو شرف مقبولیت عطا فرمائے اور منتظمین مسائل شرعیہ ومجیبین مسائل شرعیہ کو اجر عظیم عطا فرمائے دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے ہر آفات وبلیات سے محفوظ فرمائے، علم وعمر ورزق میں بے پناہ برکت عطا فرمائے ۔ آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

حقیر محمد علی قادری واحدی

خادم مسائل شرعیہ گروپ

(تقریظ انیق)

عمدۃ العلماء، فاضل محترم حضرت مولانا، ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی شاہ جہاں پوری صاحب قبلہ
استاذ مدرسہ دارارقم محمدیہ میر گنج بریلی شریف

لك الحمد یا اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ مشرقی یوپی نے تحریری میدان میں جو دین وسنیت کے کارنامے انجام دئے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں کیونکہ ایک لمبے عرصے سے دین وملت کی وہ خدمت کی ہے کہ جس کو آج ہر چہار جانب کے علماء وفضلاء طوعاو کرہاماننے پر مجبور ہیں۔

مسائل شرعیہ گروپ کے بانی وخادمین ومرتبین خصوصامشرقی یوپی سے ہی تعلق رکھتے ہیں گویایہ خدمات دیکھ کرایسا لگتا ہے کہ مشرقی یوپی کی مٹی میں ہی خدمت دین کا جذبہ منجانب اللہ مضمر رکھا گیاہے دینی فروغ کے لئے ہندوستان میں جتنے طرق ہیں ان میں مشرقی یوپی بھی سرفہرست نظر آتا ہے۔حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے یعنی اللہ عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے تفقہ فی الدین عطافرماتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ ﷺ

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (بخاری ۱/۱۶)

ماشاءاللہ پیش نظر کتاب ’’فتاوی مسائل شرعیہ، جلد دوم‘‘ دیگر فتاوی کی طرح یہ بھی ایک منفرداورلاجواب فتاوی ہے ۔جسے خلیفۂ ارشد ملت، حضرت علامہ مولانا تاج محمد قادری واحدی نے مرتب فرمایاہے ۔اس فتاوی کے مجموعہ کو مفتیان کرام نے ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ ہوکرفتوی نویشی کا کام انجام دیکر کتابی شکل تک پہونچایا ہے یہ اللہ تعالی کا خصوصی کرم اوراس کی عنایت ہے کہ ہرکسی کو یہ مقدر نہیں ہوتا۔زیرنظر کتاب ’’فتاوی مسائل شرعیہ‘‘ کوفقیر نے اول تا آخر مکمل پڑھا جواب درست پایا۔

فتاوی مسائل شرعیہ دورحاضر کے لئے ایک عظیم شاہکار ہے جس کے مراجع وماآخذ میں علمائے اہلسنت ومفتیان ملت کی مستند ومعتمد کتب سے استفادہ کیا گیا ہے اورائمہ مذہب کے

اقوال مرجحہ سے استفادہ کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے دور حاضر میں جو کہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا دور کہلا رہا ہے اس دور میں" مسائل شرعیہ" گروپ کے ذریعہ سوشل میڈیا پر ایک ایسا کام ہوا کہ جس سے ہر شخص فائدہ اٹھا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اٹھاتا رہے گا۔ یہ مسائل شرعیہ کے مجیبین ومصدقین کی عرق ریزیوں کا نتیجہ ہے اس سے قبل گوگل پر جب مسائل تلاش کئے جاتے یا کوئی مسئلہ لکھ کر تلاش کیا جاتا تو مختلف افکار ونظریات کے لوگوں کے فتاوی کھل کر سامنے آجاتے اور اہل سنت کے فتاوی کالمعدوم نظر آتا تھا۔ مگر اب الحمد للہ جب گوگل پر تلاش کرنے کے لئے کوئی بھی مسئلہ ڈالا جاتا ہے تو سنی حضرات کے بھی فتاوی جات کھل کے سامنے آجاتے ہیں جن میں مسائل شرعیہ بھی شامل ہے۔

الحمد للہ کتابی شکل میں بھی فتاوی مسائل شرعیہ گوگل پر موجود ہے جس سے ہر کوئی استفادہ حاصل کر رہا ہے۔ یہ ثمرہ ہے گروپ ہذا کے مجیبین کا اللہ انہیں بہتر اجر عطا فرمائے۔

فتاوی مسائل شرعیہ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان میں مسائل مختصر اور جامع وآسان اسلوب کے ساتھ مرتب ہیں۔ جو ہر خواص وعوام سب کے لیے مفید ہے نیز مقبولت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ مفتی سید شمس الحق برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ خاص توجہ وباریک بینی اور نقطہ رسانی فرما رہے ہیں۔

سوشل میڈیا پر عام کرنے میں مولانا صہیب رضا رزمی صاحب کی بھی بہت بڑی قربانی ہے جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا اور جملہ مجیبین کی عرق ریزی بھی فراموشی کے قابل نہیں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت مسائل شرعیہ کے منتظمین ومجیبین سب کی خدمت کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز اراکین اور ان کے مرحومین کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حقیر ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی شاہ جہاں پوری

یکم صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

(تقریظ جلیل)

خلیفۂ حضور نشاط الاولیاء وشہزادۂ حضور شیر نیپال، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، ابوکوثر محمد ارمان علی قادری جامعی، صاحب قبلہ بھگوتی پور، سیتامڑھی استاد مدرسہ اصلاح المسلمین ومدینہ جامع مسجد، مہیسا ر دربھنگہ بہار)

الحمد للہ العزیز الجبار والصلوۃ والسلام علی رسولہ النبی المختار وعلی الہ وصحبہ الابرار الاخیار

امابعد: صلوا علی الحبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ افتاء لفظ افتاء کا لغوی معنی ہے" جواب دینا" اور اصطلاح میں "حکم مسئلہ اور شرعی فیصلہ بتانا" علامہ شامی قدس سرہ لکھتے ہیں: الافتاء فانہ افادۃ الحکم الشرعی "یعنی شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنے کو افتا کہتے ہیں۔

(ردالمحتار ۴/ ۳۳۶)

سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالی نے افتا کے منصب سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو سرفراز فرمایا آپ کے وصال فرمانے کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم پھر تابعین اس منصب پر فائز ہوئے اور جب تبع تابعین کا دور آیا تو افتا کی ذمہ داری ان کے سر آئی ۔صحابۂ کرام سے تبع تابعین تک جو حضرات منصب افتا پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے۔ پھر حضرت اماشافعی رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد کوئی مفتی مطلق نہیں ہوا اب مفتی منتسب ہوئے مگر اللہ تعالی نے ان کو بھی حسب درجہ ایک طرح کی اجتہادی قوت سے سرفراز فرمایا اس لئے کہ اس کے بغیر وہ نئے نئے مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: التحقیق ان المفتی فی الوقائع لابد لہ من ضرب اجتہاد ومعرفۃ باحوال الناس (ردالمحتار ۲/ ۳۹۸)

افتاء کے لئے مفتی کا اجتہادی ایک گونہ صلاحیت سے متصف ہونا لازمی ہے اس لئے کہ یہ

کام تمام دینی خدمات میں بہت زیادہ دشوار ہے۔شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: فتاوی دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم سب سے مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔آئے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی جزء یہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، دقیقہ بینی کی بدولت تائید ایزدی سے صحیح حکم اخذ کرلیتا ہے مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جاسکتا جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے (انوار مفتی اعظم ص ۲۵۲ بحوالہ فتاوی مفتی اعظم)

بہرکیف الحمدللہ زیر نظر کتاب "فتاوی مسائل شرعیہ، جلد دوم" جسے ممتاز العلماء، خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ مولانا تاج محمد واحدی قادری صاحب قبلہ اطال اللہ عمرہ وزاد اللہ فضلہ کی انتہائی مفید ترتیب ہے جس کے سب احکام فقہ حنفی کی مستند ومعتمد کتب فقہ وفتاوی ،درمختار، ردالمحتار، جدالمحتار، فتاوی عالمگیری، فتاوی رضویہ، فتاوی مفتی اعظم، بہار شریعت، فتاوی شارح بخاری، فتاوی امجدیہ وغیرہا کتب کے حوالوں سے مزین ہے اس لئے یہ فتاوی عوام خواص علمائے دین ومفتیان شرع متین کے لئے بہت ہی مفید علمی خزانہ ہے اس لئے اسے ضرور مطالعہ میں رکھا جائے۔مزید برآں ممتاز الفقہاء یادگار اسلاف، حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت وعلامہ تاج ملت کی سرپرستی اور بانیٔ گروپ کی کاوش اس فتاوی کے لئے منارہ نما ہے" فتاوی مسائل شرعیہ" دراصل مسائل شرعیہ گروپ میں آئے ہوئے سوالوں کے جوابات کا مجموعہ ہے جسے متحرک فعال، باوقار، ذی صلاحیت ،ذی علم، علمائے کرام ومفتیان عظام کے شب وروز کی محنت کا ثمرہ ہے جسے بڑی عرق ریزی اور جاں سوزی کے ساتھ تحریر فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا ہے۔جو آج الحمدللہ ثم الحمدللہ پوری دنیا میں لوگ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ استفادہ حاصل کررہے ہیں۔فقیر کی رائے یہ ہے کہ اسے ہر زبان میں اشاعت کی جائے تاکہ ہر زبان کے لوگ اس سے مزید مستفیض

ہو سکے۔اس عظیم دینی کارنامہ پر فقیر جملہ مصدقین، مجیبین، اور منتظمین وغیرہ کو قلبی مبارکبادی اور قابل ہزار تحسین پیش کرتا ہے۔اور دعا کرتا ہے کہ رب کریم بحرمۃ سید المرسلین ﷺ ان حضرات کی سعی جمیل کو قبول فرما کر اجر جزیل و جزائے جلیل سے سرفراز فرمائے اور جلد اول کی طرح اسے بھی مقبول عام بخشے۔آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوۃ والتسلیم وعلی الہ وصحبہ اجمعین

فقیر ابوکوثر محمد ارمان علی قادری جامعی

۲؍صفر المظفر ۱۴۴۳ھ، مطابق ۱۰؍ستمبر ۲۰۲۱ء، شب جمعۃ المبارکۃ

(تقریظ جمیل)

خلیفۂ حضور ارشد ملت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ماہر افہام وتفہیم، حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام: رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ اترولہ ضلع بلرامپور یوپی خطیب وامام غوثیہ مسجد بھیونڈی مہاراشٹر

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

الحمدللہ فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول عوام وخواص کے درمیان بہت ہی مقبول ہوئی اور ملک کے بے شمار علماء ومشائخ نے خوب پسند فرمایا اب فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم بھی آپ کے پیش نظر ہے فقیر نے پوری کتاب کو عمیق نظروں سے دیکھا اور ہر فتوے کو لا جواب پایا دور حاضر میں فتاویٰ مسائل لوگوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے سلیس اردو میں ہر سوال کے جواب کو علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب کے ہر فتاوے معتبر ومستند ہیں، الحمدللہ مسائل شرعیہ گروپ کے اصول وضوابط بہت ہی مضبوط ومستحکم ہیں علمائے کرام کی ایک عظیم جماعت فتوی نویسی کے کام کو انجام دیتی ہے اس کے بعد تجربہ کار ماہر مفتیان دین تمام جزئیات وکلیات پر نظر فرماتے ہوئے تصحیح وتصدیق کی ذمہ داری نبھاتے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ علماء وفضلاء کی ایک عظیم جماعت کہنہ مشق مفتیان دین کے سایۂ عاطفت میں رہ کر فتویٰ نویسی کی بے مثال تربیت حاصل کرتی ہے اس طرح دور حاضر کے تمام لاینحل مسائل بھی مسائل شرعیہ میں حل ہوتے نظر آتے ہیں، جو فتاوے جو تصحیح وتصدیق کے تمام مراحل سے گزر کر مکمل تشفی بخش اور لاجواب ہوتے ہیں انہیں کو مسائل شرعیہ ویب سائٹ پر محفوظ کیا گیا تھا جو آج کتابی شکل میں آپ حضرات کے مابین پیش کیا گیا ہے۔

فتاوی مسائل شرعیہ کی ایک عظیم خوبی یہ بھی ہے کہ باب در باب مسائل کو کتاب میں خلیفۂ

حضور ارشد ملت علامہ تاج محمّد واحدی دامت برکاتہم العالیہ نے محفوظ کیا ہے علامہ موصوف کا انداز ترتیب بے مثال و دلگیر ہے، خیال رہے کہ فتاویٰ لکھنے کے اہل وہی حضرات ہوتے ہیں جو مشق افتاء کئے ہوں یا کہنہ مشق مفتیان دین کے سایہ میں رہ کر کار افتاء کو انجام دیئے ہوں مسائل شرعیہ میں فتوی لکھنے والے کچھ تو وہ مفتیان دین ہیں جو مشق افتاء کئے ہوئے ہیں اور کچھ علماء و فضلاء ہیں جو کہنہ مشق مفتیان کرام کے سایہ عاطفت میں فتوی نویسی کرتے ہیں۔

مسائل شرعیہ میں انہیں حضرات کو فتویٰ لکھنے کی اجازت ہوتی ہے جو فتوی لکھنے کے اہل ہوتے ہیں، ہرکس و ناکس کو مسائل شرعیہ میں فتوی لکھنے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی ہے اس لئے فتاویٰ مسائل شرعیہ ایک لاجواب اور دور حاضر میں عوام کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔

فتاوی مسائل شرعیہ کی تصحیح و تصدیق میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی ہے پھر بھی بتقاضائے بشری غلطی وسہو کا امکان ہے اگر کسی صاحب علم کو کوئی خامی نظر آئے تو لوگوں کے درمیان سورش نہ پھیلائیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ حق ادا کرتے ہوئے منتظمین کو مطلع کریں تاکہ دوبارہ اسے درست کیا جاسکے۔ اللہ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولی تعالیٰ فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم کو بھی عوام و خواص میں مقبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فقط

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

(تاثرات)

از نبیرۂ شعیب الاولیاء، شہزادۂ مفکر اسلام، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد آصف رضا علوی ازہری صاحب قبلہ نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول، ونگران اعلی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارنگر یوپی

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

فقہ وفتاوی کا سرچشمہ قرآن وسنت اور قیاس واجماع ہے یہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور قرآن وسنت کا خلاصہ ہے فن فقہ وفتاوی طریقہ زندگی کا رہنما، اور انسانی شب وروز سے انتہائی طور پر مربوط ہے، اس کا دائرۂ عمل پیدائش سے لیکر میراث تک اور ایمان وعقائد سے لیکر معاملات اور امور سیاست تک محیط ہے اسی لیے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں اس فن پر ممتاز عقلوں کے مالک علماء وفقہاء اپنی ذہانتیں صرف کرتے رہے اور اپنے پیچھے فقہ وفتاوی کی عظیم وگرانقدر مصنفات چھوڑتے رہے یہی وجہ ہیکہ آج اسلامی مکتبات میں جتنا بڑا ذخیرہ فقہ وفتاوی کا نظر آتا ہے اورکسی علم کا نظرنہیں آتا، زیر نظر کتاب ’’فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم‘‘ فتاوی کے باب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے یہ طہارۃ وصلاۃ سے متعلق سینکڑوں فتاوی کا بہترین اور عمدہ مجموعہ ہے جسے فاضل مرتب مولانا، تاج محمد قادری واحدی صاحب نے بہت ہی عمدہ ترتیب کے ساتھ احسن پیرائے میں یکجا کیا ہے فتاوی مسائل شرعیہ کسی جزئی کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ اشتراکی جدو جہد کا ایک خوبصورت ثمرہ ہے درحقیقت فتاوی کا یہ مجموعہ وہاٹس ایپ گروپ ’’مسائل شرعیہ‘‘ کے پیج پر متعدد مفتیان کرام کی جانب سے نشر کئے گئے مختلف فتاوی سے یکجا کیا گیا ہے جسے فاضل مرتب نے ابواب فقہیہ کی رعایت کے ساتھ مرتب کیا ہے یہ گروپ مسائل شرعیہ کی دوسری پیش کش ہے اس سے قبل مسائل شرعیہ گروپ اپنا پہلا ثمرہ ’’فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول‘‘ کی شکل میں لوگوں کے ہاتھوں تک پہونچا چکا ہے مبارکباد کے مستحق ہیں فاضل عزیز مولانا وسیم فیضی صاحب جنہوں نے وقت

کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر ''مسائل شرعیہ گروپ'' کی بنیاد ڈالی یونہی مبارکباد کے مستحق مولانا صہیب رضا رزمی صاحب جنہوں نے مسائل شرعیہ ویب سائٹ بنائی چونکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کہ موجودہ دور انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا ہے اس دور میں افکار اور کسی بھی علمی مواد کی ترسیل و ابلاغ کا فعال ذریعہ انٹرنیٹ بن چکا ہے۔گمراہ اور بدعقیدہ فرقے اس ہتھیار کا استعمال کر کے اپنے مسموم عقائد سے لوگوں کے ایمان کو لوٹنے کے فراق میں ہیں کسی بھی دینی مسئلہ کے بارے میں گوگل پر سرچ کر کے دیکھا جا سکتا ہے گمراہوں اور بدعقیدوں کی سینکڑوں ویب سائٹ کھل کر سامنے آجائے گی جبکہ اہل سنت کی شاذ و نادر ہی کوئی ویب سائٹ نظر آئے گی ایسے نازک حالات میں مسائل شرعیہ وہاٹس ایپ گروپ اور مسائل شرعیہ ویب سائٹ جیسے مستحسن اقدام کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے''مسائل شرعیہ گروپ'' پر پوچھے گئے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی جزئیات کی روشنی میں عقدہ کشائی کی جاتی ہے اور پھر اسے مسائل شرعیہ ویپ سائٹ پر نقل کر دیا جاتا ہے جس سے پوری دنیا میں اردو داں طبقہ استفادہ کرتا ہے۔

محمد آصف رضا علوی ازہری

نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول ونگران اعلی دارالعلوم فیض الرسول براوں شریف سدھارنگر یوپی

(کلمات دعائیہ)

از مفکر اسلام پیر طریقت شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبد القادری علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ یار علویہ فیض الرسول و ناظم اعلی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یو پی

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف کے ہونہار فاضل عزیز القدر مولانا محمد وسیم فیضی سلمہ و فاضل عزیز مولانا غلام محمد صدیقی فیضی نے میرے عزیز نبیرہ شعیب الاولیاء مولانا محمد آصف علوی ازہری نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول کے ذریعے اپنی اس محبتانہ خواہش کو ہم تک پہنچایا کہ میں ان کے اور ان کے مخلص جواں عزم اور جواں حوصلہ علمائے کرام جو خاص طور سے فقہی خدمات سے خصوصی لگاؤ اور تعلق رکھتے ہیں ان حضرات کی کاوشوں سے ”فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم“ جسے مولانا تاج محمد واحدی نے بڑے انوکھے انداز میں مرتب کیا ہے اس کا مجموعہ شائع ہونے جارہا ہے اس پر کچھ کلمات دعائیہ تحریر فرمادوں۔

قابل مبارک باد ہیں جملہ مصدقین مجیبین ،اور منتظمین ،جو اس خدمت سے وابستہ ہوکر قوم اور مسلمانوں کو مسائل شرعیہ سے آگاہ کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں میں ،اس کاوش اور جد جہد پر ان جملہ حضرات کو دلی مبارک بادی پیش کرتا ہوں جو مسائل شرعیہ کے تعلق سے لوگوں کی رہنمائی فرمارہے ہیں ۔میں دعا گو ہوں کہ رب قدیر ان حضرات کی اس کاوش کو مقبول انام بنائے ۔

فقیر بھی اسی طرح کی اشاعتی اور فقہی خدمات میں مصروف رہنا زیادہ پسند کرتا ہے چنانچہ دار العلوم فیض الرسول کے فتاوی کو بنام ”فتاویٰ فیض الرسول“ ،مکمل دو جلدوں پر شائع کروانے میں معاون و مددگار رہا ہے ۔یہ فتاوی فیض الرسول فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ

الرحمہ کے فقہی کارناموں میں سے ایک بڑا کارنامہ ہے جو دارالعلوم فیض الرسول کی خدمات کا شاہکار بھی ہے اور جسے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ برصغیر میں فتاویٰ رضویہ کے بعد جن چند فتاویٰ کے مجموعے عوام وخواص میں جسے یکساں مقبولیت حاصل ہوئیں ان میں سے ایک فتاویٰ فیض الرسول بھی شامل ہے، اس کی اشاعت میں اوراس راہ میں جو دشواریاں ہوتی ہیں اس کا مجھے خوب اندازہ ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کام میں اپنی شرکت شاید کل بروز حشر میرے گناہوں کا کفارہ بھی بن جائے اور میری نجات کا سامان بن جائے۔ میں فتاویٰ مسائل شرعیہ کے تحت ایک ایک مقالہ لکھتا لیکن زیادہ ناساز ہونے کی وجہ سے ممکن نہ ہوسکا۔ بہرکیف رب ذوالجلال اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اول جلد کی طرح جلد دوم کو بھی خوب خوب مقبولیت عامہ عطا فرمائے اورلوگوں کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ اور جملہ مصدقین ومحبین اور منتظمین کے علم وعمل میں برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالامین الکریم۔

دعاگو

غلام عبدالقادری علوی

سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(کلمات خیر)

پیر طریقت رہبر راہ شریعت گل گلزار اشرفیت حضرت علامہ، الحاج، سید خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دار العلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور بازار گونڈہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ وآلہ أجمعین

ارشاد ربانی ہے ”هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ“ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (کنزالایمان سورہ زمر آیت نمبر ۹)

نیز فرماتا ہے ”فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ“ تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان، سورۃ النحل ۴۳)

حدیث شریف میں ہے ”مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ“ اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے (بخاری، ج ا، باب من یرد اللہ ص ۱۶)

آیت مذکورہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو اپنی دینی اور دنیاوی ضرورتوں کو پوری کرنے میں تلاش وتتبع جاری رکھنا چاہئے جہاں دنیاوی ضرورتوں کی رہنمائی وتکمیل کے لئے اللہ رب العزت نے وافر مقدار میں افراد پیدا کیے، وہیں صراط مستقیم کے لئے علماء کی جماعت پیدا فرمائی اور انھیں میں ان عظیم شخصیتوں کو منتخب فرمایا جو ہماری ہر شرعی ضرورت کو پورا کرنے میں ”اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ (سورۃ النحل ۱۲۵) پر عمل کے ساتھ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اور ایسی ہی شخصیتوں کو بے پناہ انعام واکرام سے نوازتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں سیدنا عبد اللہ ابن مسعود عقبۃ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهٖ ”یعنی جو کسی خیر کی طرف رہنمائی کرے تو جیسا ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ہے ویسا ہی ثواب اس کی رہنمائی

کرنے والے کو ملے گا۔(رواہ مسلم)

اس حدیث نے ہمارے مقتیان کرام کو ان کی محنت شاقہ پر اس قدر انعام سے نوازا کہ ان کی دکھائی ہوئی راہ پر قیام قیامت تک جو بھی عمل کرے گا اس کا اجر ان حضرات ملے گا انہی بزرگوں کی رہنمائی میں دور جدید میں ٹیکنالوجی (واٹسپ) کے ذریعہ مسائل شرعیہ گروپ ہر شخص کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ عزیزم مولانا محمد وسیم فیضی صاحب نے مسائل شرعیہ گروپ بنایا اور فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد اول منظر عام پر آنے کے بعد جلد دوم بھی منظر عام پر آئی جس میں سینکڑوں مسائل مذکور ہیں۔مولی کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم عزیزم مولانا محمد وسیم فیضی اور اس گروپ کے سبھی معاونین کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں انکو بہتر جزا عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

دعا گو

سید خلیق اشرف

پرنسپل دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور بازار گونڈہ

(کلمات تأثر و دعا)

مربی وصدر گروپ، قاضئ شرع گوا، مربی الفضلا ء، خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا الشاہ، مفتی، سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و بارك وسلم

امابعد! فقیر کو یہ جان کر بڑی مسرت و شادمانی حاصل ہو رہی ہے کہ مسائل شرعیہ گروپ کے ذریعے مجیبین ومصدقین نیز منتظمین کی بہتر کاوشوں سے فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم برائے رسم اجراء بشکل پی ڈی ایف تیار ہوگئی ہے جس پر صحت و درستگی کے لئے کئی بار پروف ریڈنگ ہو چکی ہے اور اب قابل اجراء ہوگئی ہے پھر بھی بتقاضائے بشری غلطیوں اور خامیوں کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ فقیر علالت نیز بینائی میں پیش آمدہ وقت کے سبب خود مطالعہ نہ کرسکا لیکن اتنا ضرور ہے کہ اکثر سوالات و جوابات پر فقیر کی تصدیقات و تائیدات نیز دورانِ ترتیب جوابات کی ترتیبات میں اصلاحات پہلے ہی ہو چکی ہیں اس کے بعد ہی مسائل شرعیہ ویب سائٹ پر اپلوڈ ہوئے ہیں! اب انہیں سوالات و جوابات کو کتابی شکل دے کر پی ڈی ایف بنائی گئی ہے! جو نفع خواص وعوام کے لئے فقیرِ حقیر سراپا تقصیر کے ہاتھوں آپ سب کی خدمات میں پیش کی جارہی ہے! سب اہل علم استفادہ وافادہ کے لئے اسے مطالعہ فرمائیں اور مفتی بہ و متحقق و مرجَح احکامِ شرعیہ کی نشر و اشاعت سے اسلامی معاشرے کی اصلاح فرمائیں! اور اجرِ عظیم کے دارین میں حقدار ہوں! اور وقتِ مطالعہ خامیوں کی نشان دہی کرنا نہ بھولیں! لان الانسان مرکب من الخطاء و النسیان۔ اخیر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اس مجموعۂ فتاویٰ مسائل شرعیہ کو

مقبولِ انام نیز نافعِ خواص وعوام بنائے! اور اس کڑی سے منسلک تمام بانیین، منتظمین، مرتبین، مجیبین، مرتبین و مصلحین، نیز مصدقین و مویدین کی خدمات قبول فرما کر اپنی شایانِ شان اس پر اجر صلہ عطا فرمائے۔آمین آمین آمین یا رب العالمین بجاہ نبیك سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

فقط والسلام

العبد الاثیم ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی

۲۸ رمحرم الحرام ۱۴۴۳ سنہ ہجری

مطابق ۶ رستمبر ۲۰۲۱ سنہ عیسوی بروز دوشنبہ مبارکہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی)

بے شک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا (کنزالایمان، سورۃ الاعلیٰ ۱۴)

کتاب الطھارۃ

پاکی کا بیان

۶۰ رفتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(طہارت کی تعریف اور اقسام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ طہارت کا معنی کیا ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ بینوا توجروا
المستفتی:۔راج محمد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

طہارت کا لغوی معنی ہے صفائی، پاکی، اصطلاح شرع میں گندگی اور ناپاکی دور کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔طہارت کی دو قسمیں ہیں (۱) طہارتِ صغریٰ (۲) طہارت کُبریٰ۔

طہارت صغری:۔سے مراد وضو ہے۔

طہارت کبریٰ:۔سے مراد غسل ہے۔

طہارت اسلام میں عبادت کا پہلا درس ہے۔طہارت کے بغیر اسلام میں بہت سی عبادتیں قابل قبول نہیں ہوتیں، اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں طہارت نصف ایمان ہے اور فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے، اور نماز کی کنجی طہارت ہے، طہارت کے متعلق قرآن مجید میں کئی آیات کریمہ ہیں، چند آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى '' بے شک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔(کنزالایمان، پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۴/ ۱۵)

(۲)''قُلْ لَّا يَسْتَوِی الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ''تم فرمادو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں۔

(کنزالایمان، پ ۷ سورہ مائدہ آیت ۱۰۰)

(۳)یَاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَا غۡسِلُوۡا الخ‘‘اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو۔(پارہ ٦ سورہ مائدہ آیت ٦)

(۴)’’اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ‘‘ بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۲)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(نجاست مرئیہ کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نجاست مرئیہ اور نجاسۃ لھا جرم دونوں ایک ہیں یا ان دونوں میں فرق ہے اگر فرق ہے تو ان کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے تفصیل سے بتادیں عربی عبارات حوالہ کے ساتھ۔ **المستفتی:۔صادق علی رضوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو نجاست دکھائی دیتی ہے اس کو مرئیہ اور جو نہیں دکھائی دیتی اسے غیر مرئیہ کہتے ہیں پھر مرئیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو دلدار ہو اور دوسری جو دلدار نہ ہو بلکہ رقیق ہو"وقال فی غایۃ البیان: المرئیۃ ما یکون مرئیا بعد الجفاف کالعذرۃ والدم، وغیر المرئیۃ ما لا یکون مرئیا بعد الجفاف کالبول ونحوہ اھ. وفی تتمۃ الفتاوی وغیرھا: المرئیۃ ما لھا جرم، وغیرھا ما لا جرم لھا کان لھا لون أم لا. اھ. وبہ یظھر أن مراد غایۃ البیان بالمرئی ما یکون ذاتہ مشاھدۃ بحس البصر، وبغیرہ ما لا یکون کذلك، فلا یخالف کلام غیرہ، ویرشد إلیہ أن بعض الأبوال قد یری لہ لون بعد الجفاف أفادہ فی الحلیۃ، ویوافقہ التوفیق المار، لکن فیہ نظر؛ لأنہ یلزم علیہ أن الدم الرقیق والبول الذی یری لونہ من النجاسۃ الغیر المرئیۃ وأنہ یکتفی فیھا بالغسل ثلاثا بلا اشتراط زوال الأثر مع أن المفھوم من کلامھم أن غیر المرئیۃ ما لا یری لہ أثر أصلا لاکتفائھم فیھا بمجرد الغسل،

بخلاف المرئية المشروط فيها زوال الأثر. فالمناسب ما في غاية البيان وأن مراده بالبول ما لا لون له وإلا كان من المرئية.الخ.(درمختار مع ردالمحتار)

نَجاست اگر دَلدار ہو (جیسے پاخانہ،گوبر،خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔

اگر نَجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوت نچوڑنے سے پاک ہوگا اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔(بہار شریعت ح دوم طہارت کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(کیا کافر کے جوٹھے پانی سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک؟ کیا کافر کے جوٹھے پانی سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔**مولانا محمد مقیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہر مسئلہ حدیث سے بیان نہیں کیا جا سکتا پھر ہر انسان کے بس کی بات نہیں کہ حدیث پاک سے مسئلہ اخذ کرے اس لئے ہمارے فقہاء نے جو مسئلہ قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے ہم اسی کا مطالعہ کریں۔

کافر کا جوٹھا پاک ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ آدمی چاہے جنب ہو یا حیض و نفاس والی عورت، اس کا جوٹھا پاک ہے کافر کا بھی جوٹھا پاک ہے مگر اس سے بچنا چاہئے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار بھی پاک ہے مگر ان سے آدمی گھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جوٹھے کو سمجھنا چاہئے۔ (بہار شریعت ح ۲/ آدمی اور جانوروں کے جوٹھے کا بیان)

اگر سائل یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کافر جس پانی کو پی لیا ہو اس سے غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ غسل کر سکتے ہیں مگر اچھے پانی کے ہوتے ہوئے جوٹھے پانی سے غسل کرنا مکروہ ہے۔اور اگر کافر نے شراب پینے کے بعد فوراً پانی پیا ہو تو اب یہ نجس ہو گیا اب اس سے وضو و غسل جائز نہیں کیوں کہ وہ مستعمل ہو گیا اور ماء مستعمل سے وضو یا غسل جائز نہیں جیسا کہ علامہ

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دہ در دہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا۔ (بہار شریعت ح ۲)

واللہ تعالی اعلم با الصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا گٹر کا پانی فلٹر کرنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بعض جگہوں پر گٹر کے پانی کو ٹریٹ مینٹ کر کے استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے تو کیا یہ پانی ازالہ نجاست کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ **المستفتی:۔ محمد عمیر**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گٹر کا پانی کیمیکل کے ذریعہ صاف کرنے سے پاک نہیں ہوتا ہے کیوں کہ کیمیکل سے صرف ظاہری صفائی حاصل ہوتی ہے،نجاست کی ماہیت تبدیل نہیں ہوتی ہے ،جس طرح وہ صفائی سے پہلے ناپاک تھا،اسی طرح صفائی کے بعد بھی ناپاک ہی رہے گا، بلکہ کیمیکل خود نجس ہوتا ہے،لہذا اُس سے وضو،غسل اور استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ اگر ناپاک پانی کو پاک جاری پانی میں ملا کر بہا دیا جائے اور نجاست کا اثر (رنگ،بو اور ذائقہ) پانی میں ظاہر نہ ہو،تو یہ سب پانی پاک ہو جائے گا یا پھر کوئی اور شرعی طریقہ سے پاک کیا جاتا ہو تو بالکل وضو وغسل جائز ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کریم لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل مختلف مواقع پر چہرے پر مختلف قسم کے کریم لگائے جاتے ہیں تو یہ کریم لگانا کیسا ہے؟ اس بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

المستفتی:۔حامد رضا ضلع بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کریم میں کوئی ناجائز حرام شئی ملائی جاتی ہو جو یقینی طور پر معلوم ہو تو اس کا استعمال کرنا ناجائز ہے اور اگر ناجائز و حرام شئی نہ ملائی جاتی ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔کیونکہ ناخون پالش وغیرہ میں جس طرح پرت ہوتا ہے کہ پانی تہہ تک جانے سے روکتی ہے اور جسم میں پانی جذب نہیں ہوتا اس میں وہ باتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(میلا کپڑا دیوار پر لٹکانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اتارا ہوا کپڑا یعنی گندا کپڑا دیوار پر یا کھوٹی پر لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم جواب مدلل عطا فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پرانا یعنی اتارا ہوا میلا کچیلا و ناپاک کپڑا دیوار پر لٹکانا جائز ہے شرعاً حرام و ناجائز نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پرانے کپڑے کو یونہی نہ چھوڑا جائے اور نہ ہفتہ ہفتہ دیواروں پر لٹکا دیا جائے بلکہ وقت فرصت اسے دھو کر تہہ کر کے رکھ دیا جائے کیوں کہ پرانے یعنی میلے کچیلے کپڑے کئی کئی دن لٹکے رہنے سے گھر میں بیماری اور غربت آتی ہے۔ھذا ماظھرلی واللہ اعلم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جسے پیشاب کے بعد قطرہ آتا ہو وہ کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی انسان کو یہ بیماری ہو کہ پیشاب کر کے کھڑے ہونے کے بعد ایک دو بوند پیشاب کے قطرے کپڑے میں لگ جائے تو کیا انسان پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟ اور بغیر بیماری کے بعد بھی کبھی ایسا ہو تو کیا حکم ہے؟ مہربانی کر کے جلدی جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔محمد قاسم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قطرہ دو قطرہ پیشاب لگنے سے نہ انسان ناپاک ہوتا ہے نہ ہی کپڑا ناپاک ہوتا ہے البتہ وضو جاتا رہتا ہے ہاں اگر پھیل کر ایک درہم میں لگ گیا تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا آدمی نہیں ناپاک ہوگا یعنی کپڑے کو دھو کر یا بدل کر نیا وضو کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر ایک درہم سے کم لگا ہو تو دھونا سنت ہے۔(عامۂ کتب فقہ)

جس کو بھی قطرہ کی بیماری ہو وہ صبح صبح چھوہارا استعمال کرے ان شاء اللہ یہ بیماری جاتی رہے گی لیکن جب تک یہ بیماری دور نہ ہو اس پر لازم ہے کہ استبراء کرے یعنی پیشاب کرنے کے بعد مٹی وغیرہ یا پرانا کپڑا عضو مخصوص پر لگا کر چند قدم چلے تا کہ رکا ہوا قطرہ گر جائے پھر جب اطمینان ہو جائے دھولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا بچوں کا پیشاب پاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر چھوٹی بچی کسی کے جسم پر پیشاب کر دے تو وہ قرآن چھو سکتے ہیں یا نہیں؟ علمائے کرام جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد شعیب رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چھوٹی بچی کا پیشاب بھی ناپاک ہے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے حالانکہ ایسا نہیں انسان کا پیشاب مطلقاً ناپاک ہے خواہ وہ دودھ پیتے بچوں کا ہو یا بڑوں کا جیسا کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اس کا پیشاب ناپاک ہے اگرچہ لڑکا ہو۔(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۵۶ مترجم)

کپڑے یا جسم پر پیشاب کر دے تو دھو کر قرآن چھو سکتے ہیں اور پڑھ بھی سکتے ہیں ہاں اگر پہلے سے وضو نہ ہو تو وضو بھی کر لیں لیکن غسل کی ضرورت نہیں ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بچی پیش کی گئی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑا پر پیشاب کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگایا تو اس کو نچوڑ کر صاف کروایا۔(مؤطا امام محمد ۶۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران قادری تنویری عفی عنہ

(کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ اگر خواب میں دیکھا کہ احتلام ہوا اور صبح کچھ اثرات بھی ظاہر تھے تو کیا حکم ہوگا؟ اگر خواب میں دیکھا اور صبح کچھ اثرات ظاہر نہیں تھے تو کیا حکم ہوگا؟ کیا یہ قول صحیح ہے کہ عورتوں میں جذب کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے ان کی منی اندر بھی چلی جاتی ہے کبھی کبھی؟ **المستفتی:۔** حافظ توحید عالم اشرفی پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(ا) جی ہاں عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے ”عن أم سلمة هند بنت أبي أمية قالت يا رَسولَ اللهِ إنَّ اللَّهَ لا يَسْتَحْيِي مِنَ الحَقِّ فَهلْ على المَرْأَةِ الغَسْلُ إذا احْتَلَمَتْ؟ قالَ: نَعَمْ، إذا رَأَتِ الماءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، فَقالَتْ: تَحْتَلِمُ المَرْأَةُ؟ فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: فَبِمَ يُشْبِهُ الوَلَدُ“(البخاری) روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا یارسول اللہ یقیناً اللہ تعالی حق سے نہیں شرماتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسے احتلام ہو فرمایا ہاں جب پانی دیکھے۔ تو ام سلیم نے منہ چھپالیا اور بولیں یارسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے فرمایا ہاں تمہارا ہاتھ گرد آلود ہو ورنہ بچہ اپنی ماں کے ہم شکل کیوں ہوتا ہے۔

مسلم نے ام سلیم کی روایت سے یہ زیادتی کی ہے کہ مرد کی منی گاڑھی سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی زرد، ان میں سے جو غالب یا پہلے ہو بچہ اس کے مشابہ ہوگا۔

(۲) اگر تری پائی گئی تو غسل کرنا فرض ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر عورت تری پائے تو اس پر غسل ہے" عن أبي هريرة قال سألت رسولَ اللهِ ﷺ عن المرأةِ تحتلمُ هل عليها غسلٌ فقال نعم إذا وجدت الماءَ فلتغتسلْ"(الهيثمي، مجمع الزوائد۔۔۔فيه محمد بن عبد الرحمن القشيري قال أبو حاتم۔۔كان يكذب)

(۳) اگر تری نہیں پائی گئی تو غسل واجب نہ ہوگا مذکورہ بالا آحادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے اور اگر تری دیکھے تو اس پر بھی غسل ہے اور جہاں تک بات ہے جذب کرنے کی تو یہ قرین قیاس ہے نطفہ قرار پانے کے لئے کچھ نہ کچھ مادہ خواہ شوہر کا یا اپنا ضرور جذب کرتی ہے ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(دودھ میں پیشاب گرگیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دودھ کو دوہتے وقت گائے پیشاب کر دی اور وہ سیدھا دودھ میں گرگیا تو کیا وہ پاک رہے گا یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو اس کو پاک کیسے کیا جائے گا؟ **المستفتی:۔محمد عمیر پاکستان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں سارا دودھ ناپاک ہوگیا جیسا کہ کتب فقہ وفتاوی میں مذکور ہے نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے احکام جو الگ الگ بتائے گئے ہیں یہ احکام اسی وقت ہے جب کہ بدن یا کپڑے میں لگے اگر کسی پتلی چیز مثلا دودھ یا پانی یا تیل میں نجاست پڑ جائے چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ دونوں صورتوں میں دودھ یا پانی یا تیل ناپاک ہو جائے گا اگر چہ ایک ہی قطرہ نجاست پڑی ہو۔

(بہار شریعت ح دوم)

دودھ پاک کرنے کے تین طریقے ہیں۔

اول: طریقہ یہ ہے کہ کسی پاک برتن میں دودھ کو لے کر پیمائش کرلیں کہ کتنا دودھ ہے پھر اس میں پاک پانی بھر کر اسے پکائیں جب پیمائش کے مطابق دودھ پہو نچے یعنی پانی جل جائے صرف دودھ بچے) تو اب پھر سے اس میں پاک پانی ڈال کر پھر پکائیں تا کہ پانی جل جائے اسی طرح تین مرتبہ کریں دودھ پاک ہو جائے گا۔

دوم: یہ ہے کسی برتن میں دودھ بھر دیں پھر اس میں اوپر سے دودھ ڈالیں جب دودھ اوپر سے

بہنے لگے تو برتن کا دودھ پاک ہو جائے گا.
سوم: طریقہ یہ ہے ایک صاف برتن نیچے رکھیں اس کے اوپر ایک پرنالے جیسی کوئی چیز لیں پھر اس میں پاک دودھ ڈالیں جب دودھ نیچے والے برتن میں پہونچ جائے پھر ناپاک دودھ ڈالیں یہاں تک کہ سب دودھ نیچے والے برتن میں پہونچ جائے۔

لیکن پاک کرتے وقت ایک بات کا خاص خیال رکھیں ناپاک دودھ کا چھینٹا ڈائیریکٹ نیچے والے برتن میں نہ گرے دوسری بات پہلے پاک دودھ نیچے والے برتن میں گرے تیسری بات پاک دودھ کا دھارا ٹوٹنے نہ پائے چوتھی بات آخر میں نیچے کے برتن میں پاک دودھ ڈالیں اگر ان چاروں باتوں میں ایک بھی نہ پائی گئی تو دودھ پاک نہ ہوگا۔(ماخوذ از بہار شریعت حصہ دوم ص ۱۰۸،قادری کتاب گھر نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری

(مرد کو اجنبیہ کا جوٹھا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرد کو اجنبیہ عورت کا جوٹھا اور عورت کو اجنبی مرد کا جوٹھا کھانا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد غفران نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرد کو غیر عورت کا اور عورت کو غیر مرد کا جوٹھا اگر معلوم ہو کہ فلانی یا فلاں کا جوٹھا ہے تو بطور لذّت کھانا پینا مکروہ ہے مگر اس کھانے، پانی میں کوئی کراہت نہیں آئی اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے یا لذّت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا تو کوئی حَرَج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے با شرع عالم یا دیندار پیر کا جوٹھا کہ اسے تبرّک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔(فتاوی ہندیۃ کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی ج ۱ ص ۲۳ بحوالہ بہار شریعت حصہ ۲، ص ۳۳۴ مکتبۃ المدینہ)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کپڑا واشنگ مشین میں دھونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نجس کپڑے کو واشنگ مشین سے نجاست دور کرنے سے کپڑا پاک مانا جائے گا یا ناپاک؟

المستفتی:۔حافظ بدرالدین رضوی مقام جمونیا ٹولہ ٹیکوا ٹار کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فقہائے کرام نے ناپاک اشیاء کے پاک کرنے کا جو طریقہ ارشاد فرمایا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر نجاست مرئیہ ہے تو اس سے طہارت عین نجاست کے زائل ہو جانے سے ہو گی خواہ ایک بار دھونے سے یا متعدد بار سے اور اگر نجاست غیر مرئیہ ہے تو جس چیز پر وہ لگی ہے اگر نچوڑ نے کے قابل ہے تو تین بار دھوئے اور ہر بار نچوڑے اس طرح وہ پاک ہو جائے گی جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے" و ان ازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها و اثرها ان كانت شيئا يزول أثره ولا يعتبر فيه العدد كذا في المحيط " فلو زالت عينها بمرة اكتفى بها "اھ

اور اسی میں ہے کہ" وان كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات كذا في المحيط. يشترط العصر في كل مرة فيما ينعصر "اھ (ج ا ص ۴۱: کتاب الطہارۃ)

ان عبارات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ واشنگ مشین میں دھوئے جانے والے کپڑوں پر اگر نجاست مرئیہ لگی تھی اور وہ دھونے سے زائل ہوگئی تو کپڑے پاک ہو گئے ان کا پہننا

جائز اور ان میں نماز درست ہے اور اگر نجاست زائل نہیں ہوئی تو ان میں نماز ناجائز ہے اور اگر نجاست غیر مرئیہ لگی تھی تو ان کو واشنگ مشین یا اس جیسے کسی چھوٹے ٹپ وغیرہ میں دھونے کی صورت میں تین بار دھونا اور نچوڑ نا ضروری ہے اس بات کو عمدۃ المحققین علامہ سعود کاسانی علیہ الرحمہ اپنے الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''و اختلف فی انه هل یطهر بالغسل فی الاوانی بان غسل الثوب النجس او البدن فی ثلث اجانات قال ابو حنیفة و محمد یطهر حتی یخرج من الاجانة الثالثة طاهرا '(بدائع الصنائع ج ا ص ۲۴۷: فی ترتیب الشرائع، کتاب الطہارۃ)

اور درمختار میں ہے کہ ''و قدر بغسل و عصر ثلاثا فیهما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر ''اھ (ج ا ص ۵۴: باب الانجاس)

البتہ واشنگ مشین میں پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کپڑے کو دھونے کے بعد مشین میں لگے نیچے کا پائپ کھول دیں پھر دیر تک اوپر سے پانی بہاتا رہے اور مشین چلتی رہے یہاں تک کہ گمان ہو جائے کہ نجاست دور ہوگئی۔ بدائع الصنائع میں ہے کہ ''و اما طریق التطهیر بالغسل فلا خلاف ان النجس یطهر بالغسل فی الماء الجاری و کذا یطهر بالغسل بصب الماء علیه ''اھ (ج ا ص ۲۴۷: کتاب الطہارۃ)

لہذا مذکورہ طریقے پر عمل کرنے سے واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہو جائیں گے لیکن بہتر ہے کہ ناپاک کپڑے کو پہلے پاک کرلیا جائے پھر مشین میں ڈال کر دھلا جائے۔ ایسا ہی فتاوی علیمیہ ج ا ص ۹۶/ ۹۷ پر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا بھیگا ہوا کتا ناپاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک نمازی صاحب نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جارہے تھے کہ راستے میں کتے کا جسم ان کے بدن سے لگ گیا تو وہ گھر واپس آئے غسل کر کے پھر نماز پڑھنے مسجد میں گئے دریافت یہ ہے کہ کتے کا جسم انسان کے بدن یا کپڑے سے لگ جائے تو آدمی ناپاک ہوجائے گا؟ بینوا توجروا المستفتی:۔محمد اسمعیل قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صرف کتے کے چھو جانے سے آدمی ناپاک نہیں ہوجاتا نہ اس پر غسل واجب ہے ہاں کتے کے جسم پر کوئی نجاست لگی ہو اور آدمی کے کپڑے یا بدن سے لگ جائے تو جہاں لگی وہ جگہ ناپاک ہوگئی یونہی کتے کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے وہ بھی جہاں لگے گا ناپاک کردے گا اور ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر صرف چھو جانے یا بدن پر لگ جانے سے ناپاکی کے لئے کافی نہیں ہے چنانچہ بہار شریعت ح ۲ رص ۸۷ میں فتاوی عالمگیری ج ا رص ۴۸ رسے نقل ہے کہ کتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو اگر چہ اس کا جسم تر ہو بدن و کپڑا پاک ہے ہاں اگر اس کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لعاب (تھوک) لگے تو ناپاک کردے گا۔

لہٰذا جن لوگوں کا خیال ہے کہ کتے کا جسم بدن سے لگ جانے سے آدمی ناپاک ہوجاتا ہے ان کی حماقت و جہالت ہے ایسے لوگوں کو چاہئے کہ حتی الامکان کسی جانکار شخص سے مسائل شرعیہ معلوم کرتے رہیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(ناپاک گدا رضائی کیسے پاک کیا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچہ یا بوڑھا یا جوان نیند کی حالت میں بستر پر یعنی گدا پر جس میں روئی بھرا ہوتا ہے، پیشاب کر دے جس سے، گدا، رضائی، سب بھیگ جائے تو اس کو پاک کیسے کریں گے جبکہ گدا یا رضائی میں روئی بھری ہوتی ہے جس کو پانی میں دھو نہیں سکتے ہیں۔کیونکہ اس کو پانی میں دھونے سے روئی خراب ہو جائے گی تو شریعت کی روشنی میں اس کو پاک کرنے کا صحیح طریقہ بتائیں؟ کیا دھوپ میں سکھانے سے پاک ہو جائے گی؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد صدام حسین رضوی اشاعتی محمدی پوری سمستی پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روئی والا بستر جیسے گدا، رضائی وغیرہ ناپاک ہو جائے تو دھوپ میں خشک ہو جانے سے اس پر سونا، بیٹھنا درست ہے حتی کہ پسینہ ہونے سے بدن یا کپڑا نجس نہ ہوگا مگر اس پر نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا بلکہ اس کو بھی دھونا ہوگا ہاں اگر دھونا دشوار ہو تو دھننے سے پاک ہو جائے گا جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں روئی کا اگر اتنا حصہ نجس ہے جس قدر دھننے سے اڑ جانے کا گمان صحیح ہو تو دھننے سے پاک ہو جائے گی ورنہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا، ہاں اگر معلوم نہ ہو کہ کتنی نجس ہے تو بھی دھننے سے پاک ہو جائے گی۔ (بہار شریعت ح دوم نجاست کو دور کرنے کا طریقہ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ٹیشو پیپر سے استنجا کرنا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کاغذ سے استنجا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جیسے شہروں میں پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد ٹیشو پیپر سے پوچھنے کا رواج ہے نیز جس نے کاغذ سے استنجا کیا وہ بغیر پانی سے دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد ابرار القادری مقیم حال بنگلور کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے اگر چہ سادہ ہو کیونکہ کاغذ کی تعظیم آداب دین سے ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۶۰۱ دعوت اسلامی)

لہٰذا اس کی تعظیم کرنی چاہیئے اس لئے علمائے کرام نے کاغذ سے استنجا کرنے کو مکروہ بتایا ہے.
جیسا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ وممنوع ہے سنت نصاریٰ ہے۔کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے، اگر چہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجہ اولی (فتاوی افریقہ صفحہ ۱۶/۱۷)

ٹیشو پیپر اگر چہ بظاہر کاغذ ہے لیکن حقیقت میں یہ کاغذ کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ کاغذ جس میں کتابت کی جاتی ہے وہ چکنا اور فریش یعنی ایک دم سیدھا ہوتا ہے اور اس میں پانی جذب کرنے کا مادہ نہیں ہوتا ہے بلکہ پانی لگتے ہی دور تک پھیل جاتا ہے اور ٹیشو پیپر چکنا نہیں بلکہ کھردرا ہوتا ہے اور اس میں پانی جذب کرنے کا مادہ مکمل طور سے ہوتا ہے پھر یہ کھردرا (درددرہ) ہونے کی وجہ سے خط وکتابت کے قابل نہیں ہوتا اور خاص بات یہ ہے کہ خاص بیت الخلاء کے لئے بنایا گیا

ہے پھر باہر ممالک و ہندوستان کے کچھ شہروں کے بیت الخلاء میں پانی کی جگہ یہی استعمال ہوتا ہے پانی رہتا ہی نہیں اگر اس سے استنجا کرنا ناجائز قرار دے دیا جائے تو پھر امت مسلمہ کے لئے بہت بڑی دشواری ہوگی کیونکہ پانی بالکل رہتا ہی نہیں ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ ایک لیٹر بسلری کم سے کم بیس روپئے کا ملتا ہے جو سب کے لئے آسان نہیں ہے اور اگر استطاعت ہو بھی تو پانی کے مقابلے میں ٹیشو پیپر کافی سستا ہے لہٰذا ٹیشو پیپر کا استعمال جائز ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے

''واذا کانت العلة کونها الة للکتابة یوخذ منها عدم الکراهة فیما لایصلح لها اذا کان قالعا للنجاسة غیر متقوم کما قدمنا من جوازہ بالخرق البوالی'' یعنی جب علت اس کا آلہ کتابت ہونا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کاغذ میں تحریر کی صلاحیت نہ ہو اور نجاست زائل کرنے والا ہو اور قیمتی بھی نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی کراہت نہیں۔

(ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۵۲)

ہاں جہاں پانی کا انتظام ہو وہاں بہتر و افضل یہی ہے کہ پانی استعمال کیا جائے، اگر مٹی کے ڈھیلے یا پرانے کپڑے یا ٹیشو پیپر سے مکمل طہارت حاصل ہو جاتی ہے تو بغیر پانی سے دھوئے نماز ہو جائے گی لیکن اگر پانی موجود ہے تو دھو لینا سنت ہے۔ (عامہ کتب فقہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(بھیگے ہوئے کتے کا چھینٹا پڑ گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بھیگے ہوئے کتے کا چھینٹا کپڑے پر پڑ گیا پھر وہ کپڑا سوکھ گیا تو اس کپڑے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جلد جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عطائے رسول

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر بھیگا ہوا کتا کسی انسان کے جسم سے لگ جائے تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا جبکہ اس کے جسم پر کوئی نجاست نہ لگی ہو اگر اس کے جسم پر نجاست لگی ہو یا اس کا لعاب لگ جائے تو ناپاک کر دے گا جبکہ ایک درہم یا اس سے زائد ہو۔فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " الكلب إذا أخذ عضو انسان او ثوبه لا يتنجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضيا او غضبان كذا في منية المصلي، قال في الصير فيه هو المختار كذا في شرحها لابراهيم الحلبي. اذا نام الكلب حصير المسجد ان كان يابسا لا يتنجس و ان كان رطبا و لم يظهر أثر النجاسة فكذلك كذا في فتاوى قاضيخان "اھ (فتاوی عالمگیری ج۱ص۴۸/ كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و احكامها)

اور بہار شریعت میں ہے کہ کُتّا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔اھ (بہار شریعت ج۱ص۳۹۵/نجاستوں کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(حالت ناپاکی میں مسجد سے سامان لانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو نہانے کی حاجت ہو تو اُسے اسی حالت میں مسجد کے لوٹے وغیرہ کو ناپاک ہاتھ سے چھُونا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ۔سلطان قادری نیپالی مقام حال بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اس کے ہاتھ میں نجاست نہیں لگی ہے تو بالکل چھو سکتے ہیں ورنہ نہیں اگر چھوئے گا تو گنہگار ہوگا۔جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہے ہاتھ پر اگر کوئی نجاست لگی ہے کہ ہاتھ سے چھُوٹ کر لگ جائے گی تو چھونا جائز نہیں اگرچہ لوٹا نہ مسجد کا ہو نہ کسی دوسرے شخص کا بلکہ خود اپنی ملک ہو کہ بلا ضرورت پاک شئ کو ناپاک کرنا ناجائز وگناہ ہے ۔بحر الرائق بحث ماء مستعمل میں بدائع سے ہے "تنجیس الطاھر حرام "پاک کو ناپاک کرنا حرام ہے ۔اور اگر کوئی نجاست نہیں صرف نہانے کی حاجت ہے تو جائز ہے اگر چہ ہاتھ یا لوٹا تر ہو (فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ نمبر ۷۴۰ دعوت اسلامی)

ویسے جنب کو مسجد میں جانا ہی منع ہے چھونا تو دور کی بات ہاں اگر کوئی معتکف ہو تو اس کے لئے یہ حکم ہے عوام کے لئے نہیں بلکہ عوام کو چاہئے کہ اپنے گھر ناپاکی دور کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(ماء مستعمل سے استنجاء کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماء مستعمل سے استنجاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کوئی کہتا ہے کہ ناجائز ہے کوئی کہتا ہے جائز ہے؟ **المستفتی:۔**آفتاب احمد نعیمی شہید پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ماء مستعمل سے وضو و غسل نہیں کر سکتے اور کہیں نجاست لگ جائے تو دھو سکتے ہیں یونہی استنجا بھی کر سکتے ہیں کہ استنجاء کرنے والا ناپاک نہیں ہو جاتا ہے کہ اس پر غسل فرض ہو جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ راجح و معتمد یہ ہے کہ مکلف پر جس عضو کا دھونا کسی نجاست حکمیہ مثل حدث و جنابت و انقطاع حیض ونفاس کے سبب بالفعل واجب ہے وہ عضو یا اس کا کوئی حصہ اگرچہ ناخن یا ناخن کا کنارہ آب غیر کثیر میں کہ نہ جاری ہے نہ دہ دردہ بے ضرورت پڑ جانا پانی کو قابل وضو و غسل نہیں رکھتا یعنی پانی مستعمل ہو جاتا ہے کہ خود پاک ہے اور نجاست حکمیہ سے تطہیر نہیں کر سکتا اگرچہ نجاست حقیقیہ اس سے دھو سکتے ہیں یہی قول تصحیح و ترجیح ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۳،دعوت اسلامی)

لہٰذا ماء مستعمل سے استنجاء کرنا جائز ہوگا چونکہ پیشاب، پاخانہ نجاست حقیقیہ میں سے ہیں۔واللہ اعلم

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

(کافر کا تھوک پاک ہے یا ناپاک؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ایک کافر کا خون اور مسلمان کا خون ایک ہی ہے تو کیسے کافر کا تھوک ناپاک ہے؟ اور مسلمان کا تھوک پاک ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔حافظ اعجاز احمد نظامی گورکھپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسلمان کا تھوک بھی پاک اور کافر کا بھی تھوک پاک ہے لیکن بچنا اولیٰ ہے جیسے رینٹھ اور کھنکار پاک ہے لیکن اس سے انسان گھن کرتا ہے ایسے ہی کافر کے تھوک سے اور اس کے جوٹھے سے گھن کرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آدمی چاہے جنب ہو یا حَیض و نِفاس والی عورت اس کا جوٹھا پاک ہے کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے مگر اس سے بچنا چاہئے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جوٹھے کو سمجھنا چاہئے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم آدمی اور جانوروں کے جوٹھے کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا زخمی اعضاء پر مسح کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کرتے وقت اعضاء وضو میں سے مثلاً ہاتھ یا پاؤں میں کوئی ایسا زخم ہو جس پر پانی بہانے سے بیماری بڑھ جانے کا یقین ہو تو اس حالت میں کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اعضاء وضو میں کوئی ایسی تکلیف ہے کہ اس پر پانی بہانا ضرر دے گا یا پھر پٹی بندھی ہے کہ اس کو کھول نہیں سکتا اور اگر کھول دے گا تو اسی طرح دوبارہ باندھ نہیں سکتا یا پانی لگنے سے مرض بڑھ جائے گا تو ایسی صورت میں اس جگہ مسح کرلے پٹی وغیرہ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر یا حَرَج ہو، یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہانا ضرر کرے گا تو اس پورے عُضْو کو مسح کریں اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کافی ہے اور پٹی مَوضَع حاجت سے زِیادہ نہ رکھی جائے ورنہ مسح کافی نہ ہوگا اور اگر پٹی مَوضَع حاجت ہی پر بندھی ہے مثلاً بازو پر ایک طرف زخم ہے اور پٹی باندھنے کے لیے بازو کی اتنی ساری گولائی پر ہونا اس کا ضروری ہے تو اس کے نیچے بدن کا وہ حصہ بھی آئے گا جسے پانی ضرر نہیں کرتا، تو اگر کھولنا ممکن ہو کھول کر اس حصہ کا دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہو اگر چہ یونہی کہ کھول کر پھر ویسی نہ باندھ سکے گا اور اس میں ضرر کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح کرلے کافی ہے، بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہو جائے گا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم غسل کا بیان صفحہ ٣٦) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(جانوروں کا پیشاب بطور دوا استعمال کرنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض جانوروں کا پیشاب دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمادیں

المستفتی:۔محمد یوسف خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بطور تداوی بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس کا پینا (یعنی بول مایؤکل لحمہ) جائز نہیں ہے۔ہدایہ میں ہے"لایحل شربہ للتداوی لانہ لایتیقن بالشفاء فیہ فلایعرض عن الحرمہ"(ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۲)

امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بطور علاج پینا جائز ہے قصہ عرینہ کے بناپر، لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے قوم عرینہ کو اونٹ کے دودھ و پیشاب پینے کا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم دینا ان لوگوں کے شفاء کا یقین ہونا وحی کی بناپر تھا جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اس طرح جواب دیا ہے"وتاویل ماروی انہ عرف شفاء ھم وحیا" نیز حاشیہ میں اس کا جواب اور طریقے سے دیا ہے۔

حاصل کلام ان جانوروں کو جن کے گوشت کھائے جاتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نجس ہے اس لئے پینا دوایا اور طریقے سے جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک پاک ہے اس لئے امام ابویوسف کے نزدیک بطور تداوی پینا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک مطلقا پینا جائز ہے۔(ماخوذ فتاوی شرف ملت جلد اول صفحہ ۱۶۳)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا بچوں کا پیشاب پاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنے بچے کو کھلا رہا تھا (لاڈ و پیار) کر رہا تھا اتنے میں بچے نے پیشاب کیا جو کہ زید کے کپڑے پر لگا لیکن صرف تری محسوس ہوئی وہ بھی ایک درہم سے زیادہ تو زید کا کپڑا ناپاک ہو گیا یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں **المستفتی:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زید کا کپڑا ناپاک ہو گیا اس کا پاک کرنا فرض ہے بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ شیر خوار بچے کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے عوام میں جو مشہور ہے کہ بچے کا پیشاب ناپاک نہیں ہوتا محض یہ غلط خیال ہے کہ وہ نجاست غلیظہ ہے۔

نَجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زِیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر بہ نیتِ اِستخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم طہارت کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(گوبر سے گھر لیپنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گھر کو گوبر سے لیپنا کیسا ہے؟ جیسا کہ گوبر نجاست غلیظہ ہے اور اگر اس سے گھر لیپ دیا تو کیا اس گھر میں ہم تلاوت قرآن پاک کر سکتے ہیں؟ جواب عطا فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔محمد عطا وارث رضوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو زمین گوبر سے لیپی گئی اگر چہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھالیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگر چہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔ مگر تلاوت قرآن مطلقاً کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت حصہ دوم طہارت کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا گھر میں بچہ پیدا ہونے سے گھر ناپاک ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گھر میں یا کہیں الگ بچہ پیدا ہوا اور پھر اسے گھر میں لایا گیا تو کیا گھر ناپاک ہوگیا؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔نام صدام حسین مقام وزیر گنج ضلع گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کی وجہ سے پورا گھر ناپاک ہو جاتا ہے یہ بے کار اور فضول باتیں ہیں اور بہت بڑی غلط فہمی ہے۔غلط فہمیاں اور انکی اصلاح میں ہے کہ کچھ لوگ گھر میں میت ہو جانے یا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر کی پتائی کراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گھر ناپاک ہوگیا اس کی دُھلائی،صفائی اور پُتائی کرانا ضروری ہے حالانکہ یہ اُن کی غلط فہمی ہے اور اسلام میں زیادتی ہے یوں پُتائی صفائی اچھی چیز ہے،جب ضرورت سمجھیں کرائیں لیکن بچہ پیدا ہونے یا میت ہو جانے کی وجہ سے اُس کو کرانا اور لازم جاننا جاہلوں والی باتیں ہیں،جنہیں معاشرہ سے دور کرنا ضروری ہے۔ (غلط فہمیاں اور انکی اصلاح صفحہ ۶۰ مطبوعہ رضا مارکیٹ بریلی شریف) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کنواں ناپاک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناپاک کنویں کا کل پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔ محمد عامر حسین بوکارو جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناپاک کنوئیں کا کل پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو حکم یہ ہے کہ پانی کی گہرائی ناپ لیں اس کے بعد کوئیں سے پانی کو جلدی جلدی نکال کر اندازہ کرلیں کتنا پانی نکلا۔مثلا ایک منٹ میں کوئیں میں سے پانی کتنا کم ہوا۔اسی حساب سے پانی نکال لیں کو آں پاک ہو جائے گا۔فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں جو کو آں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس میں نجاست پڑگئی یا اس میں کوئی ایسا جانور مرگیا جس میں کُل پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ معلوم کرلیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے۔نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں اور یہ معلوم کرلینا کہ اس وقت کتنا پانی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پرہیز گار جن کو یہ مہارت ہو کہ پانی کی چوڑائی گہرائی دیکھ کر بتاسکیں کہ اس کوئیں میں اتنا پانی ہے وہ جتنے ڈول بتائیں اتنے نکالے جائیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسّی سے صحیح طور پر ناپ لیں اور چند شخص بہت پھرتی سے سو ۱۰۰ ڈول مثلاً نکالیں پھر پانی ناپیں جتنا کم ہو اسی حساب سے پانی

نکال لیں کو آں پاک ہو جائے گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ پانی مثلاً دس ہاتھ ہے پھر سو ۱۰۰ ڈول نکالنے کے بعد ناپا تو نو ۹ ہاتھ رہا تو معلوم ہوا کہ سو ۱۰۰ ڈول میں ایک ہاتھ کم ہوا تو دس ۱۰ ہاتھ میں دس سو ۱۰۰۰ یعنی ایک ہزار ڈول ہوئے۔(الفتاوی الھندیۃ'' کتاب الطہارۃ، الباب الثالث في المیاہ، الفصل الأول، جلد اول ۱ صفحہ ۲۰، ۱۹۔ و''الفتاوی الرضویۃ''، جلد سوم ۳ صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴۔ بحوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۴۳ کوئیں کا بیان المکتبۃ المدینۃ دعوت اسلامی)

وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(خنزیر کا گوشت برتن میں پکایا تو برتن کیسے پاک کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے خنزیر کا گوشت بھگونہ میں ڈال کر بنایا اب جس بھگونہ میں بنایا گیا ہے اس بھگونہ کا کیا حکم ہے؟ اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ دلائل کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔محمد اشرف اجمیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چونکہ خنزیر کا گوشت حرام ناپاک اور نجس ہے اس لئے خنزیر کا گوشت اگر کسی نے ہانڈی میں پکایا تو یہ برتن ناپاک ہوگیا اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ اس کو خوب صاف رگڑ کر دھل لیں بہار شریعت میں ہے اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھولینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۴۰۱/ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ مطبوعہ دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کافر کا استعمال کیا ہوا برتن استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر کا استعمال کیا ہوا برتن استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔مجاہد حسین واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غیر مسلموں کے پاس حلال وحرام کا اعتبار نہیں ہوتا، وہ خنزیر وشراب سے گریز نہیں کرتے اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے برتن استعمال کرنے سے پہلے دھونے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ (عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ فَقَالَ أَنْقُوهَا غَسْلًا وَاطْبُخُوا فِيهَا) یعنی سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوسیوں کی ہانڈیوں سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ان کو دھو کر صاف کرو اور اس میں پکاؤ۔ (جامع ترمذی رقم: ۱۴۸۲: ابواب السیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی الانتفاع بآنیۃ المشرکین)

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کا استعمال کیا ہوا برتن بغیر دھوئے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(حالت جنابت میں درود پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا بے وضو یا حالت جنابت میں درود شریف پڑھ سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد ثاقب رضا مٹہنا سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت جنابت یا بے وضو درود شریف پڑھ سکتے ہیں لیکن زیادہ بہتر ہے کہ کلی وغیرہ کرلے جیسا کہ فتاویٰ امجدیہ میں ہے: درود شریف وضو بے وضو ہر حال میں پڑھ سکتے ہیں، بے وضو تو بے وضو، جنب و حائض کو بھی دورد شریف پڑھنا جائز ہے اگرچہ ان کے لئے کلی کرکے پڑھنا بہتر ہے۔ درمختار میں ہے" ولا باس لحائض وجنب بقراء ۃ ادعیۃ ومسها وحملها وذکراللہ تعالیٰ"۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا پانی پینے سے منہ کی جنابت دور ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا پانی پینے سے منہ کی جنابت دور ہو جاتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔شفیق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر پانی اس قدر پی لیں کہ منہ کے تمام حصوں پر سے پانی گزر جائے کہ کہیں باقی نہ رہے یعنی اگر بڑے بڑے گھونٹ سے پانی پی لیں تا کہ پانی منہ کے تمام حصوں سے گزر جائے تو جنابت دور ہو جائے گی۔فتاوٰی امجدیہ میں ہے اگر بڑے بڑے گھونٹ سے پانی پی لیا کہ منہ کے تمام حصوں پر پانی گزر گیا جب بھی جنابت دور ہو گئی۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے " الجنب اذا شرب الماء ولم یمجه لم یضره ویجزیه عن المضمضة اذا اصاب جمیع فمه کذا فی الظهیریة "

درمختار میں ہے "ویکفی الشرب عبالا من المج لیس بشرط فی الاصح "

(فتاوٰی امجدیہ جلد اول صفحہ ۱۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کافر کا جوٹھا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں چند مسلمان لوگ کافر کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور یہ بھی ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا جوٹھا وہ ہندو بھی کھالیتا ہے اور ہندو کا جوٹھا مسلمان بھی کھالیتے ہیں تو کیا ہندو کا جوٹھا پاک ہے؟اور اس طرح کھانا پینا کیسا ہے؟

المستفتی:۔غلام رضا بانسی سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہندو کافر کا جوٹھا پاک ہے مگر اس وقت جب کہ کوئی گندی چیز نہ کھائے پیئے ہو جیسے کہ شراب،یعنی جس وقت شراب پیا ہو اس وقت اس کا جوٹھا ناپاک ہے۔

حبیب الفتاویٰ میں ہے:کافر و مشرک کا جوٹھا پاک ہے بشرطیکہ اس کا منہ کسی نجاست سے آلودہ اور متلوث نہ ہو اور اگر اس کا منہ شراب یا کسی نجس چیز کے کھانے پینے سے یا قے سے نجس ہو جائے اور وہ فی الفور بلا تاخیر کسی چیز میں منہ لگا دے تو ایسا جوٹھا نجس ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے(الماء القلیل اذا شرب منه الحیوان یکون علیٰ اربعة اقسام ویسمی سورا الاول طاهر مطهر بالاتفاق من غیر کراهة فی استعماله (هو ما شرب منه آدمی) لیس بفمه نجاسة ولا فرق بین الکبیر والصغیر والمسلم والکافر والحائض والجنب واذا تنجس، ملخصا) یعنی تھوڑا پانی ہے اسے کسی جانور نے پی لیا اس کی چار حالت ہوں گی پہلی حالت کا نام طاہر مطہر(خود پاک دوسروں کو پاک

کرنے والا) اس میں سب کا اتفاق ہے کہ اس کے استعمال میں کوئی کراہت نہیں یہ وہ پانی ہے جسے آدمی نے پیا یا اس کے منہ میں کوئی نجاست نہیں تھی اس میں بڑے، چھوٹے، مسلم، کافر، حائضہ عورت، اور جنبی (جس پر غسل فرض ہو) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہاں اگر منہ ناپاک ہے اور فوراً پانی پی لیا تو اب پانی ناپاک ہو جائے گا۔

لیکن ہر پاک چیز کا کھانا پینا مطلقا جائز و حلال نہیں ہوتا، بلکہ بعض پاک اشیاء کا کھانا پینا حلال نہیں جیسے پاک مٹی کا کھانا اور بعض پاک چیز گھنونی اور گندی ہوتی ہے جیسے تھوک اور رینٹھ وکھکھار وغیرہ ایسی پاک چیزوں کا کھانا پینا طبعا مکروہ و مستقذر ہے اسی طرح کافر و مشرک کا جوٹھا بشرط مذکور پاک ہے لیکن اس کا بلا ضرورت کھانا پینا سلیم الطبع مسلمانوں کے نزدیک مکروہ اور مستقذر ہے اور طبیعت کی گندگی پر دلالت کرتا ہے حتیٰ کہ بہت سے مسلمانوں کو اس کے جوٹھے کی طہارت اور اس کے استعمال میں شک ہوتا ہے

حدیث شریف میں ہے (دع ما یریبك الیٰ مالا یریبك) یعنی جو چیز تمہیں شک میں مبتلا کرے اور شبہ میں ڈالے اس کو چھوڑ کر بلا شک وشبہ والی چیز کو اختیار کرو لہذا اس حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے اس کا یہ پاک جوٹھا بلا ضرورت نہ کھائے پیئے۔

(حبیب الفتاویٰ، جلد اول صفحہ ۹۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(ماء جاری میں مردہ پڑا ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماء جاری میں مردہ جانور پڑا ہوا ور اس سے لگ کر پانی بہہ رہا ہو تو اس سے وضو غسل جائز ہے کہ نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔محمد مدثر رضا امجدی کشنگنج**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ماء جاری میں مردہ جانور پڑا ہوا ور اس سے لگ کر پانی بہہ رہا ہے تو جتنا پانی اس سے مل کر بہہ رہا اس سے کم جو اس کے اوپر سے بہہ رہا یا زائد یا برابر تو مطلقاً ہر جگہ وضو و غسل کرنا جائز ہے جب کہ کوئی وصف متغیر نہ ہو جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے کہ(و اذا سد کلب عرض النهر و يجری الماء فوقه ان كان ما يلاقی الكلب أقل مما لا يلاقيه يجوز الوضوء فی الاسفل الا لا قال الفقيه أبو جعفر على هذا أدركت مشائخی و عن أبي يوسف لا بأس بالوضوء به إذا لم يتغير أحد أوصافه) اھ (شرح وقایہ ج ا ص ۸۴: کتاب الطھارۃ)

اور منیۃ المصلی میں ہے کہ(اذا كان الماء فوق الجيفة مقدار ذراع جاز و ذكر فی النوازل ان كان الماء الذی يلاقی الجيفة دون الذی لا يلاقی الجيفة يعنی اذا كان الغلبة للماء الذی لا يلاقی الجيفة جاز و الا لا و كان الماء كله أو نصفه أو أكثر يلاقی العذرة فهو نجس) اھ (منیۃ المصلی ص ۶۵: بیان حکم ما اذا جری الماء علی نجس)

اور بہار شریعت میں ہے کہ مردہ جانور نہر کی چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کے اوپر سے پانی بہتا ہے تو عام از یں کہ جتنا پانی اس سے مل کر بہتا ہے اس سے کم ہے جو اس کے اوپر سے بہتا ہے یا زائد ہے یا برابر مطلقاً ہر جگہ سے وُضو جائز ہے یہاں تک کہ موقع نجاست سے بھی جب تک نَجاست کے سبب کسی وصف میں تغیّر نہ آئے یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔

(بہار شریعت ج ۱ ص ۳۳۰/ پانی کا بیان) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(پیشاب کیا پانی نہ لیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور پانی کا بھی استعمال نہ کرے تو وہ شخص پاک رہے گا یا نہیں؟ اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ فیضان عالم جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک ایک درہم کے برابر کپڑے یا بدن میں لگا ہے تو دھونا واجب ہے اور اگر ایک درہم سے زیادہ لگا ہے تو دھونا فرض ہے اور ایک درہم سے کم لگا ہے تو دھونا سنت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پانی یا ڈھیلا سے استنجا کرنا مطلقاً فرض و واجب نہیں ہے یعنی ایک درہم سے کم لگا ہے تو پاک ہے مگر دھو لینا چاہئے۔البتہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اسی طرح بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۴۱۱/ پر ہے۔

اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ سنت نصاری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (من الجفاء ان یبول الرجل قائما) بے ادبی و بدتہذیبی ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے اس حدیث کو بزار نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۴ صفحہ ۵۹۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تنبیہ:۔فی زمانہ اہل حدیث کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اس لئے ان کی مشابہت سے بچنا بہت ضروری ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(چمڑے کے موزے پر مسح کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بازار میں کٹ والا خف دستیاب ہے تو اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا اس پر مسح درست ہے؟ مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟ **المستفتی:۔محمد منتظر عالم میرا روڈ ممبئی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موزہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک اونی یا سوتی دوسرا چمڑا یا ریگزین وغیرہ کا.استعمال کے لئے کسی بھی قسم کا موزہ ہو پہننا جائز ہے اور پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے.البتہ قسم دوم کے موزہ پر مسح جائز ہے اول پر نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۳۶۲/میں اسی موزہ کے متعلق یعنی قسم دوم کے متعلق حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ امام احمد و ابو داؤد نے مغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا،میں نے عرض کی یارسول اللہ!حضور بھول گئے فرمایا: بلکہ تو بھولا میرے رب عزوجل نے یہی حکم دیا۔(سنن ابی داود،کتاب الطھارہ،باب المسح علی خفین الحدیث ۱۶۵/ج ا/ص ۸۶/بحوالہ بہار شریعت حصہ ۲/صفحہ ۳۶۲)

آگے لکھتے ہیں کہ جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو یعنی (چمڑے کا موزہ) وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح کو جائز سمجھے۔

اور اسی کے متعلق امام کرخی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے اس کے

کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امام شیخ الاسلام فرماتے ہیں جو اسے جائز نہ مانے وہ گمراہ ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۶۳)

حدیث پاک اور اقوال علماء سے یہ ثابت ہوا کہ خف یعنی موزہ کا استعمال بالکل جائز و درست اور اس میں تیمم کرنا بھی درست ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن اس خف کے لیے یعنی (اس موزہ کے لئے) چند شرطیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر (۱) موزہ ایسا ہو کہ ٹخنہ چھپ جائے، اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں، اور اگر ایک دو انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، لیکن اس کا خاص خیال رہے کہ ایڑی نہ کھلی ہو۔

نمبر (۲) پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

نمبر (۳) موزہ چمڑے کا یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا ہو جیسے کرمچ وغیرہ۔

نمبر (۴) پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ٹخنہ کے نیچے پھٹا نہ ہو، یعنی چلنے میں تین انگل ظاہر نہ ہوتا ہو، اور اگر تین انگل پھٹا ہوا اور تین انگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے، اور اگر دونوں تین تین انگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگل یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے، سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگل سے کم ہے تو جائز ورنہ نہیں۔

نمبر (۵) موزہ پہننے سے پہلے باوضو رہا ہو اگر بغیر وضو کے موزہ پہنا بعدہ وضو کر کے پیر پر مسح کیا تو وضو نہ ہوگا۔

نمبر (۶) تیمم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔

یہ بھی معلوم ہو کہ مقیم ایک دن رات تک اور مسافر تین دن تین راتوں تک مسح کر سکتا ہے یعنی کہ مقیم نماز عصر مسح سے پڑھا پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹ گیا تو دوسرے دن اس وقت سے پہلے تک مسح کر سکتا جس وقت وضو ٹوٹا تھا۔ یونہی مسافر تین دن تک۔

نوٹ:۔ یہ مسئلہ خف (چمڑے کے موزوں) کا ہے عام موزوں کا نہیں یہ سارے مسائل بہار

شریعت سے اخذ کئے گئے ہیں زیادہ معلومات کے لئے بہار شریعت ح ۲/ کا مطالعہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد سالک رضا حبیبی

(مٹی کا تیل پاک ہے یا ناپاک؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مٹی کا تیل پاک ہے یا ناپاک؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔محمد انتخاب عالم مقام کھمار پوکھر**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مٹی کا تیل پاک ہے۔سرکار اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مٹی کا تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں مگر جبکہ اس کی بو کو زائل کر دیا جائے۔(فتاوی رضویہ جدید جلد ۸ صفحہ ۱۰۳)

یہاں پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تیل کو مسجد میں نا جلانے کی جو علت بیان فرمائی وہ ہے بد بو نہ کہ عین روغن (تیل) اگر وہ ناپاک ہوتا تو اس کا مسجد میں سرے سے ہی لے جانا مکروہ تحریمی ہوتا جیسا کہ بہار شریعت میں اسکی تصریح موجود کہ نجس چیزوں کا مسجد میں لے جانا مکروہ تحریمی لہذا مٹی کا تیل پاک ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(انزال کسے کہتے ہیں اور وہ کس رنگ کا ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انزال کسے کہتے ہیں؟ اور وہ کس رنگ کا ہوتا ہے؟ اور مذی کسے کہتے ہیں اور یہ کس رنگ کا ہوتا ہے؟ **المستفتی**:۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منی کے باہر نکلنے کو انزال کہتے ہیں، منی وہ ایک مادہ ہے جو بدن سے شہوت کے وقت علی وجہ الدفق خارج ہوتا ہے جسکے رنگ میں کبھی پیلا پن ہوتا ہے اور کبھی وہ ہرے پن کو مائل ہوتا ہے بعد خروج عضو خاص میں ڈھیلا پن آجاتا ہے۔جسکے خروج سے غسل واجب ہو جاتا ہے

(المَنِيُ أو السائل المنوی سائل عضوی تفرزه الغدد الجنسية، و هو لزج كثيف، رائحته كرائحة العجين المختمر، حليبي اللّون يميل لونه أحياناً إلى الصُفرة أو الخُضرة. يخرج فی الغالب لدى الرجال عند بلوغ الشهوة الجنسيّة ذروتها مصحوباً بالدفق و ملحوقاً بارتخاء و فتور الجسم.و المنی لا يختص بالرجل فقط، بل للمرأة أيضا منی، و كذلك الحيوانات لها منی.و لقد ورد ذكر المنی فی القرآن الكريم فی مواضع عديدة)

اور مذی وہ رقیق مادہ ہے جو ملاعبۃ کے وقت یا تصور جماع وغیرہ سے خارج ہوتا ہے جس کا کوئی رنگ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اسکے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے البتہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے(المذیّ يطلق المذیّ على الماء الرقيق اللزج الشفاف، أی أنّه لا

لون له، يخرج بسبب الملاعبة، أو التفكير في الجماع، أو الرغبة به، أو النظر، أو بسببٍ غير ذلك من الأسباب، ويكون على شكل قطراتٍ تخرج على رأس الذكر، وقد يكون الذكر شاعراً به أو غير شاعرٍ به، ونجاسته تعدّ نجاسةً مخفّفةً، ويجب على من أصابه المذي أن يتطهّر منه سواءً في الثوب أو في البدن، ويكفي في ذلك النضح؛ لأنّ نجاسته مخفّفةٌ، مع وجوب غسل الذكر والخصيتين، ووجوب الوضوء، فهو ناقضٌ للوضوء فقط دون وجوب الغسل، كما أنّ السنّة النبويّة بيّنت أنّ المذيّ من نواقض الوضوء، وأجمع العلماء على ذلك، حيث ورد أنّ عليّاً رضي الله عنه- كان رجلاً مذّاءً، وكان حيياً من سؤال الرسول صلّى الله عليه وسلّم- عن ذلك، فسأل المقداد بن عمرو، فقال الرسول صلّى الله عليه وسلّم: (يَغْسِلُ ذَكَرَه، ويتوضّأُ)، كما ورد أنّ سهل بن حنيف رضي الله عنه- كان يلقى شدّةً من المذيّ، وكان يكثر من الاغتسال منه، فسأل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، فقال له: (إنَّما يُجزِئُك منه الوضوءُ)،وورد أنّ عبد الله الأنصاري سأل الرسول -عليه الصّلاة والسّلام- عن الماء بعد الماء، فقال الرسول: (ذاكَ المذيُ وَكُلُّ فحلٍ يُمذي فتغسِلُ من ذلِكَ فرجَكَ وأُنثَييكَ وتَوضّأ وضوءَكَ)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(عورت ڈھیلے سے استنجا کس طرح کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خواتین کے لئے استنجا من الحجر کا جو مسئلہ ہے کہ آگے سے پیچھے کو لے جائے وہ تینوں ڈھیلے کا ہے یا کہ مثل رجل کے؟اور خواتین کے لیے ایسا حکم کیوں دیا گیا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور عندالناس مشکور ہوں۔

المستفتی:۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت ہر موسم میں اسی طرح ڈھیلا استعمال کرے گی جس طرح مرد گرمیوں میں استعمال کرتا ہے یعنی پہلے ڈھیلے کو آگے سے پیچھے کی جانب لے جائے گی پھر دوسرے ڈھیلے کو پیچھے سے آگے کی جانب پھر آگے سے پیچھے کی جانب، اس لئے کہ نجاست سے اس کا فرج (یعنی شرمگاہ) ملوث نہ ہو جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے کہ "المرأة تدبر بالاول ابدا لئلا یتلوث فرجھا والصیف والشتاء فی ذالك سواء" (شرح وقایہ ج۱ص ۱۲۷:کتاب الطہارۃ،باب استنجاء الدبر بالحجر سنۃ)

اور نور الایضاح میں ہے کہ" و المرأة تبتدی من قدامہ الی خلف خشیة تلویث فرجھا "اھ (نور الایضاح ص۱۹:فصل فی الاستنجاء)

اور بہار شریعت میں ہے کہ عورت ہر زمانے میں اسی طرح ڈھیلے لے جیسے مرد گرمیوں میں۔(بہار شریعت ج۱ص ۴۱۲:استنجاء کا بیان) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا ناپاک کپڑا دھلنے سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ناپاک کپڑا (مثلاً منی لگا ہوا سے) دھلنے سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے؟ اور اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے؟

المستفتی: ۔سراج احمد نظامی گونڈوی

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناپاک کپڑا دھلنے سے غسال جامہ پر مطلقاً غسل فرض نہ ہوگا ہاں اس نجاست کا اثر یا اس نجاست سے لگ کر پانی یا بدن کے جس کسی حصہ پر پڑے گا تو اس کو دھلنے کا حکم ہے اس لئے احتیاط کرنا چاہئے کہ کپڑے پر جہاں منی لگی ہو پہلے اسے دور کرے بعدہ تمام کپڑے پر پانی ڈالے اور دھلے اب اگر بعدہ استخراج منی غسل کر لیا پھر کسی وجہ سے منی لگ گئی جیسے کپڑے میں لگی تھی اور بدن پر لگ گئی تو اسی جگہ کو دھو ڈالے پورے بدن کو غسل دینا فرض نہیں ہاں مستحب ہے ایسے ہی کسی دوسرے کی منی لگی یا عورت حائضہ تھی اور خون کا اثر اس کے بدن پر آیا تو بھی غسل فرض نہیں اس جگہ کا دھو ڈالنا کافی ہے اگر بدن کے تمام حصہ پر نجاست کی چھینٹیں پڑی ہیں تو جب بھی غسل واجب نہ ہوگا البتہ تمام بدن پر پانی بہانا ضروری ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری لکھیم پوری

(بندر کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بندر کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک؟ اور وہ پانی جس کو بندر نے جوٹھا کر دیا ہو اس سے وضو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیلی جواب مع دلیل عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔محمد امجد رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بندر کا جوٹھا ناپاک ہے، جیسا کہ الامام الشیخ ابو بکر بن علی بن محمد الحدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "و كذا سؤر القرد نجس أيضاً؛ لأنه سبع" (الجوہرۃ النیرۃ، جلد اول صفحہ ۶۴ رکتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیہ)

علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں سُور، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم آدمی اور جانور کے جوٹھے کا بیان مسئلہ ۱۰)

چونکہ بندر بھی درندہ ہے اس لئے بندر کا بھی جوٹھا ناپاک ہے اور ناپاک پانی سے وضو جائز نہیں اگر کسی نے ناپاک پانی سے وضو کر کے پڑھ لی تو نماز پھر سے پڑھے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(ننگے سر پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ننگے سر پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟کسی چیز پرا للہ و رسول و قرآنی آیت لکھی ہوئی ہو اس کو بے پردہ استنجاء خانہ میں لے جانا کیسا ہے؟استنجاء کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ بینوا وتو جروا

المستفتی:۔ ڈاکٹر ملک محمد غفران نظامی علیمی علی گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ننگے سر پیشاب و پاخانہ کرنا منع ہے کہ یہ خلاف سنت ہے.کوئی ایسی چیز اپنے ہمراہ استنجاء خانہ میں بے پردہ لے جانا جس پر دعائیں یا اللہ عز وجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی صحابی، ولی، بزرگ، وغیرہ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے .جیسا کہ فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے ۔نیز ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دُعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے ۔یو ہیں کلام کرنا مکروہ ہے ۔(''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ وأحکامھا،الفصل الثالث، جلد اول ا،صفحہ ۵۰ بحوالہ بہار شریعت ح دوم)

استنجا کرنے کا مسنون طریقہ:۔ جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زِیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کرکے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلہ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعثِ محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے

اور اگر چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلا ضرورت کھنکارے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بے کار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔ جب فارغ ہو جائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آلہ کو جڑ کی طرف سے سر کی طرف سونتے کہ جو قطرے رُکے ہوئے ہیں نکل جائیں پھر ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپا لے جب قطروں کا آنا موقوف ہو جائے، تو کسی دوسری جگہ طہارت کے لیے بیٹھے اور پہلے تین تین بار دونوں ہاتھ دھولے اور طہارت خانہ میں یہ دُعا پڑھ کر جائے۔ بِسْمِ اللہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ”اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں۔ اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں سے کر دے جن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غم کریں گے۔

پھر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں اور پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام اور طہارت کے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کو دے کر ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بُو باقی نہ رہ جائے، پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور اگر کپڑا پاس نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رومالی پر پانی چھڑک لیں، پھر اس جگہ سے باہر آ کر یہ دُعا پڑھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَھُوْرًا وَالْاِسْلَامَ نُوْرًا وَقَائِدًا وَدَلِیْلًا اِلَی اللہِ وَاِلٰی جَنَّاتِ النَّعِیْمِ اَللّٰھُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَطَھِّرْ قَلْبِیْ وَمَحِّصْ ذُنُوْبِیْ“ تعریف (حمد) ہے اللہ کے لیے جس نے پانی کو پاک کرنے والا اور اسلام کو نور اور خدا تک

پہنچانے والا اور جنت کا راستہ بتانے والا کیا اے اللہ! تو میری شرم گاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہ دُور کر۔(الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الطھارۃ،الباب السابع في النجاسۃ وأحکامھا،الفصل الثالث، جلداول ا،صفحہ ۵۰۔ : و"ردالمحتار"،کتاب الطھارۃ،فصل الاستنجاء،مطلب في الفرق بین الاستبراء اِلخ، جلداول ،صفحہ ۶۱۵ ربحوالہ بہارشریعت جلداول حصہ دوم صفحہ ۴۱۳ رالمکتبۃ المدینۃ دعوت اسلامی)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبدابوالفیضان محمدعتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(استنجاء کرنا سنت ہے یا فرض؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ استنجاء کرنا یعنی پیشاب کرنے کے بعد پانی سے دھونا سنت ہے یا فرض؟ المستفتی:۔عبدالقادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

استنجاء کرنا یعنی پانی یا ڈھیلا یا پرانے کپڑے سے نجاست کو دور کرنا سنت ہے جیسا کہ صاحب قدوری علامہ شیخ ابوالحسن بن احمد بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں «الاستنجاء سنة یجزی فیه الحجر والمدر و ماقام مقامه یمسحه حتی ینقیه و لیس فیه عدد مسنون و غسله بالماء افضل» یعنی استنجاء کرنا سنت ہے اس میں پتھر اور ڈھیلا اور ان کے قائم مقام چیزیں مخرج کو اس سے پونچھے یہاں تک کہ اس کو صاف کر دے اور اس میں کوئی خاص عدد مسنون نہیں اور پانی سے دھونا افضل ہے۔(القدوری ص ۱۶)

ہاں اگر نجاست مخرج میں تجاوز کر گئی یعنی ایک درہم سے زیادہ ہے تو دھونا فرض ہے اور ایک درہم کے برابر ہے تو دھونا واجب ہے۔(عامہ کتب فقہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ساجد چشتی

(مسلم عورتوں کو ہونٹ پر لالی (Lipistick) لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمہ عورتوں کے لئے (Lipistick) یعنی ہونٹوں کو سرخ کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد معظم علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہونٹ لالی میں ناپاک اور حرام اشیاء کی آمیزش ہو تو اس کا استعمال حرام ہے ہاں اگر لپسٹیک کے فارمولہ سے ثابت ہو جائے کہ اس میں ناپاک اور حرام اشیاء کی آمیزش نہیں ہے تو بلا شبہ جائز ہے۔جیسا کہ حضور مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبد الواجد قادری تحریر فرماتے ہیں کہ لپسٹیک اور ناخن پالش میں حرام اور ناپاک اشیاء کی آمیزش ہو ان کا استعمال مسلمہ عورتوں کے لیے حرام ہے۔ اور ان کے لگے رہنے کی صورت میں نہ وضو صحیح ہو اور نہ غسل اور نہ ہی نماز ہاں اگر لپسٹیک اور نیل پالش کے ساتھ اس کا فارمولہ بھی موجود ہو جس سے ظن غالب (ملحق بہ یقین) ہو کہ اس میں کوئی ناپاک اور حرام اشیاء کی ملاوٹ نہیں ہے تو اس کا استعمال عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ سامان زینت ہے اور عورتوں کو زینت روا ہے۔(فتاویٰ یورپ، صفحہ ۱۰۷)

تنبیہ:۔دور حاضر میں کچھ واٹر پروف لپسٹک پائے جاتے ہیں، تو اگر چہ ان میں حرام و ناپاک اشیاء کی آمیزش نہ ہو لیکن اس کے لگے رہنے کی صورت میں وضو و غسل نہیں ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(حالت جنابت میں بال تراشنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنب آدمی کو حالت جنابت میں بال تراشنا یا ترشوانا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی: محمد حمدان رضا جیلانی بنگلور کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت جنابت میں جسم کے کسی بال کو یا ناخن وغیرہ کو کاٹنا یا کٹوانا مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں جنابت کی حالت میں نہ بال منڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ (تنزیہی) ہے۔(بہار شریعت حصہ ۱۶/ص ۵۸۵/ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

نوٹ:۔اگر حالت جنابت میں ناخن بال وغیرہ کاٹے یا کٹوائے تو یہ گناہ نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نہ کٹوائے کیوں کہ اسلام کے ہر قانون میں ضرور کوئی حکمت پوشیدہ ہے جس میں انسان کے لئے فوائد کثیرہ ہے۔البتہ جنبی دوسرے پاک انسان کا بال کاٹ سکتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ حنفی بریلوی

(کیا بچے کا قَے (الٹی) پاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چھوٹا بچہ جس کی عمر تقریبا پانچ مہینے کی ہے بار بار قَے (الٹی) کرتا رہتا ہے ۔اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو کیا حکم ہے،دھونا ضروری ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں! بینوا وتوجروا **المستفتی:۔سید محمد سمیع**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دودھ پیتے بچے جو قَے (الٹی) کرتے ہیں اگر وہ منھ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور اگر قے (الٹی) منھ بھر ہے تو بلا شبہ وہ نجس ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی اپنی کتاب بے مثال میں تحریر فرماتے ہیں شیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر منھ بھر ہے تو نجاست غلیظہ ہے ۔(بہار شریعت مطبوعہ دعوت اسلامی، جلد ا، حصہ دوم، صفحہ ۳۹۰)

اور علامہ حصکفی فرماتے ہیں"ینقضہ قیئ ملأفاہ من مرۃ او علق او طعام او ماء اذا وصل الی معدتہ وان لم یستقر وھو نجس مغلظ ولو من صبی ساعۃ ارتضاعہ وھو الصحیح,لمخالطۃ النجاسۃ ذکرہ الحلبی۔(ملخصاً)

(درمختار، جلد ا، نواقض وضو کا بیان)

خلاصہ یہ ہے کہ بچہ نے قے کی اور وہ منھ بھر نہیں ہے تو وہ نجس نہیں ہے لہٰذا اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔

اور اگر منھ بھر ہے تو نجس ہے، اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ گیا، تو اس

کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی اور اگر ایک درہم کے برابر لگا تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ اور اگر ایک درہم سے کم لگا تو پاک کرنا مستحب ہے کیونکہ نجس مغلظ کا حکم یہی ہے۔(عامۂ کتب)

نوٹ:۔ واضح رہے کہ بچے کی وہ قے ناپاک ہے جو معدے سے آئے اور منہ بھر کر ہو۔ اگر دودھ وغیرہ پینے کے بعد صرف منہ سے بہہ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(عورت کادھلا ہوا کپڑا مرد کے حق میں پاک ہے یاناپاک؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے ناپاک کپڑاعورتوں کے دھلنے سےعورت کے حق میں توپاک ہوجائے گالیکن مرد کےحق میں نہیں پاک ہوگااس لئےکہ مرد،عورت سے زیادہ طاقتور ہےاورزید کتب فقہ کا حوالہ بھی پیش کرتا ہے نیز بکر کا کہنا ہےکہ کپڑا جب تک گیلا ہےتبھی تک یہ حکم ہے کپڑاسوکھنے کے بعدمرد وعورت دونوں کےحق میں کپڑاپاک ہوجائے گا آیااب زید وبکر میں کس کا قول درست ہے؟ کیاناپاک کپڑاعورت کے دھلنے سے پاک نہیں ہوگا(جبکہ عورت اپنی طاقت کے مطابق تین مرتبہ دھل کرتین مرتبہ نچوڑ دے)بحوالہ جواب عنایت فرما کرعنداللہ مشکور رہوں **المستفتی**:۔محمدابرارالقادری بنگلورکرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زیدکا کہنا درست ہے،بہارشریعت میں درمختارردالمحتار کےحوالے سے ہے دھونے والے نےاچھی طرح نچوڑلیامگراابھی ایسا ہےکہ اگرکوئی دوسرا شخص جوطاقت میں اس سےزِیادہ ہے نچوڑے تو دوایک بوند ٹپک سکتی ہے،تو اس کےحق میں پاک اور دوسرے کےحق میں ناپاک ہے۔اس دوسرے کی طاقت کااعتبارنہیں،ہاں اگریہ دھوتااوراسی قدرنچوڑتا توپاک نہ ہوتا۔(بہارشریعت حصہ دوم نجاستوں کابیان مسئلہ ۱۸)

خلاصہ یہ ہےکہ عورت کادھلا ہوا کپڑا مرد کےحق میں اس وقت پاک ہوگاجبکہ عورت مرد سےطاقت میں زیادہ ہوورنہ مرد کےحق میں پاک نہ ہوگالہٰذا مرد کو چاہیئےکہ نجس کپڑاکوخود نچوڑ دیا

کرے تا کہ طہارت میں شبہ نہ رہے۔

بکر کا یہ کہنا کہ کپڑا جب تک گیلا ہے تو ناپاک ہے اور سوکھنے کے بعد مرد وعورت دونوں کے حق میں پاک ہے یہ بکر کی غلط فہمی ہے اگر گیلا کپڑا ناپاک ہے تو سوکھنے کے بعد بھی ناپاک ہی رہے گا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا ناپاک آدمی کا پسینہ ناپاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناپاک آدمی کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک؟
جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی **المستفتی:۔نصیب علی صدیقی یوپی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناپاک آدمی کا پسینہ پاک ہے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے آدمی چاہے جنب ہو یا حیض ونفاس والی عورت اس کا جھوٹا پاک ہے کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے اور جس کا جھوٹا پاک اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے (بہار شریعت حصہ دوم آدمی اور جانور کے جھوٹے کا بیان)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(اگر منی کپڑے پہ لگ جائے تو کیا پورا کپڑا ناپاک ہو جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نائٹ فال (احتلام) کی وجہ سے ناپاک ہوتا ہے تو گندگی جتنے کپڑے میں لگے گی اتنا ناپاک ہوگا یا جتنا کپڑا پہنا ہوا ہے سب ناپاک ہو جائے گا؟

المستفتی:۔محمد اویس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جہاں کپڑے میں نجاست لگی ہو صرف وہی جگہ ناپاک ہوگا اس جگہ (جہاں منی لگی ہو اس) کو دھو لینے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: اگر نجاست نظر آتی ہو تو عین نجاست دور کی جائے اور اس کا اثر بھی دور کیا جائے اگر وہ چیز اس قسم کی ہو کہ اس کا اثر دور ہو جایا کرتا ہے تو اس کے عدد کا اعتبار نہیں اگر ایک ہی مرتبہ کے دھونے میں نجاست اور اس کا اثر چھوٹ جائے تو وہی کافی ہے اور اگر تین مرتبہ میں بھی نہ چھوٹے تو اس وقت تک دھوئے جب تک وہ بالکل چھوٹ نہ جائے اور اگر وہ نجاست اس قسم کی ہے کہ اس کا اثر بغیر مشقت کے دور نہیں ہوتا بایں طور کہ اس کے دور کرنے میں پانی کے سوا کسی اور چیز کی حاجت ہو جیسے صابن وغیرہ کی تو اسے دور کرنے میں تکلف نہ کرے۔(فتاوی عالمگیری، مترجم، ج ۱، ص ۲۴۲ / ۲۴۳، کتاب الطہارۃ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(جس کھیت میں فصل ہو اس میں پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اس مسئلہ میں کہ اس کھیت میں جس میں کوئی کھانے والی چیز موجود ہو اور پھل بھی آ گئے ہوں تو اس میں پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی:۔محمد اسلام قادری ڈومریا گنج سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس کھیت میں فصل موجود ہو اس میں پیشاب و پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔جیسا کہ فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگر چہ بہتا ہوا ہو یا گھاٹ پر یا پھل دار درخت کے نیچے یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہو یا سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں یا مسجد اور عیدگاہ کے پہلو میں یا قبرستان یا راستہ میں یا جس جگہ مویشی بندھے ہوں ان سب جگہوں میں پیشاب، پاخانہ مکروہ ہے۔یونہی جس جگہ وُضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ ۴۱۲ / المکتبۃ المدینہ دعوت الاسلامی) وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(پرفیوم لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں پرفیوم لگانا کیسا ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔** ضیاء ممتاز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پرفیوم (سینٹ) لگانا ناجائز وحرام ہے۔خواہ داخل نماز ہو یا خارج نماز؛ کیوں کہ اس (پرفیوم) میں اسپرٹ کی آمیزش ہوتی ہے اور اسپرٹ شراب کی ایک قسم ہے جو کہ حرام اور نجاست غلیظہ ہے۔فتاوی رضویہ میں ہے "إن اسمار تو وھی روح النبیذ خمر قطعاً بل من أخبث الخمور فھی حرام و رجس، نجس نجاسة غلیظة کالبول "یعنی اسپرٹ جو روح نبیذ ہے اور شراب کی ایک قسم ہے بلکہ وہ شرابوں میں سب سے گندی شراب ہے تو یہ حرام بھی ہے، ناپاک بھی ہے اور اس کی نجاست پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ بھی۔(ج ۲ ص ۱۲)

فتاوی امجدیہ میں ہے کہ الکحل اور اسپرٹ وغیرہ رقیق وسیال مسکرات کا قطرہ قطرہ ناپاک و حرام وناجائز ہے۔حدیث شریف میں ہے: ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام"(ج ۴ ص ۱۰۵)

لہٰذا اگر پرفیوم لگا کر نماز پڑھی اور وہ ایک درہم سے زیادہ ہے اگر چہ چند جگہ مل کر وہ مقدار پوری ہو تو ایسی صورت میں نماز نہیں ہوگی اس کا پاک کرنا فرض ہے، اور اگر درہم کے برابر ہے تو درایں صورت نماز مکروہ تحریمی ہوگی پاک کپڑے پہن کر نماز کو دہرانا واجب ہوگا، اور اگر ایک درہم سے کم ہے تو اسے پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر

خلاف سنت ہوگی۔

بہار شریعت میں ہے: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے تو درہم کے برابر سمجھی جاے گی اور زائد ہے تو زائد اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درہم کے برابر یا کم یا زیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زیادہ ہو اور درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے اور اگر پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی رک نہ سکے اب پانی کا جتنا پھیلاو ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جاے اور اس کی مقدار یہاں کے روپے کے برابر ہے۔ (ح دوم ص ۸۳ / بحوالہ تربیت افتاء جلد اول ص ۲۱۸)

واللہ تعالیٰ أعلم

کتبہ

محمد معراج احمد قادری مصباحی بستوی

(مسجد کی ٹنکی میں بلی مرگئی بعد میں معلوم ہوا تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کی ٹنکی میں بلی مرگئی پتا نہیں تھا بعد میں پتا چلا اس پانی سے جماعت نے وضو کر کے نماز ادا کی تو کیا نماز ہوئی یا اس نماز کی قضاء کرنی پڑے گی؟

المستفتی:۔محمد توفیق عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اس بات کا علم کسی کو نہ ہوا کہ کب گری ہے بلکہ بعد میں ہوا تو اگر بلی پھٹی پھولی نہیں ہے تو ایک دن اور ایک رات میں جتنی نمازیں اس پانی سے وضو کر کے پڑھی ہیں وہ سب لوٹانا ضروری ہے اور اگر پھول یا پھٹ گئی تو تین دن تین راتوں میں پڑھی ہوئی نمازیں لوٹانا ضروری ہے جیسا کہ علامہ حسن بن عمار الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (وجود حیوان میت فیھا ینجسھا من یوم ولیلۃ ومنتفخ من ثلاثۃ ایام ولیالیھا ان لم یعلم وقت وقوعہ) (نور الایضاح صفحہ ۲۲) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ حنفی رضوی بریلوی

(کیا مرغی کا خون ناپاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرغی کا خون ناپاک ہے یا پاک؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔عبد اللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرغی کا خون ناپاک ہے کیوں کہ یہ بہنے والا ہے قرآن شریف میں ہے "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ .الخ اس (اللہ) نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت (کنز الایمان س بقرہ آیت ١٧٣)

الدم کی تفسیر میں علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ خون ہر جانور کا حرام ہے اگر بہنے والا ہو۔جیسا کہ قرآن میں ہے اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا" یا رگوں کا بہتا خون۔

(کنز الایمان، الانعام آیت ١۴۵) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ حنفی رضوی بریلوی

(گھی میں کتا منہ ڈال کر کھالے یا چوہا گر جائے تو پاک کیسے کیا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر گھی میں کتا منہ ڈال کر کھالے یا گھی میں چوہا گر جائے تو گھی کو کیسے پاک کیا جائے گا؟ المستفتی:۔سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر گھی جما ہوا ہے تو کتّے کے منہ لگنے کی جگہ سے تھوڑا سا گھی کھرچ کر پھینک دیں باقی پاک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "اذا وقعت الفارۃ فی السمن فان کان جامدا فالقوھا وما حولھا"، عن میمونۃ ان فارۃ وقعت فی سمن فماتت فسئل عنھا النبی ﷺ فقال القوھا وما حولھا فکلوہ"، اگر گھی جمنے کے قریب ہے تو آگ پر پگھلا لیں اور ویسا ہی پاک گھی پگھلا ہوا اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے سب گھی پاک ہو جائے گا۔(ترمذی شریف ج2 ص2)

جامع الرموز میں ہے "المائع کالماء والدبس وغیرھما طھارتہ باجرائہ مع جنسہ مختلطا بہ"، اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کے اگر گھی گرم ہے تو اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے تو اسے اتارلیں اور دوسرا پانی اتنا ہی ملا کر ویسے ہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے ویسے ہی کریں۔

فتاوی افریقہ ص ۲۲ میں ہے "لو تنجس الدھن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدھن الماء فیرفع بشیء ھکذا ثلاث مرات" واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ حنفی رضوی بریلوی

(کیا خنزیر کا نام لینے سے چالیس دن زبان ناپاک ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ خنزیر کا نام مت لو خنزیر کا نام لوگے تو چالیس دن زبان گندی ہو جائے گی کیا حقیقت میں ایسا ہے؟

المستفتی: محمد شاہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذہب اسلام میں سور کا گوشت کھانا حرام ہے اور اس کا گوشت پوست ہڈی بال پسینہ تھوک وغیرہ پورا بدن اور اس سے خارج ہونے والی ہر چیز ناپاک ہے اور بایں معنیٰ اس سے نفرت کرنا ایمان کی پہچان اور مومن کی شان ہے لیکن اس کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے یہ سب جہالت ہے اس کا شرع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حفاظ کرام قرآن کو یاد کرتے وقت اس آیت کو جس میں خنزیر (سور) کا نام ہے سیکڑوں بار تکرار کرتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو ہر حافظ کی زبان ناپاک ہی رہتی۔حتی کہ ماہ رمضان میں حالت نماز میں اور بعض وقت غیر رمضان میں اس آیت کریمہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو کیا اس وقت زبان ناپاک ہو جاتی ہے؟ اگر معاذ اللہ زبان ناپاک ہو جاتی تو پھر نماز کیسے ہوگی کیوں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خنزیر کا نام لینے سے زبان ناپاک نہیں ہوتی مگر بلا ضرورت نہیں لینا چاہیئے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ حنفی رضوی بریلوی

(ندی وتالاب میں پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بہتا پانی جیسے ندی نالوں میں پیشاب پاخانہ کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔محمد شمس الدین گریڈیہ جھارکھنڈ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ندی وتالاب اوودریاوغیرہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو پیشاب و پاخانہ کرنا مکروہ ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو پیشاب و پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔اھ (ح:2/ص:409/استنجے کابیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور علامہ حسن بن شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یکرہ ان یبول اویتغوّط فی الماء" یعنی پانی میں پیشاب کرنا اور اسی طریقے سے قضائے حاجت کے لئے پانی میں بیٹھنا مکروہ ہے۔(نور الایضاح،آداب استنجاء) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ حنفی رضوی

(ایک درہم پیشاب لگ جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنے بچے کو کھلا رہا تھا (لاڈو پیار) کر رہا تھا اتنے میں بچے نے پیشاب کیا جو کہ زید کے کپڑے پر لگا لیکن صرف تری محسوس ہوئی وہ بھی ایک درہم سے زیادہ تو زید کا کپڑا ناپاک ہوگیا یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔ **المستفتی**:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں زید کا کپڑا ناپاک ہوگیا کیوں کہ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ اور ناپاک ہے جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ انکا پیشاب پاک ہے یہ غلط ہے۔

اور نجاست غلیظہ کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر کسی کے کپڑے یا بدن پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اسکا پاک کرنا فرض ہے بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو نماز نہ ہوئی اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے، بے پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے یعنی بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہوگی جس کا دہرانا بہتر ہے۔(بحوالہ بہار شریعت طہارت کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(کیا دکھتی آنکھ کا پانی ناپاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی آنکھ دکھ رہی تھی اور اسی حالت میں زید نماز پڑھنے لگا پھر آنکھ سے پانی ٹپکنے لگا زید نے اس پانی کو اپنی کپڑے میں لگا لیا تو نماز ہوئی یا نہیں دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔راج محمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز نہ ہوئی کیوں کہ دکھتی آنکھ سے آنسو کا بہنا یہ نجس و ناقض وضو ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں درمختار و ردمحتار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ آنکھ دکھنے میں جو آنسو بہتا ہے وہ نجس و ناقض وضو ہے اس سے احتیاط کرنا چاہئے۔

(بہار شریعت حصہ دوم وضو کا بیان)

اور جب دکھتی آنکھ سے آنسو کا نکلنا نواقض وضو ہے تو وضو ٹوٹ گیا تو بغیر وضو کے نماز کہاں ہوگی پھر اس کو کپڑے میں پوچھ لیا اگر ایک درہم سے زائد لگا تو وہ کپڑا بھی نجس ہوگیا کہ اب صرف وضو سے بھی نماز نہ ہوگی بلکہ کپڑا بھی دھلنا یا بدلنا ہوگا اور اگر ایک درہم کے برابر ہے تو دھلنا واجب ہے کہ اسی طرح نماز پڑھ لی تو دہرانا واجب ہوگا، اور اگر ایک درہم سے کم ہے تو دھونا سنت ہے اگر نماز اسی طرح پڑھ لی تو دہرانا مستحب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(کیا چھوٹے بچے کی قے پاک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چھوٹا بچہ جس کی عمر تقریبا پانچ مہینے کی ہے بار بار قے (الٹی) کرتا رہتا ہے۔اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ دھونا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر بغیر دھوئے نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔سید عبد السمیع**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دودھ پیتے بچے جو قے (الٹی) کرتے ہیں اگر وہ منہ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور اگر منھ بھر ہے تو بلا شبہ وہ نجس ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی اپنی کتاب بے مثال میں تحریر فرماتے ہیں شیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر منھ بھر ہے تو نجاست غلیظہ ہے۔

(بہار شریعت مطبوعہ دعوت اسلامی، جلد ۱، حصہ دوم، صفحہ ۳۹۰)

اور علامہ حصکفی فرماتے ہیں: ینقضه قیئ ملأفاه من مرة او علق او طعام او ماء اذا وصل الی معدته وان لم یستقر وهو نجس مغلظ ولو من صبی ساعة ارتضاعه وهو الصحیح,لمخالطة النجاسة ذکره الحلبی۔(ملخصاً)

(درمختار، جلد ۱، نواقض وضو کا بیان)

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ بچہ نے قے کی اور وہ منہ بھر نہیں ہے تو وہ نجس نہیں۔ لہٰذا اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو ناپاک نہیں ہوگا۔اور اگر منہ بھر ہے تو چونکہ وہ مغلظ ہے اس لئے اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ گیا، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے بے

پاک کئے نماز پڑھی تو نماز نہ ہوئی اور اگر ایک درہم کے برابر لگا تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی۔اور اگر ایک درہم سے کم لگے تو پاک کرنا مستحب ہے۔(عامہ کتب فقہ)

نوٹ:۔واضح رہے کہ بچے کی وہ قے ناپاک ہے جو معدے سے آئے اور منہ بھر کر ہو۔اور اگر دودھ وغیرہ پینے کے بعد صرف منہ سے بہہ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(کیا مرد زیرِ ناف کا بال دور کرنے والی کریم استعمال کر سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرد حضرات کو زیرِ ناف کے لئے کریم استعمال کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔**وقار احمد رضوی مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناف کے نیچے کے بال استرے سے صاف کرنا سنت ہے اور اگر صابون یا پاؤڈر وغیرہ سے صاف کئے تو بھی جائز ہے جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے: ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا سنت ہے۔حدیث شریف میں ہے (وحلق العانۃ) مرد کے لئے استرا ہی بہتر ہے اور صابون وغیرہ سے اگر بال دور کرے تو یہ بھی جائز ہے اور عورت کو مناسب صابون وغیرہ ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم صفحہ ۲۹۳) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

(بوقت طہارت پانی کے چند قطرے کپڑے پر لگ جائیں تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر پیشاب کرنے کے بعد جب پانی سے اس عضو کو دھلا جائے اور دھلتے وقت پانی کچھ کپڑوں پر بھی گر جائے اور جسم پر بھی لگ جائے تو ایسے حالت میں وہ شخص ناپاک ہوگا یا نہیں؟ یا صرف کپڑا ناپاک ہوگا یا جس جگہ پر وہ پانی لگا ہے صرف وہی جگہ ناپاک ہوگا؟ **المستفتی:۔**محمد بیر سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

کسی نجاست یا نجس کی چھینٹیں اتنی باریک کہ سوئی کی نوک کی طرح ہو تو ان کا کوئی اعتبار نہیں کہ کپڑا اور بدن پاک ہے ناپاک نہ ہوگا۔

جیسا کہ صاحب بہار شریعت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔(ج ا رح ۲ رص ۳۹۲)

ہاں اگر نجاست کی چھینٹیں یا بوندیں بڑی ہوں اور کپڑے یا بدن میں چند جگہ لگی ہوں تو ان کے مجموعہ کا اعتبار کیا جائے گا تو اگر مجموعہ درہم کے برابر یا زیادہ یا کم ہے تو اسی اعتبار سے پاکی ناپاکی کے احکام جاری ہوں گے۔

بہار شریعت میں ہے: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد نجاست

خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔(ج ا رح ۲ رص ۲۹۳)

لہذا پیشاب کرنے کے بعد نجاست کو دھلنے سے جو نجاست آمیز پانی کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو جہاں لگ گیا اتنی ہی جگہ کا دھونا ضروری ہے نہ کہ پورے جسم یا پورے کپڑے کا نہ وہ خود ناپاک ہوگا نہ ہی پورا کپڑا ہاں اگر نجاست درہم کے برابر ہے تو اس کا دھلنا واجب ہے کہ بغیر دھوئے نماز پڑھی تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور اگر درہم سے زیادہ ہے تو اس کا دھونا فرض ہے کہ بغیر دھوئے نماز پڑھی نہ ہوئی اور اگر درہم سے کم ہے تو اس کا دھونا سنت ہے کہ بغیر دھوئے نماز پڑھی تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت ادا ہوئی جس کا اعادہ بہتر ہے۔ کما لا یخفی علی من یطالع کتب الفقه

کتبہ

محمد ساجد چشتی شاہجہانپوری

(بدن پہ ٹیٹو بنوانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ بدن پہ ٹیٹو بنواتے ہیں شریعت مطہرہ میں ایسا کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔ اسلم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعضائے جسمانیہ پر کسی طرح بذریعہ ٹیٹو ڈیزائن بنوانا یا نام لکھوانا شرعاً ناجائز و ممنوع ہے کہ یہ اللہ تعالٰی کی بنائی ہوئی چیز میں تغیر یعنی تبدیلی کرنا ہوا اور اللہ تعالٰی کی تخلیق میں تبدیلی ناجائز و گناہ ہے اور ٹیٹو ایک کار شیطان ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (شیطان بولا) میں انہیں ضرور حکم دوں گا تو یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

(سورہ نساء آیت ۱۱۹)

اس آیت مقدسہ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ جسم کو گود کر سرمہ یا سندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا، بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان سورہ نساء تحت آیت ۱۱۹)

حدیث مبارکہ میں بھی ایسے امور کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے "لعن اللہ الواشمات و المستوشمات المغیرات خلق اللہ" اللہ کی لعنت ہو گودنے والوں اور گودوانے والیوں پر اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والوں پر (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۲۰۵ مکتبۂ نعیمی کتب خانہ)

اس حدیث مبارکہ کے لفظِ واشمات کی تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" واشمہ وہ عورت جو سوئی وغیرہ کے ذریعہ اپنے اعضاء میں سرمہ یا نیل گود والے جیسا کہ ہندو عورتیں اور بعض ہندو مرد کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶ ص ۱۵۳ مکتبہ نعیمی کتب خانہ)

نیز ٹیٹو سے جو نام یا ڈیزائن بناتے ہیں تو یہ عموماً مشین یا سوئی کے ذریعہ کھدوایا جاتا ہے جس سے کافی تکلیف ہوتی ہے اور اپنے جسم پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کو بلا وجہ کی تکلیف دینا بھی جائز نہیں بلکہ گناہ ہے کیونکہ انسان اپنے نفس کا مطلقا مالک نہیں بلکہ یہ اللہ تعالی کی ملکیت ہے جیسا کہ ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری میں ہے کہ: ان جنایۃ الانسان علی نفسه کجنایۃ علی غیرہ فی الاثم لان نفسه لیست ملکاً له مطلقاً بل هی الله فلا ینصرف فیها الا بما اذن له فیه" بیشک انسان کی اپنے نفس پر زیادتی گناہ ہے جیسا کہ دوسرے پر زیادتی گناہ ہے کیونکہ انسان اپنے نفس کا مطلقاً مالک نہیں بلکہ یہ اللہ تعالی کی ملکیت ہے پس اس میں وہی تصرف جائز ہے جس کی اجازت دی گئی ہے۔ (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری جلد ۱۴ ص ۷۲)

اگر کسی مسلمان نے اپنے اعضائے جسمانیہ پر کسی طرح کا ڈیزائن یا نام بذریعہ مشین (ٹیٹو) بنوایا ہے تو اس پر توبہ لازم ہے اور بغیر تغیر اس کو ختم کرنا ممکن ہے تو مٹا دے اور اگر بغیر تغیر ختم کرنا ناممکن ہے تو اس کو اسی حال پہ رہنے دے توبہ و استغفار کرے۔

چنانچہ اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب تحریر فرماتے ہیں کہ: یہ غالباً خون نکال کر اسے روک کر کیا جاتا ہے جیسے نیل گدوانا اگر یہی صورت ہے تو اس کے ناجائز ہونے پر کلام نہیں اور جبکہ اس کا ازالہ ناممکن ہے تو سوا توبہ و استغفار کے کیا علاج ہے مولی تعالی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۳ ص ۳۸۷ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن ر

ماخوذ از فتاوی یورپ و برطانیہ ص ۴۵۴) واللہ اعلم و رسولہ بالصواب

کتبہ

جابر القادری رضوی

(کیا ناپاک کپڑا واشنگ مشین میں پاک ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نجس کپڑے کو واشنگ مشین سے نجاست دور کرنے سے کپڑا پاک مانا جائے گا یا ناپاک؟

المستفتی:۔ حافظ بدرالدین رضوی مقام جمونیا ٹولہ ٹیکواٹار کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فقہائے کرام نے ناپاک اشیاء کے پاک کرنے کا جو طریقہ ارشاد فرمایا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر نجاست مرئیہ ہے تو اس سے طہارت عین نجاست کے زائل ہو جانے سے ہوگی خواہ ایک بار دھونے سے یا متعدد بار سے اور اگر نجاست غیر مرئیہ ہے تو جس چیز پر وہ لگی ہے اگر نچوڑنے کے قابل ہے تو تین بار دھوئے اور ہر بار نچوڑے اس طرح وہ پاک ہو جائے گی۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " و ازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها و اثرها ان كانت شيئا يزول أثره ولا يعتبر فيه العدد كذا فى المحيط " فلو زالت عينها بمرة اكتفى بها " اھ

اور اسی میں ہے کہ " وان كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات كذا فى المحيط . يشترط العصر فى كل مرة فيما ينعصر " اھ (ج ۱ ص ۴۱: کتاب الطہارۃ)

ان عبارات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ واشنگ مشین میں دھوئے جانے والے کپڑوں پر اگر نجاست مرئیہ لگی تھی اور وہ دھونے سے زائل ہو گئی تو کپڑے پاک ہو گئے ان کا پہننا

جائز اور ان میں نماز درست ہے اور اگر نجاست زائل نہیں ہوئی تو ان میں نماز ناجائز ہے اور اگر نجاست غیر مرئیہ لگی تھی تو ان کو واشنگ مشین یا اس جیسے کسی چھوٹے ٹپ وغیرہ میں دھونے کی صورت میں تین بار دھونا اور نچوڑنا ضروری ہے اس بات کو عمدۃ المحققین علامہ سعود کاسانی علیہ الرحمہ اپنے الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ " و اختلف فی انہ ھل یطھر بالغسل فی الاوانی بان غسل الثوب النجس او البدن فی ثلث اجانات قال ابو حنیفۃ و محمد یطھر حتی یخرج من الاجانۃ الثالثۃ طاھرا " اھ۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۴۷: فی ترتیب الشرائع، کتاب الطھارۃ)

اور درمختار میں ہے کہ " و قدر بغسل و عصر ثلاثا فیھما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر " اھ (ج ۱ ص ۵۴: باب الانجاس)

البتہ واشنگ مشین میں پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کپڑے کو دھونے کے بعد مشین میں لگے نیچے کا پائپ کھول دیں پھر دیر تک اوپر سے پانی بہاتا رہے اور مشین چلتی رہے یہاں تک کہ گمان ہو جائے کہ نجاست دور ہوگئی۔

بدائع الصنائع میں ہے کہ " و اما طریق التطھیر بالغسل فلا خلاف ان النجس یطھر بالغسل فی الماء الجاری و کذا یطھر بالغسل بصب الماء علیہ " اھ (ج ۱ ص ۲۴۷: کتاب الطھارۃ)

لہٰذا مذکورہ طریقے پر عمل کرنے سے واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہو جائیں گے لیکن بہتر ہے کہ ناپاک کپڑے کو پہلے پاک کر لیا جائے پھر مشین میں ڈال کر دھلا جائے۔ ایسا ہی فتاوی علیمیہ ج اول صفحہ ۹۶/۹۷ پر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ)

اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ (کنزالایمان، سورۃ المائدہ ۶)

وضو کا بیان

۲۸ر فتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(وضو کرنے کا آسان طریقہ)

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ وضو بنانے کا آسان طریقہ تحریر فرمادیجئے۔

المستفتی:۔رضوان احمد گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وضو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہوتو انگلی سے دانت ملے پھر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھوئے پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالے پھر بائیں ہاتھ پر دونوں کو ایک ساتھ نہ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے تین بار کلی کرے اور داہنے ہاتھ سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے پھر پورا چہرہ دھوئے یعنی پیشانی پر بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر حصے پر پانی بہائے اور داڑھی کے بال وکھال کو دھوئے ہاں اگر داڑھی کے بال گھنے ہوتو کھال کا دھونا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین بار دھوئے انگلیوں کی طرف سے کہنیوں کے اوپر تک پانی ڈالے کہنیوں کی طرف سے نہ ڈالے پھر ایک بار دونوں ہاتھوں سے پورے سر کا مسح کرے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے۔

انتباہ: (۱)بعض لوگ چہرے کو دھونے میں لا پرواہی کرتے ہیں اور صرف آنکھ، ناک، گال، دھولیتے ہیں اس طرح دھونے سے وضو نہ ہوگا بلکہ پورا چہرہ دھوئے کہ یہ وضو کا پہلا فرض ہے۔اگر ایک بال کے برابر دھونے سے رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

(۲)بعض لوگ دونوں ہاتھوں کو ملا کر صرف تھوڑا سا پانی چلو میں لیکر ہاتھ ٹیڑھا کر لیتے ہیں

اس طرح پورا ہاتھ نہیں دھلتا اور نہ ہر عضو پر پانی پہونچتا ہے اس طرح دھونے سے وضو نہ ہوگا کہ یہ دوسرا فرض ہے۔

(۳) بعض عورتیں مسح کرنے کے بجائے سر سے دوپٹہ ہٹا کر اوڑھ لیتی ہیں اس طرح مسح نہ ہوگا، بلکہ چوتھائی سر کا مسح کرے کہ یہ تیسرا فرض ہے

(۴) بعض لوگ پیر کو رکھکر لاپرواہی سے پانی ڈال دیتے ہیں اس طرح وضو نہ ہوگا بلکہ پیر کو اٹھالیں کہ ایڑی کے نیچے پانی بہہ جائے اور انگلیوں کا خلال کرے تاکہ پانی ہر عضو سے بہہ جائے اگر ایک بال کے برابر دھلنے سے رہ گیا تو وضو نہ ہوگا کہ یہ چوتھا فرض ہے۔

(۵) دھونے سے مراد ہر اعضاء پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جانا ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا برش مسواک کے قائم مقام ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا برش مسواک کے قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہیں؟اور اگر اس کے قائم مقام ہوسکتا ہے تو اس سے سنت کی ادائیگی ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:۔ بندۂ خدا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ کے سوال سے بات واضح نہیں ہے کہ برش مسواک کے قائم مقام ہے یا سنت وضو کے لئے جو مسواک کیا جاتا ہے اس کے قائم مقام ہے؟ اگر پوچھنے کا مطلب مطلقا مسواک کے قائم مقام ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ برش مسواک کا قائم مقام نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس سے مسواک کی سنت ادا ہوگی کیونکہ حضور علیہ السلام نے مسواک کی ہے نہ کہ برش حدیث شریف میں مسواک کا ذکر ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے "عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَوَّكُوا فَإِنَّ السِّوَاكَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، مَا جَائَنِي جِبْرِيلُ إِلَّا أَوْصَانِي بِالسِّوَاكِ، حَتَّى لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيَّ وَعَلَى أُمَّتِي، وَلَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُهُ لَهُمْ، وَإِنِّي لَأَسْتَاكُ حَتَّى لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُحْفِيَ مَقَادِمَ فَمِي" حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک کرو اس لیے کہ مسواک منہ کو پاک کرنے کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے، جبرائیل جب بھی میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کی وصیت کی، یہاں تک کہ مجھے ڈر

ہوا کہ کہیں میرے اور میری امت کے اوپر اسے فرض نہ کردیا جائے، اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے ڈر ہے کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو امت پر مسواک کو فرض کر دیتا، اور میں خود اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے ڈر ہونے لگتا ہے کہ کہیں میں اپنے مسوڑھوں کو نہ چھیل ڈالوں۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۹)

اور اگر آپ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ برش کرنے سے وضو کی سنت ادا ہو جائے گی یعنی مسواک نہ ہونے کی صورت میں برش کر لے تو سنت وضو ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ تو اس کا جواب ہے کہ سنت وضو ادا ہو جائے گی کیونکہ مسواک کرنے کا ماحصل ہے دانت منھ صاف کرنا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا کپڑا سے دانت صاف کرے اور ایسی صورت میں سنت وضو ادا ہو جائے گی جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "مسواک موجود ہو تو انگلی سے دانت مانجنا ادائے سنت وحصول ثواب کے لئے کافی نہیں، ہاں مسواک نہ ہو تو انگلی یا کھرا کپڑا ادائے سنت کردے گا۔ (رسالہ بارق النّور فی مقادیر ماء الطهور (۱۳۲۷ھ)

ظاہر سی بات ہے کہ کپڑا سے مطلق دانت صاف کرنا سنت نہیں ہے کہ سنت رسول ہو مگر سنت وضو کے لئے کافی ہے یونہی برش بھی سنت وضو کے لئے کافی ہے جیسا کہ ایک صفحہ پہلے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "مسواک ہمارے نزدیک نماز کے لئے سنت نہیں بلکہ وضو کے لئے، تو جو ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے ہر نماز کے لئے اس سے مسواک کا مطالبہ نہیں جب تک منہ میں کوئی تغیر نہ آ گیا ہو ہاں اگر وضو بے مسواک کر لیا تھا تو اب وقت نماز مسواک کر لے۔ (رسالہ بارق النّور فی مقادیر ماء الطهور (۱۳۲۷ھ)

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ مسواک کرنا یا انگلی یا کپڑے سے دانت صاف کرنا صرف منھ کے تغیر کو دور کرنے کے لئے ہے اسی لئے فرمایا کہ "ہر نماز کے لئے اس سے مسواک کا مطالبہ نہیں جب تک منہ میں کوئی تغیر نہ آگیا، مطلب اگر تغیر آگیا ہو تو مسواک سے منھ صاف

کرے اور نہ ہونے کی صورت میں انگلی یا کپڑا اسے صاف کرے اور ظاہر سی بات ہے کہ منھ کی صفائی برش سے بھی ہو سکتی ہے اور جس طرح بانس اور انار کے درخت کو چھوڑ کر کسی بھی درخت کی ٹہنی سے مسواک کرنے کا حکم ہے کہ وہ سب مسواک میں داخل ہے اسی طرح برش بھی مسواک میں داخل ہے اور اس سے سنت وضو ادا ہو جائے گی جبکہ مسواک نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ برش کرنا نہ حضور علیہ السلام سے ثابت ہے نہ ہی یہ سنت رسول ﷺ ہے مگر سنت وضو کے لئے مسواک نہ ہونے کی صورت میں برش مسواک کے قائم مقام ہے اور اس سے سنت وضو ادا ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا دُکھتی آنکھ کا پانی ناقض وضو ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دُکھتی ہوئی آنکھ کا پانی ناقض وضو ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد ہارون واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آنکھ دُکھتے میں جو آنسوں بہتا ہے نجس و ناقض وضو ہے اس سے احتیاط ضروری ہے اور اس سے بہت لوگ غافل ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ کرتے وغیرہ کی آستین میں ایسی حالت میں آنکھ پونچھ لیا کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اسے آنسوؤں کے مثل سمجھتے ہیں یہ انکی سخت غلطی ہے، ایک درہم یا اس سے زائد لگنے کی صورت میں کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔(ماخوذ از بہار شریعت ح دوم ،وضو کا بیان)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غسل سنت کرنے کے بعد اگر کوئی بغیر وضو کے نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی کہ نہیں؟ **المستفتی**:۔محمد رضوان علیمی کلمبو لی نوی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غسل کے بعد نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں جب کہ بعد غسل کوئی حدث لاحق نہ ہوا ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے الفاظ یہ ہیں ”عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم لا یتوضا بعد الغسل “(مشکوۃ،باب الغسل)

اور دوسری حدیث میں ہے ”من توضأ بعد الغسل فلیس منا “یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غسل کے بعد وضو کرے (یعنی غسل کے بعد جو وضو کرنے کو ضروری جانے) تو وہ میرے طریقہ پر نہیں ۔(کنز العمال،حدیث نمبر ۲ ج ۹ رفتاوی مرکز تربیت افتاء،جلد ۱،باب الغسل صفحہ ۱۰۱)

اصحاب سنن اربع نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے ۔(بہار شریعت جدید حصہ دوم ص ۳۱۳/حدیث نمبر ۷/غسل کا بیان)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(نابالغ بچوں سے پانی بھروانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نابالغ بچہ سے پانی منگوا کر وضو کرنا جائز ہے؟ اور اس پانی سے وضو ہو جائے گا؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔محمد وسیم القادری ریگائیں اترولہ بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر استعمال میں لانا والدین یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہو جائے، اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگر چہ وہ اجازت بھی دے دے، اگر وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا اور گنہگار رہوگا۔(بہار شریعت ح ۲ پانی کا بیان) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو پانی دھوپ سے گرم ہو جائے اس سے وضو و غسل کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو پانی دھوپ سے گرم ہو جائے اس سے وضو و غسل کرنا کیسا ہے؟ اور واٹر سپلائر کے لئے جو ٹنکی بعض مساجد میں لگاتے ہیں اور وہ ٹنکی مسجد کے چھت پر رکھتے ہیں گرمی کے موسم میں اس ٹنکی کا پانی بہت گرم ہو جاتا ہے تو اس سے وضو و غسل کرنا شرعا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ ثناء اللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو پانی دھوپ سے گرم ہو جائے چاہے نل کا پانی ہو یا حوض کا یا تالاب کا یا واٹر سپلائر ٹنکی کا اس سے وضو و غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے کہ اس پانی سے برص کا مرض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لیکن اگر کوئی وضو و غسل کرلے تو اس کا وضو و غسل ہو جائے گا حدیث پاک میں ہے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ دھوپ کے گرم پانی سے وضو و غسل نہ کرو کہ وہ برص پیدا کرتا ہے۔(مشکوۃ المصابیح ص ۵۲)

خلیفہ دوم امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ حکیمانہ قول جو آپ نے شفا خانہ نبوت سے سیکھ کر بیان فرمایا بعض حکیموں طبیبوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔

اور امام اہل سنت تاجدار علم وفن فقیہ الاسلام امام احمد رضا خاں قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دھوپ سے پانی جب تک گرم ہے اس سے وضو و غسل نہ چاہیئے نہ ہی اس کو بدن پر کسی طرح پہنچانا چاہیئے نہ ہی اس کو پینا چاہیئے یہاں تک کہ اگر کپڑا اس

سے بھیگ جائے تو جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں اندیشہ برص ہے پھر بھی اگر کوئی وضو وغسل کر لے تو ہو جائے گا۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بھی اس پانی سے وضو وغسل مکروہ ہے اور یہ کراہت تنزیہی ہے جس سے احتیاط لازم ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ شریف ج ۱ ص ۴۱۲ / باب المیاہ)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا قبلہ کی طرف رخ کر کے وضو کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبلہ کی طرف رخ کر کے وضو کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

المستفتی:۔نور محمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبلہ کی طرف رخ کر کے وضو کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ القوی نے وضو کے مستحبات میں اسے بیان فرمایا ہے کہ وضو کرتے وقت کعبہ رو ہونا (مستحب ہے)۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم وضو کا بیان صفحہ ۲۹۶ مکتبہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

تنبیہ:۔وضو کرتے وقت ایک بات کا خیال رہے کہ تھوک وکھنکار و کلی کا پانی قبلہ کی طرف نہ کرے (پھینکے)۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی

(کیا مستعمل پانی سے غسل یا وضو کیا جا سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مستعمل پانی سے غسل یا وضو کیا جا سکتا ہے

المستفتی:۔ علی کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ماء مستعمل سے وضو یا غسل جائز نہیں ہے کیوں کہ ماء مستعمل پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ نورالایضاح میں ہے (ماءمستعمل) طاهر غيرمطهر وهوما استعمل لرفع حدث اولقربة كالوضوء على الوضوء بنيته (کتاب الطہارۃ صفحہ ۱۷)

البتہ مستعمل پانی سے برتن کپڑے دھو سکتے ہیں بدن پر لگی نجاست دور کر سکتے ہیں یعنی نجاست حقیقیہ زائل کر سکتے ہیں کہ مستعمل پانی ناپاک نہیں ہوتا۔لیکن نجاست حکمیہ زائل نہیں کر سکتے یعنی وضو غسل نہیں کر سکتے۔(تبیین الحقائق ج اول ص ۷۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

المستفتی:۔ صابر علی رضوی مدینہ منورہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رکوع سجود والی نماز میں بالغ نے قہقہہ لگایا کہ آس پاس والوں نے سنا تو وضو نماز دونوں فاسد، اور ہنسا کہ خود سنا تو وضو باقی نماز فاسد اور مسکرانے سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو کہ مسکرانے میں اصلا آواز نہیں ہوتی اور آواز ہو تو اسے مسکرانا نہیں کہتے۔(بہار شریعت ج اول ایضاص ۸۴)

شرح وقایہ میں ہے"القهقهة وحدها ان تكون مسموعة له ولجيرانه والضحك ان يكون مسموعاله لالجيرانه وهو يبطل الصلوة لا الوضوء والتبسم ان يكون مسموعا اصلا وهو لا يبطل شيئا"۔(کتاب الطہارۃ صفحہ ۷۹)

البتہ خارج نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے مگر قہقہہ لگانے کے بعد وضو کر لینا مستحب ہے جیسا کہ نور الایضاح میں ہے (الوضوء مندوب بعد القهقهة خارج الصلوة"

(اقسام وضو صفحہ ۳۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا سونے سے انبیائے کرام علیہم السلام کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا سونا ناقض وضو ہے یا نہیں؟ نیز انبیائے کرام کے علاوہ کوئی اور ہے جس کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔سلمان رضا اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انبیائے کرام علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتے ہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۴)

سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی وراثت سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مرتبہ حاصل تھا کہ حضور کا وضو سونے سے نہ جاتا تھا آنکھیں سوتی تھیں دل بیدار رہتا تھا اور ایسے ہی اکابر اولیاء کرام جو اس مرتبہ تک پہونچیں ہوں اگر چہ حضور غوثیت کے مراتب تک نہیں پہونچ سکتے تو یہ کہنا حق سے بعید نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج ا رص ۹۱ رباب الوضو) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(وضو کرتے وقت سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کرتے وقت اگر کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟ بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے؟

المستفتی:۔ ماہتاب رضا مدراس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وضو کرتے وقت سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے مگر جواب دے دینا چاہیئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ عوام کی جہالت ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حالت وضو میں کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا جائز و درست ہے۔(فتاوی رضویہ شریف ج۹ ص۷۶ ۲ ر قدیم)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا دودھ پلانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ دودھ پلانے سے باوضو عورت کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ **المستفتی**:۔محمد ناصر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی ہے کہ بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ احادیث وفقہ میں کہیں یہ ناقض وضو ہونا ثابت نہیں ہے۔مزید برآں دودھ ایک پاک اور طیب و طاہر چیز ہے اور پاک چیزوں کے بدن سے نکلنے کی وجہ سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا جیسے کوئی تھوک دے تو وضو نہیں ٹوٹا،بدن سے پسینہ نکل گیا تو وضو نہیں ٹوٹا،آنکھ سے آنسو نکل آیا تو وضو نہیں ٹوٹا،اسی طرح بچے کو دودھ پلانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک سبیلین سے کوئی چیز نہ نکلے گی تب تک وضو نہیں ٹوٹے گا یا ان چیزوں سے جنھیں اسلام نے ناقض وضو بتلایا ہے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول میں ہے کہ ”ناقضة ما خرج من السبيلين او من غيره ان كان نجسا سال إلى ما يطهر اى الى موضع يجب تطهيره. وانما قال سال لانه اذا لم يتجاوز المخرج لا ينقض الوضوء عندنا “یعنی وضو کو توڑنے والی وہ چیز جو سبیلین سے نکلے یا اس کے علاوہ سے اگر وہ نجس ہو اور ایسی جگہ کی طرف بہے جو پاک کیا جاتا ہو۔

اور مصنف نے ”سال“اس لئے کہا کہ مخرج سے تجاوز نہ کرے تو ہمارے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔(شرح وقایہ ج ا ص ۷۰)

اور علامہ حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”ینقضہ خروج کل خارج نجس منہ لاینقض(لو خرج من اذنہ)ونحوھا کعینہ و ثدیہ (قیح) و نحوہ کصدید و ماء سرۃ و عین (لا بوجع وان) خرج (بہ) ای بوجع نقض “(الدرالمختار ج 1 ص 104 / 94: کتاب الطھارۃ،نواقض الوضوء)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کن پانیوں سے وضو و غسل جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کن پانیوں سے وضو اور غسل جائز ہے؟ اور کن پانیوں سے ناجائز ہے؟ نیز پانی کے کل کتنے اقسام ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں ۔المستفتی:۔سمیع اللہ رضوی سعد اللہ نگر بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ عزوجل فرماتا ہے"وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا"اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پاک کرنے والا۔(کنزالایمان،فرقان آیت ۴۸)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے"وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَ يُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ"اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرماوے۔(کنزالایمان،انفال آیت ۱۱)

خلاصہ یہ کہ جس پانی سے وضو جائز ہے اس پانی سے غسل بھی اور جس پانی سے وضو ناجائز ہے اس پانی سے غسل بھی ناجائز ہے۔اب رہی بات کہ کن پانی سے وضو و غسل جائز ہے تو درج ذیل ذکر کیا جارہا ہے ،مینھ،ندی،نالے،چشمے،سمندر،دریا،برف،اولے،کے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے جس پانی میں کوئی چیز مل گئی کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں گے بلکہ اس کا کوئی اور نام ہوگیا جیسے شربت یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا نہ ہو جیسے شوربا چائے گلاب یا اور عرق اس سے وضو اور غسل جائز نہیں ہے۔(بہارشریعت حصہ دوم صفحہ ۳۳۱)

اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا ہو جیسے صابون یا بیری کے پتے تو وضو جائز ہے جب تک اس کی رقت زائل نہ کردے ہاں اگر سَتُّو کے مثل گاڑھا ہو گیا تو وضو و غسل جائز نہیں (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۳۳۱)

اور اگر کوئی پاک چیز ملی جس سے رنگ یا بو یا مزے میں فرق آگیا مگر اسکا پتلا پن نہ گیا جیسے ریتا، چونا، یا زعفران تو وضو جائز ہے اور اگر زعفران کا رنگ اتنا آجائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے تو وضو جائز نہیں۔واللہ تعالی اعلم با لصواب

نوٹ:۔مزید معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۳۳۱ مطالعہ کریں۔

کتبہ
محمد آفتاب عالم رحمتی

(وضو سے پہلے صابن سے ہاتھ دھلنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کرتے وقت صابن لگانا کیسا ہے؟ یعنی صابن لگا کے وضو کرنا جائز ہے کہ ناجائز ہے؟

المستفتی: ۔عبد الرحمن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صابن میں کسی ناپاک اشیاء کی آمیزش نہ ہو تو بوقت وضو صابن لگانا جائز ہے کیونکہ صابن سے صفائی مقصود ہوتی ہے اور حدیث شریف میں ہے "النظافة من الایمان" صفائی ایمان سے ہے۔(مسلم شریف)

نیز دوسری حدیث میں ہے "الطهور نصف الایمان" پاکی آدھا ایمان ہے۔

(مرآۃ المناجیح ج اول ص ۲۳۲)

لہذا وضو سے قبل یا بعد صابن سے ہاتھ دھو سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(ووٹ دیتے وقت جو انگلی پر نشان لگایا جاتا ہے کیا اس سے وضو ہو جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ووٹ ڈالنے کے وقت انگلی پر جو نشان لگایا جاتا ہے اس کے نیچے پانی پہونچتا ہے کہ نہیں؟ جب تک نشان رہتا ہے اس وقت تک وضو اور غسل ہوتا ہے کہ نہیں؟ اقوال فقہاء کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: ۔محمد زاہد رضا بالا گھاٹ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے، چونکہ اس میں ایسی پرت اور جرم نہیں ہوتی جو کھال تک پانی پہنچنے سے مانع ہو بلکہ پکی سیاہی ہوتی ہے جو انگلی سے آسانی سے نہیں اترتی، اس لئے ممکن حد تک اس سیاہی کو انگلی سے رگڑ کر دھولیا جائے، اگر اس کا رنگ نہیں اترتا تو بھی وضو اور غسل ہو جائے گا اور اس سے نماز بھی درست ہو جائے برخلاف اِسکے کہ جب آٹا لگ کر سوکھ جائے یا ناخن پالش لگی ہو کیوں کہ اس میں ایسی پرت (تہ) اور جرم ہوتی ہے جو کھال تک پانی پہنچنے سے مانع ہوتی ہے، اس لئے اس سے وضو صحیح نہیں ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا گالی دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گالی دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد نظام الدین نظامی پیپرا گوتم بستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گالی دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ گالی دینا نواقض وضو میں سے نہیں ہے۔ مگر کسی کو گالی نہیں دینی چاہئے کیونکہ گالی دینا گناہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔(صحیح بخاری کتاب، ادب کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۴۴)

البتہ حالت وضو میں گالی دینے سے وضو کو مکروہ کر دیتا ہے یعنی دوبارہ کر لینا مستحب ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حدیث شریف میں کس مسواک کا ذکر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حدیث پاک میں کون سے مسواک کا ذکر ہے؟ نیم کا یا کسی اور چیز کا؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔محمد عثمان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث شریف میں جس مسواک کا ذکر ہے وہ زیتون کا درخت ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین مسواک زیتون کے مبارک درخت کی ہے منھ کو پاک کرتی ہے اور دانتوں کے پیلا پن اور بدبو کو دور کرتی ہے اور میری بھی مسواک ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی بھی۔ (کنزالاعمال حدیث نمبر ۲۶۶۲۳)

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا انجکشن لگوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انجکشن لگوانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔** احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(۱) گوشت میں انجکشن لگانے میں صرف اِسی صورت میں وُضو ٹوٹے گا جب کہ بہنے کی مقدار میں خون نکلے۔

(۲) جب کہ نَس کا انجکشن لگا کر پہلے خون اوپر کی طرف کھینچتے ہیں جو کہ بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے لہٰذا وُضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۳) اِسی طرح گلوکوز وغیرہ کی ڈرپ نَس میں لگوانے سے وُضو ٹوٹ جائے گا کیوں کہ بہنے کی مقدار میں خون نکل کر نلکی میں آجاتا ہے۔ہاں اگر بہنے کی مقدار میں خون نلکی میں نہ آئے تو وُضو نہیں ٹوٹے گا۔

اور اسی طرح جدید فقہی مسائل میں ہے: باہر سے غذا یا دوا کی صورت میں کسی چیز کا اندر جانا ناقض وضو نہیں ہے انجکشن پر جسم کا تھوڑا سا خون لگا رہتا ہے اس مقدار میں خون کا باہر آنا بھی ناقض وضو نہیں ہے اس لئے کہ وہ اتنی کم مقدار میں ہوتا ہے کہ بہہ نہیں سکتا چنانچہ فقہاء کہتے ہیں کہ اگر جسم سے خون نکلے اسے پونچھ دیا جائے اور اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ نہ پونچھا جاتا تو بھی بہہ نہیں سکتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔(جدید فقہی مسائل جلد اول صفحہ ۶۲)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے: اذا خرج من الجرح دم قلیل فمسحه ثم خرج ایضا فمسحه فان کان الدم بحال لو ترك ماقد مسح منه فسال انتقض وضوئه وان کان لا یسیل لا ینتقض وضوئه ” جب زخم سے تھوڑا سا خون نکلے پھر اسے پونچھ ڈالے پھر دو بارہ خون نکلے اور اسے بھی پونچھ ڈالے تو اگر مجموعی طور پر خون کی مقدار اتنی ہو کہ پونچھا ہوا خون چھوڑ دینے کی صورت میں بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ۔ (فتاویٰ ھندیہ جلد ۱/صفحہ ۶)

اور فتاویٰ شامی میں ہے: قال فی الدر و کذا ینقضه علقة مصّت عضوًا وامتلأت من الدم لإنها لو شقت یخرج منها دم سائل (الشامی زکریا،ج۱ص ۲۶۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نس میں لگا کر او پر کو خون چڑھایا اگر اس قدر خون او پر چڑھایا جو بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر خون او پر کو نہیں چڑھایا یا بہنے کی مقدار میں نہ چڑھایا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(دوران وضو سلام کرنا و اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران وضو سلام کرنا کیسا ہے؟ اور جواب دینا کیسا ہے؟ اور اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟ مدلل جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی:۔محمد انتخاب عالم مقام کھمار پوکھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوران وضو سلام کرنا سلام کا جواب دینا اور اذان کا جواب دینا سب درست ہے ہاں بغیر حاجت کے دنیاوی کلام کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے کہ وضو کے درمیان کلام دنیا مکروہ ہے جب کہ بغیر حاجت ہو۔

درمختار میں ہے:(وعدم التکلم بکلام الناس الا لحاجۃ تفوتہ) اور اذان اور سلام کا جواب کلام دنیا سے نہیں، لہذا دونوں کا جواب دیا جائے {فتاوی امجدیہ، جلد اول صفحہ ۷ باب الوضو}

اور اگر دوران وضو اذان کی آواز آئے تو اتنے وقت کے لئے وضو موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے بعد اذان وضو کرے کہ یہ آداب وضو اور اذان سے ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(جوٹھے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ پہلے بدھنی کی ٹوٹی سے پانی پی لیتے ہیں یعنی پانی جوٹھا ہو جاتا ہے اور پھر اسی پانی سے وضو کر لیتے ہیں تو کیا اس پانی سے وضو ہو جائے گا؟ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔اطہر علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں وضو ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کے پینے سے وہ پانی طاہر و مطہر دونوں رہتا ہے یعنی پاک بھی رہتا ہے اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے اس لئے اس پانی سے جس کو لوگ پی کر وضو کرتے ہیں اس سے وضو ہو جائے گا۔

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے: پانی ٹوٹی دار لوٹے میں تھا اور ٹوٹی سے منہ لگا کر کسی مسلمان نے پی لیا تو لوٹے میں بچا ہوا پانی پاک طاہر و مطہر بھی ہے اور محترم و مکرم بھی، اس سے آپ وضو بھی کر سکتے ہیں اس سے کپڑا بھی دھو سکتے ہیں اور استنجاء بھی کریں گے تو پاکی حاصل ہو جائے گی لیکن معزز و محترم ہونے کے ناطے اس سے استنجاء نہ کریں تو اچھا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو پھینک دیں یا پانی میں ڈال دیں کہ اس میں بھی اس پانی کی توہین اور بے جا اضاعت ہے جس پر مواخذہ ہوگا۔اور اگر کسی کھلے منہ کے برتن میں پیا اور لبوں کا وہ حصہ جو منہ بند کرنے پر بھی نظر آتا ہے اس پانی میں ڈوبا تو اب پانی مطہر نہ رہا اس سے وضو نہیں کر سکتے بقیہ استعمال میں لا سکتے ہیں استنجاء میں استعمال کریں تو حرج نہیں، بے کار پھینک دیا تو مواخذہ ہوگا۔(فتاویٰ بحر العلوم جلد اول صفحہ ٦٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا وضو کے لئے مصنوعی دانت نکالنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص کا دانت ٹوٹ گیا ہو اور اس نے مصنوعی دانت لگوا لیا ہو تو کیا وضو یا غسل کرتے وقت اس دانت کو نکالنا ضروی ہوگا؟ اور اگر نہ نکالے تو اس سے وضو یا غسل ہو جائے گا؟ **المستفتی:۔ مصور رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مستقل طور پر لگا دئے جائیں اور پھر ان کو آسانی سے نکالا نہ جاسکے ۔دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ حسب ضرورت ان کا استعمال کیا جائے اور حسب ضرورت نکال لیا جائے۔

پہلی صورت میں یہ مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں ۔اس لئے ان کا حکم اصل دانتوں کا ہی ہوگا وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا اور غسل میں فرض، دانت نکالنے اور تہہ تک پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے ۔یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے اس طرح کے دانت لگانے یا دانتوں کو سونے چاندی کے تاروں سے کسنے کی اجازت دی ہے۔

(ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)

اب ظاہر ہے اس اجازت کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کے اندرونی حصوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے ورنہ اجازت بڑی پریشانی کن بھی ہوگی اور بے معنیٰ بھی۔

جب کہ دوسری صورت میں اس کی حیثیت ایک زائد چیز کی ہوگی یعنی غسل اسی وقت

درست ہوگا جب اس کو نکال کر اصل جسم تک پانی پہنچا یا جائے ۔اگر ایسا نہ کیا گیا تو غسل درست نہ ہو اور چونکہ وضو میں کلی کرنا سنت ہے فرض نہیں اس لئے وضو ہو جائے گا مگر فقہاء کے نزدیک کلی سے مقصود پورے منہ میں پانی پہنچانا ہے اس لئے اس کو نکالے بغیر کلی کرنے کی سنت ادا نہیں ہو پائے گی فتاوی ہندیہ میں ہے"وحد المضمضة استيعاب الماء جميع الفم "

(فتاویٰ ہندیہ، جلد ۱،صفحہ ۶) والله تعالی اعلم باالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(وضو کے بعد انگلی کٹ گئی مگر خون نہ بہا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے وضو کیا اور اس کی انگلی کٹ گئی مگر خون نہیں بہا تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟ **المستفتی:۔معشوق احمد یار علوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر خون نہیں بہا تو وضو نہیں ٹوٹا اور جب وضو نہیں ٹوٹا تو دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں البتہ گر خون بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ جاتا۔فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: کٹے ہوئے عضو سے خون کچھ بھی نہ نکلا تو دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں کما ھو الظاھر اور کٹے ہوئے عضو پر پانی بہانا بھی لازم نہیں "لان الغسل فی محله وقع طهارة حکمیة للبدن کله من الحدث لا یختص بذالك المحل فلا یزول حکمه بزواله کما هو مصرح فی الکتب الفقیهة"۔اسی لئے وضو یا غسل کے بعد کسی نے اگر اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کے کسی حصہ سے کچھ چمڑا کاٹ کر نکال لیا اور خون نہیں بہا تو اس حصہ پر پانی بہانا بھی ضروری نہیں جیسا کہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (قشر بعض جلد رجله او غیرها من الاعضاء بعد الوضوء او الغسل لا تبطل طهارة ما تحت ذلك) (غنیہ صفحہ ۱۴۳) (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۱۶۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(جنازہ کے وضو سے نماز پنجوقتی پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اگر صرف نماز جنازہ کے لئے وضو کرے اور اسی وضو سے نماز بھی ادا کرے تو کیا نماز ہو جائے گی؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔بینوا وتوجروا **المستفتی:۔**ڈاکٹر نثار احمد نظامی بھرولیا سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی شخص نے خاص نماز جنازہ ہی کے لئے وضو کیا اور اس وضو سے دوسری نماز ادا کی تو نماز ہو جائے گی اس میں کوئی قباحت نہیں جیسا کہ استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں جو وضو کہ صرف نماز جنازہ پڑھنے کی نیت سے کیا پھر اس وضو سے نماز ظہر پڑھی تو وہ ادا ہو گئی۔کسی دوسرے فرض یا سنت کو ادا کرنے کے لئے بلا ناقض وضو دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔مسئلہ اصل یہ ہے کہ غیر کو اگر نماز جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے کہ پانی پر قدرت کے باوجود تیمم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو جائے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری میں ہے (یجوز التیمم اذا حضرته جنازة والولی غیرہ فخاف ان اشتغل بالطهارة ان تفوته الصلوة ولا یجوز للولی وهو الصحیح) اس صورت میں تیمم کا جواز اس مجبوری کے سبب ہے۔کہ نماز جنازہ کی نہ قضا ہے نہ تکرار۔مگر اس تیمم سے نہ وہ دوسری نمازیں پڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا کام کر سکتا ہے کہ جس کے لئے باوضو ہونا شرط ہے۔اس لئے کہ پانی پر قدرت کے باوجود ایک عذر خاص کے سبب تیمم کو جائز قرار دیا گیا

ہے تو وہ (تیمم) نماز جنازہ ہی تک محدود رہے گا کہ دوسری نمازوں کے لئے وہ عذر نہ رہا۔
مسئلہ تو صرف اسی قدر تھا مگر عوام نے اسے کچھ کا کچھ مشہور کر دیا۔حالانکہ جو شخص پانی پر قادر نہ ہوا گر نماز جنازہ کے لئے تیمم کرلے تو جب تک عذر باقی ہے وہ تیمم سب نمازوں کے لئے کافی ہوگا۔اور جب تیمم جو وضو کا خلیفہ ہے اس کے لئے یہ حکم ہے تو اگر نماز جنازہ کے لئے وضو کیا گیا جو اصل ہے تو وہ بدرجہ اولی سب نمازوں کے لیے کافی ہوگا۔(فتاوی الرضویہ جلد اول باب التیمم بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ
العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(حقہ کے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حقہ کا پانی پاک ہے یا نہیں؟ حقہ کے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔محمد فیصل ربانی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حقہ کا پانی پاک ہے مگر اس سے وضو کرنا مکروہ تنزیہی ہے لہٰذا اس سے وضو نہ کیا جائے جبکہ اور پانی موجود ہو اور اگر دوسرا پانی کم پڑ گیا اور حقہ کا پانی ہے تو اس سے وضو کر سکتے ہیں تیمم جائز نہیں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حقہ کا پانی قطعاً پاک ہے پانی پاک، تمباکو پاک، دھواں پاک، پاک چیز سے پاک پانی کا رنگ مزہ بو بدل جانا اسے قطعاً ناپاک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ مذہب صحیح میں نہ صرف پانی پاک بلکہ مطہر وقابل وضو رہتا ہے بایں معنیٰ کہ اگر اس سے وضو کرے وضو ہو جائے گا اگر چہ بوجہ بو مکروہ ہے یہاں تک کہ جب تک اس کی بو باقی ہو مسجد میں جانا حرام جماعت میں شامل ہونا منع ہو گا پھر بھی اگر سفر میں ہو اور وضو کو پانی کم تھا کہ مثلاً ایک یا دونوں پاؤں دھونے سے رہ گئے اور حقے میں پانی ہے جس سے وہ کمی پوری ہو سکتی ہے تو اس صورت میں تیمم جائز نہ ہوگا نماز باطل ہوگی بلکہ اسی پانی سے وضو کی تکمیل لازم ہوگی ”فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا“۔ کیونکہ وہ پانی پا رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو۔(القرآن ۴۳/۴)

در مختار میں ہے (یجوز بماء خالطه طاهر جامد كفا كهة وورق شجر وان غير

کل اوصافہ فی الاصح ان بقیت رقتہ واسمہ) اس پانی میں سے وضو جائز ہے جس میں کوئی خشک پاک چیز مل گئی ہو، جیسے میوہ اور درخت کے پتے، خواہ اس نے اس کے تمام اوصاف کو بدل دیا ہو، اصح یہی ہے، بس شرط یہ ہے کہ اس کی رقت اور اس کا نام باقی رہے۔(الدر المختار باب المیاہ مجتبائی دہلی ۵۳/ ا رفتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۰۲۳/ رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(وضو و غسل کے فرضیت کی دلیل)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس طرح سے فرائض وضو چار ہیں اور اسکی دلیل قرآن مقدس سے ایک ساتھ ترتیب سے ثابت ہے،اسی طرح فرائض غسل و فرائض تیمم تین ہے تو کیا اس کی فرضیت کی دلیل ایک ساتھ قرآن مقدس یا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے؟

المستفتی: محمد مستقیم رضا انجم گڑھوا جھارکھنڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرائض وضو و تیمم کا قرآن و احادیث میں تفصیلا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ"۔اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔

(کنزالایمان،پارہ ۶ رس مائدہ ۶ روھکذا فی بخاری ومسلم وغیرھم)

نیز فرماتا ہے"فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ"۔اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔(پارہ ۶ رس مائدہ ۶ رھکذا فی بخاری ومسلم وغیرھم)

رہا غسل تو اس کا ذکر قرآن میں ہے مگر تفصیلی نہیں اللہ فرماتا ہے"وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا"اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو۔(المائدہ آیت ۶)

البتہ احادیث میں تفصیل ہے۔دیکھیں بخاری ومسلم وابوداؤد وغیرہم۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا شراب پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید باوضو ہو کر شراب نوشی کی لیکن زید ہوش میں ہے کیا ایسی صورت میں زید کا وضو ٹوٹ گیا؟ (۲) کیا حالت وضو میں زید گٹکھا کھا کر کلی کر کے نماز پڑھ سکتا یا پڑھا سکتا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد زاہد رضا قادری برودہ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شراب پینے یا کوئی نشہ آور شئ استعمال کرنے کے بعد اگر سکر پیدا ہوا تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا جیسا کہ مختصر القدوری میں ہے (ینقض الوضوء) بالغلبة على العقل بالإغماء والجنون الاغماء و الغشي و الجنون ناقضا(للوضوء) لانه فوق النوم مضطجعا بے ہوشی، نشہ، جنون وغیرہ دراصل یہ سب سونے کے حکم میں ہیں چونکہ ان تمام صورتوں میں جسم کے تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں لہٰذا ان حالتوں میں ہوا خارج ہونے کے قائم مقام قرار دیا گیا اس لیے یہ نواقض وضو ہیں۔

اور بہار شریعت میں ہے بے ہوشی اور جنون اور غشی اور اتنا نشہ کے چلنے میں پاؤں لڑکھڑائے ناقض وضو ہے۔(حصہ دوم ص ۳۰۸ رمکتبہ مدینہ)

ہاں اگر شراب پینے کے بعد سکر پیدا نہیں ہوا یعنی ہوش و حواس سب اپنی جگہ درست ہے وضو نہیں ٹوٹے گا مگر کر لینا بہتر ہے کیوں کہ شراب پینا حرام ہے جس سے بچنا لازمی ہے اور وضو گناہ کا

کفارہ ہے۔نورالایضاح میں ہے ،، الوضو مندوب بعد کل خطیئة (صفحہ ۳۲ مجلس برکات)

(۲) جی ہاں کلی کرنے کے بعد نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اور کوئی ناقض وضو نہ پایا گیا ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(موبائل میں بغیر وضو کے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن پاک کو موبائل فون میں رکھنا کیسا ہے؟ اور اسے بغیر وضو کے پڑھنا کیسا ہے؟ اور اسے ڈلیٹ کرنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:** محمد شاکر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موبائل فون میں قرآن مجید یا احادیث طیبہ رکھنا جائز ہے اور موبائل میں قرآن مجید کسی بھی شکل میں محفوظ ہو بہرصورت موبائل میں محفوظ قرآن کریم حقیقت میں کلام الٰہی یعنی قرآن پاک ہے اور جس موبائل میں قرآن پاک محفوظ ہو اس موبائل کو بلا وضو چھونا جائز ہے کہ یہ حقیقت میں قرآن کا چھونا نہیں ہے۔

اور موبائل کی اسکرین پر قرآن کریم شکل مرسوم الفاظ وحروف کے ساتھ میں نمایاں ہو تو خود موبائل کو یا اسکی اسکرین کو جس پر قرآن مقدس مرسوم ہے بلا حائل اور بے وضو چھونا جائز ہے لیکن ادب کا تقاضا یہی ہے کہ اسکو بھی بے وضو نہ چھوا جائے اب رہا مسئلہ قرآن مقدس کو موبائل فون سے ڈیلیٹ کرنے کا تو اسکا بھی جواب ملاحظہ ہو کہ موبائل فون میں قرآن مقدس لوڈ ہو تو ضرورت کے وقت اسکو ڈیلیٹ کرنا جائز ہے۔(موبائل فون کے ضروری مسائل) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(وضوخانہ اور پاخانہ کے نالے کو ایک ساتھ ملانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضوخانہ اور پاخانہ کے نالے کو ایک ساتھ متصل کرنا کیسا ہے؟ جب کہ وضو کا پانی پاخانہ کی نالی سے ہو کر جاری ہوتا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔محمد بابر حسین کرناٹک**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وضوخانہ کے نالے اور اور بیت الخلاء کے نالے کو ایک ساتھ متصل کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ وضو کا مستعمل پانی نجاست میں جائے گا اور یہ مکروہ ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی قادری اعظمی علیہ الرحمہ وضو کے مکروہات کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:
وضو کا پانی نجس جگہ گرانا (یعنی ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا مکروہ ہے)(بہار شریعت طہارت کا بیان صفحہ ۳۰۰)
لہذا وضو خانہ کے نالے اور بیت الخلاء کے نالے کو ایک ساتھ متصل نہیں کر سکتے ہاں جہاں مجبوری ہے جگہ کی قلت کی وجہ سے کہ ایک ہی نالے میں غسل خانہ وضو خانہ بیت الخلاء وغیرہ کا پانی جاتا ہے تو یہ بوجہ مجبوری ہے اس میں کراہت بھی نہیں ہونی چاہئے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَاِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا)

اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو۔ (کنز الایمان، سورۃ المائدہ آیت ٦)

غسل کا بیان

١٦ ر فتویٰ

ناشرین

اراکین مسائل شرعیہ

(غسل کرنے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ غسل کرنے کا آسان طریقہ تحریر فرمادیں۔

المستفتی:۔راج محمد قادری واحدی گائیڈیہ

وعلیکم السلام وورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل کی نیت کرے پھر دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ خواہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر نماز کی طرح وضو کرے البتہ پیر نہ دھوئے ہاں اونچی جگہ تخت وغیرہ پر نہاتا ہو تو پیر بھی دھولے پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر اور تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پھر تین مرتبہ سر پر اور تمام بدن پر پانی بہائے اس طرح کہ پورا جسم بھیگ جائے پھر پیر نہ دھویا ہو تو الگ ہٹ کر پیر دھولے۔دھیان رہے کہ غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔(۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔

(۱) کلی اس طرح کرے کہ منھ کے ہر پرزے ہر گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے اگر دانت میں کوئی چیز اٹکی ہوئی ہو جیسے گوشت کا ریشہ پان کی پتی وغیرہ تو اس کو چھڑانا ضروری ہے کہ بے چھڑائے غسل نہ ہوگا اور نہ نماز ہوگی۔

(۲) ناک میں پانی اس طرح چڑھائے کہ ہتھیلی پر رکھ کر ناک کے قریب لے جائے اور سونگھ کر اوپر چڑھائے کہ بال کے برابر بھی جگہ دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔عورتیں ناک

کان میں کیل وغیرہ پہنتی ہیں اس کا بھی خاص خیال رکھیں اور سوراخ میں بھی پانی پہونچائیں اگر ناک میں بال ہوں تو ان کا دھونا فرض ہے۔اور اگر رینٹھ سوکھی ہو تو اسے بھی چھڑائیں کہ اس کا چھڑانا فرض ہے،بغیر چھڑائے غسل نہ ہوگا۔

(۳) پورے بدن پر پانی بہانا اس طرح کہ سر سے لیکر پاؤں کے تلوے تک ہر رونگٹے ہر پرزے پر پانی بہے اگر ایک بال کی نوک بھی دھلنے سے رہ گیا تو غسل نہ ہوگا۔

انتباہ: بہت لوگ ناپاک کپڑے کو پہن کر غسل کرتے ہیں ۔مثلاً احتلام ہوا اور اسی کپڑے میں غسل کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ نہانے میں سب پاک ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ پانی ڈالکر تہبند اور بدن پر ہاتھ پھیرنے سے نجاست پھیلتی ہے اور سارے بدن اور نہانے کے برتن تک کو نجس کر دیتی ہے ۔اس لئے ہمیشہ نہانے میں بہت خیال سے نہانا چاہئے پہلے بدن سے اور اس کپڑے سے جس کو پہن کر نہانا ہے نجاست دور کرلے تب غسل کرے ورنہ غسل تو کیا ہوگا بلکہ اس تر ہاتھ سے جن چیزوں کو چھوئیں گے سب نجس ہو جائیں گی ۔بعض لوگ نہاتے وقت گفتگو کرتے رہتے ہیں یہ بھی منع ہے یہاں تک کہ نہاتے وقت کلمہ درود شریف وغیرہ بھی نہ پڑھیں بلکہ خاموش ہو کر نہائیں بعض لوگ ران کھول کر نہاتے ہیں اس طرح نہانا حرام ہے بلکہ مرد کو گھٹنے سے ناف تک چھپانا فرض ہے اور عورتوں کو پورا جسم چھپانا فرض ہے۔ہاں غسل خانہ میں نہاتا ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ غسل خانہ میں ننگا بھی نہا سکتا ہے ۔لیکن احتیاط کرنی چاہئے۔

(۲) بعض عورتیں سر سے دوپٹے کو ہٹا کر مردوں کے سامنے نہاتی ہیں اس طرح نہانا حرام ہے۔(۳) غسل کرتے وقت خاموش رہے کوئی دعا وغیرہ نہ پڑھے۔(ماخوذ از بہار شریعت ح ۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(غسل کرتے وقت کلمہ و درود پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غسل کرتے وقت بعض لوگ کلمہ شریف ،درود شریف پڑھتے رہتے ہیں یہ کیسا ہے؟ بینوا توجرو المستفتی:۔عبداللہ

وعلیکم السلام وورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غسل خانہ میں جانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیں غسل خانہ میں جا کر کوئی دعا نہ پڑھنا چاہیئے نہ درود شریف نہ کلمہ شریف کہ غسل کرتے وقت کسی قسم کا کلام اور دعا پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ خلاف سنت ہے بہار شریعت ح ۲ ص ۳۳ ر میں فتاوی عالمگیری ج ا ص ۱۴ ر کے حوالے سے ہے کہ غسل میں سنت یہ بھی ہے کہ کسی قسم کا کلام نہ کرے نہ کوئی دعا پڑھے۔ واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا عورت چوٹی باندھ کر غسل کر سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت بالوں کو باندھ کر یعنی چوٹی یا جوڑا بنا کر غسل کر سکتی ہے یا بالوں کو کھول کر غسل کرے؟ بینوا توجرا المستفتی:۔محمد ہاشم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چوٹی اور جوڑا بغیر کھولے بھی خواتین کا غسل جنابت اتر سکتا ہے کما فی الحدیث "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ: يَا رَسولَ اللهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا. إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ" صحیح مسلم شریف مصری باب حکم ضفائر المغتسلة ، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے سر کے بال گوندھواتی ہوں کیا غسل جنابت کے لئے سر کے گندھے بال کھول دوں، فرمایا نہیں بس اتنا ہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو، جس سے بالوں کی جڑیں بھیگ جایا کریں پھر پورے بدن پر پانی بہالیا کرو، یہی تیرے لئے کافی ہے۔(صفحہ ۱۷۰/حدیث نمبر ۶۳۱)

اور ابوداؤد شریف مصری میں ہے کہ عورت پر ضروری نہیں ہے کہ اپنے گندھے بالوں کو کھولے اس کے لئے کافی ہے کہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے۔(کتاب الطہارت باب فی المرأۃ ھل تنقض شعرھا عند الغسل صفحہ ۶۰/حدیث نمبر ۹۹)

اور فتاوی رضویہ شریف جلد اول میں ہے عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے چوٹی

کھولنا ضروری نہیں ہے ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے ۔(بحوالہ بہار شریعت حصہ دوم باب الغسل صفحہ ۳۱۷)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی عورت غسل کے وقت جوڑا چوٹی باندھے ہوئے ہے تو اس کا کھولنا ضروری نہیں ہے بلکہ بالوں کی جڑوں کو تر کرنا ضروری ہے بعدہٗ پورے بدن پر پانی بہالے تو پاک ہو جائے گی ۔مگر بہتر یہی ہے کہ عورتیں چوٹی کھول کر باپردہ نہائیں تا کہ بالوں کی جڑیں مکمل بھیگ جائیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(شب برأت میں بیری کے پتوں سے غسل کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شب برأت کو کچھ لوگ بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر نہاتے ہیں کہ پورے سال سحر سے محفوظ رہیں گے کیا یہ صحیح ہے؟ مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں   **المستفتی:۔**محمد مہتاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں یہ بات درست ہے جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ شب برأت میں بیری کے سات پتے پانی میں جوش دے کر (گرم کر کے) اس سے غسل کرنے والا ان شاء اللہ العزیز سارا سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔(اسلامی زندگی ص ۶۸)

لیکن یاد رہے کہ اول تو اللہ رب العزت کی ذات پر توکل ہونا چاہئے نہ کہ صرف نہا لینا کافی ہوگا۔بیان کیا جاتا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جب حج کے لئے پانی والے جہاز سے جارہے تھے اس وقت طوفان آگیا اور کپتان کہنے لگا کہ اب جہاز پانی میں ڈوب جائے گا لیکن سرکار اعلیٰ حضرت بار بار یہی کہتے کچھ نہیں ہوگا۔جب طوفان ختم ہوگیا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کہہ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جو شخص سوار ہونے سے پہلے اس دعا کو پڑھ لے گا تمام بلا ومصیبت سے امان میں رہے گا اور میں نے پڑھ لیا تھا تو کیسے یہ مانتا کہ طوفان آئے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف اسی پر توکل کر کے نہیں رہنا چاہئے بلکہ تمام مضر چیزوں سے

بچنا بھی چاہئے جیسے ڈاکٹر کہے کہ اس دوا سے شفا پاؤ گے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب دوا کھالیا تو کچھ بھی کھاتے رہو بلکہ ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو نقصان دہ ہو۔ یونہی بیری کے پتے سے نہالینا کافی نہ سمجھیں بلکہ ہر اس چیز سے بچیں جس کو شریعت نے منع کیا ہے یا جس سے آسیبی یا پریشانی گھر میں آتی ہو جیسے غسل خانہ میں پیشاب کرنا، سوراخ میں پیشاب کرنا، رات میں تنہا قبرستان جانا وغیرہ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اگر نہاتے وقت پانی کے قطرات بالٹی میں گریں تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر نہاتے وقت پانی کے قطرات بالٹی میں گریں تو کیا اس سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں یا وہ پانی ماء مستعمل ہو جائے گا۔جلد از جلد جواب سے نوازیں **المستفتی:۔**جمیل احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس پانی سے غسل کر سکتے ہیں وہ ماء مستعمل کے حکم میں نہ ہوگا اس لئے کہ اگر پانی زیادہ ہو اور اس میں مستعمل پانی مل جائے جب بھی وہ پانی قابل وضو و غسل رہے گا۔جیسا کہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے:کہ ٹب یا بالٹی کا پانی پاک رہتا ہے اس سے غسل کرنا درست ہے گو کہ وقت غسل مستعمل پانی کے قطرات ٹب یا بالٹی میں پڑتے ہوں اس لئے کہ مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وضو یا غسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا ٹب میں ٹپکیں تو حکم یہ ہے کہ اچھا پانی اگر زیادہ ہو تو یہ وضو اور غسل کے قابل ہے ورنہ سب بیکار ہو گیا۔ایسے ہی بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۴۹ پر ہے۔

درمختار میں ہے"یرفع الحدث بماء مطلق لا بماء مغلوب کمستعمل فبالا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطہیر بالکل"(درمختار،جلد اول صفحہ ۱۷۱،۱۷۲)

ظاہر ہے کہ غسل کرتے وقت ٹب یا بالٹی کا پانی مستعمل پانی سے عموماً زائد ہی ہوتا ہے اس لئے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۷۷)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(جنبی کو غسل میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے گاؤں کے امام صاحب نے تقریر میں کہا کہ جس شخص پر غسل جنابت کرنے کی حاجت ہو تو اس کو جلدی نہالینا چاہئے یہ زیادہ بہتر ہے تو یہ کہاں تک درست ہے؟

المستفتی:۔محمد قمر الدین خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام صاحب نے درست کہا کہ جس کو بھی نہانے کی حاجت ہو اسے جلد نہانا چاہئے کیونکہ جس گھر میں کوئی جنبی شخص ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔

بہار شریعت میں ہے: جس پر غسل واجب ہے اسے چاہئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے: جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخری وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے اب تاخیر کرے گا گنہگار ہوگا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۲۶، المکتبۃ المدینہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا محرم کے دس دن غسل کرنے سے بیماری نہیں آتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا محرم الحرام کے ابتدائی دس دنوں میں نہانے سے پورے سال بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد امتیاز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دس دنوں کے متعلق کوئی عبارت میری نظر سے نہ گزری البتہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو غسل کرنے سے آدمی پورے سال بیماری سے محفوظ رہے گا کیونکہ اس دن آب زمزم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے جیسا کہ اسلامی زندگی میں ہے کہ محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پائے گا، بال بچوں کے لئے دسویں محرم الحرام کو خوب اچھے اچھے کھانے پکائے تو ان شاء اللہ عزوجل! سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے۔بہت مجرب ہے اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال ان شاء اللہ عزوجل بیماریوں سے امن میں رہے گا کیونکہ اس دن آب زمزم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔

(اسلامی زندگی ص ٦٦)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(ناپاک تہبند پہن کر غسل کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناپاک تہبند پہن کر غسل کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ فیصل ربانی بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نجس کپڑا پہن کر غسل کرنے سے بھی غسل ہو جائے گا بشرطیکہ کپڑے پر بہت پانی ڈالے تو وہ پاک ہو جائے گا اور جب کپڑا پاک ہو جائے تو غسل بھی ہو جائے گا۔ (عامۂ کتب فقہ)

مگر لوگ عموماً بہت زیادہ پانی نہیں ڈالتے جس سے نجاست اور پھیل جاتی ہے بلکہ ہاتھ میں نجاست لگ جاتی ہے پھر بے احتیاطی سے سارا بدن یہاں تک کہ برتن بھی نجس ہو جاتا ہے اس لئے پاک ہی کپڑا پہن کر غسل کرنا چاہئے اور یا تو محفوظ مقام پر ننگے نہانا چاہئے۔ ہاں اگر ندی وغیرہ میں غسل کرے اور نجاست ایسی ہو کہ بغیر ملے زائل نہ ہو تو اسے مل کر دھوئے۔ اور اگر ایسی نہ ہو تو پانی کے دھکے اور بہاؤ سے کپڑا خود بخود پاک ہو جائے گا جب بھی غسل ہو جائے گا۔

(عامۂ کتب فقہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد سلام کے عرض ہے کہ عوام میں مشہور ہے کہ جس نے میت کو غسل دیا اور قبرستان میں دفنانے بھی گیا اور قبر میں بھی اترا تو اس شخص کو گھر پہونچ کر غسل کرنا ہوگا یا؟ کیا یہ درست ہے؟ **المستفتی:۔** زاہد حسین رضوی دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ سب قوم کی جہالت ہے کیونکہ کتابوں کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے جو کچھ سنتے ہیں وہی بیان کر دیتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ میں مفتی اعظم ہو گیا۔کسی کو حق نہیں کہ بغیر علم کے مسئلہ بیان کرے،حدیث شریف میں ہے ''من افتی بغیر علم لعنته ملائكة السماء و الارض'' جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔(کنز العمال بحوالہ رضویہ)
میت کو غسل دینے یا دفن کرنے یا قبر میں اتارنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(حبیب الفتاوی ص ۵۴۳)

ہاں اگر وقت ہو اور کوئی دشواری نہ ہو تو کر لینا بہتر ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

نوٹ: بیماری عیادت موت جنازہ کفن دفن عدت تیجہ وغیرہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے فقیر کا رسالہ ''بستر علالت سے قبر تک'' کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اگر بیت الخلاء اور حمام ملا ہو تو وہاں غسل کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بیت الخلاء اور حمام ملا ہو تو کیا وہاں غسل اور وضو کرنے میں کوئی کراہت ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں کرم نوازی ہوگی

المستفتی:۔محمد زاہد خان قادری اورنگ آباد مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حمام اور بیت الخلاء کی دیوار ایک ہی ہے مثلا ایک طرف حمام ہے تو دوسری طرف بیت الخلاء یعنی حمام اور بیت الخلاء کے درمیان دیوار نہیں ہے جب بھی غسل اور وضو میں کوئی کراہت نہیں ہے کر سکتے ہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی واحدی

(ستر کھول کر غسل کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ستر کھول کر غسل کرنا کیسا ہے؟ اور اگر ستر کھلا ہے اور غسل میں وضو بھی کرلیا تو وضو ہوگا یا نہیں؟ برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: ۔ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غسل اور وضو دونوں ہوجائے گا لیکن اگر موضع احتیاط میں ہو تو بغیر ستر کے غسل کرسکتا ہے اور اگر موضع احتیاط میں نہ ہو تو ستر کا چھپانا ضروری ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضا کا ستر تو ضروری ہے اگر اتنا بھی ممکن نہ ہو تو تیمم کرے مگر یہ احتمال بہت بعید ہے اور کسی قسم کا کلام نہ کرے۔نہ کوئی دعا پڑھے۔بعد نہانے کے رومال سے بدن پونچھ ڈالے تو حرج نہیں اگر غسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے بشرطیکہ موضع احتیاط ہو تو کوئی حرج نہیں۔ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔بعد نہانے کے فوراً کپڑے پہن لے اور وضو کے سنن ومستحبات، غسل کے لیے سنن ومستحبات ہیں مگر ستر کھلا ہو تو قبلہ کو منہ کرنا نہ چاہئے اور تہبند باندھے ہو تو حرج نہیں۔(ماخوذ از بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۳۲۱/۳۲۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(احتلام ہونے سے غسل کیوں واجب ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ احتلام ہونے سے غسل کیوں واجب ہوتا ہے جبکہ پیشاب نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے؟

المستفتی:۔محمد افضل رضا نظامی جواس ادیپور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے واجب نہیں ہوتا اس کی عقلی وجہ تین ہیں۔

(وجہ اول) انزال منی کے ساتھ قضاء شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لیے اس نعمت کے شکریہ میں پورے بدن کے غسل کا حکم ہوا۔اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے منی علی وجہ الدفق والشھوۃ کی قید ہے کہ بغیر ان کے لذت کا حصول نہیں ہوتا، اسی لئے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

(وجہ ثانی) جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لئے اس کی زیادتی کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

(وجہ ثالث) نماز یعنی بارگاہ الہی میں حاضری کے لیے کمال نظافت چاہئے اور کمالِ نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے

تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل کے قائم مقام کردیا اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لیے اس میں پورے بدن کا دھونا لازم قرار دے دیا گیا ہے۔

(عجائب الفقہ صفحہ ۷۲)

تفسیر روح البیان جلد دوم صفحہ ۳۵۵ اور بدائع الصنائع جلد اول ص ۳۶ میں ہے "

انماوجب غسل جميع البدن بخروج المنى ولم يجب بخروج البول والغائط وانماوجب غسل الاعضاءالمخصوصة لاغيربوجوده . احدهاان قضاءالشهوة بانزال المنى استمتاع بنعمة يظهر اثرهافى جميع البدن وهواللذة فامربغسل جميع البدن شكر الهذه النعمة وهذالايتقررفى البول والغائط -"

" والثانى ان الجنابة تاخذجميع البدن ظاهرة وباطنه لان الوطى الذى هوسببه لايكون الاباستعمال لجميع مافى البدن من القوة حتى يضعف الانسان بالاكثارمنه ويقوى بالامتناع فاذااخذت الجنابة جميع البدن الظاهروالباطن وجب غسل جميع البدن الظاهروالباطن بقدرالامكان ولاكذلك لحدث فانه لاياخذالاالظاهرمن الاطراف لان سببه يكون بظواهرالاطراف من الاكل والشرب ولايكونان باستعمال جميع البدن فاوجب غسل ظواهر الاطراف لاجميع البدن"

"ان غسل الكل اوالبعض وجب وسيلة الى الصلوة التى هى خدمة الرب سبحانه وتعالى والقيام بين يديه وتعظيمه فيجب ان يكون المصلى على اطهرالاحوال وانظفهاليكون اقرب الى التعظيم واكمل فى الخدمة وكمال النظامة يحصل بغسل جميع البدن وهذاهوالعزيمة فى الحديث ايضاالاان ذلك ممايكثروجوده فاكتفى فيه باليسر النظافة وهى تنقية الاطراف التى تنكشف

کثیرا وتقع علیه الابصار ابدا واقیم ذلك مقام غسل کل البدن دفعا للحرج وتیسیرا وفضلا من الله ونعمة ولا حرج فی الجنابة لانها لا تکثر فبقی الامر فیها علی العزیمة"۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(حضور ﷺ کو کس کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کس کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا تھا اور پانی کی مقدار کتنی تھی جواب عطا فرمائیں **المستفتی**:۔ساجد علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کوآں سے پانی لا کر غسل دیا گیا اس کا نام ''بئرغرس،، ہے اور آپ ﷺ کے غسالہ کا پانی حضرات جبرائیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیہم السلام اپنے ساتھ شیشیوں میں بھر کر لے گئے۔(بحوالہ خاندان مصطفیٰ)

اور وہ مقدس پانی کتنی مقدار میں تھا اس کے تعلق سے کوئی عبارت میری نظر سے نہ گزری

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(احتلام سے غسل فرض کیوں قرار دیا گیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ احتلام ہونے سے غسل فرض کیوں قرار دیا گیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔مولانا رفیق بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

چونکہ حالت شہوت میں منی جب اپنی جگہ سے نکل کر باہر آتی ہے تو پورے جسم کو لذت حاصل ہوتی ہے اس لئے پورے جسم کو دھونے یعنی غسل کا حکم دیا گیا ہے۔فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ: قرآن مجید میں جنب کے متعلق مبالغہ کا صیغہ آیا ہے جیسا کہ پارہ ۶ ؍رکوع ۶ ؍میں ہے وان کنتم جنبا فاطھروا اور اس میں طہارت کے لئے حکم وضو کی طرح بعض اعضاء کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ پورے بدن کی طہارت مطلوب ہے اور اس کی عقلی وجہیں تین ہیں۔

اول:۔ یہ کہ انزال منی کے ساتھ قضائے شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لئے اس نعمت کے شکرانے میں پورے بدن کو دھونے کا حکم ہوا اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے علی وجہ الدفق والشھوۃ کی قید ہے کہ بغیر ان کے لذت کا حصول نہیں ہوتا اسی لئے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لئے اس کی زیادتی

کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

تیسری وجہ:۔ یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لئے کمال نظافت چاہئے اور کمال نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل کا قائم مقام کر دیا اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لئے اس میں پورے بدن کا دھونا لازم قرار دیا گیا جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد دوم صفحہ ۳۵۵/اور بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۶/میں ہے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۱۶۷)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان قادری رضوی غفرلہ

(غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا کیسا ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ننگے (برہنہ) نہانا جائز ہے جبکہ جہاں نہایا جاتا ہے وہ پوری طرح سے بند ہے؟ (۲) دوران غسل کسی قسم کا کلام یا دعا پڑھنا کیسا ہے؟ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ **المستفتی:**۔صغیر احمد بلبل نواز بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس بات کا سب سے پہلے خیال رکھیں کہ ایسی جگہ نہائیں غسل کریں کہ کوئی شخص نہ دیکھے اب اگر ایسی جگہ غسل کر رہے ہیں جو کہ چاروں طرف بند ہوتا ہے جیسے کہ غسل خانہ وغیرہ تو ایسی جگہ پر ننگے نہانا جائز ہے کہ نہا سکتا ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے اس شرط کے ساتھ کہ احتیاط کی جگہ ہو تو کوئی حرج نہیں نہا سکتا ہے مگر سب ستر کھلا ہو تو قبلہ کی جانب منھ نہیں کرنا چاہئے اور اگر تہبند وغیرہ پہن کر نہا رہا ہے تو حرج نہیں ہے اور عورتوں کو حمام میں جانا حرام ہے اور مرد جا سکتا ہے مگر ستر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم غسل کا بیان)

(۲) دوران غسل کسی قسم کا کلام کرنا یا دعا پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ نہاتے وقت کسی قسم کا کلام کرنا یا کوئی دعائیں پڑھنا جائز نہیں ہے (ایضا)

خلاصہ یہ ہے کہ ایسی جگہ پر غسل کرنا کہ کوئی نہ دیکھے تو برہنہ غسل کر سکتا ہے مگر غسل کرتے وقت قبلہ کی جانب منھ کرنا منع ہے یونہی دوران غسل دعا وغیرہ پڑھنا بھی منع ہے۔واللہ اعلم

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(مشت زنی کر کے صرف عضو خاص کو دھونا کیسا ہے؟)

اَلسَلامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُاللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حمام میں اپنے ہاتھوں سے اپنی منی نکالا اور اسی وقت استنجاء کی جگہ پانی سے دھولیا تو کیا وہ شخص پاک رہے گا یا نہیں؟

المستفتی: ۔حافظ محمد شاہ روخ رضا خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مشت زنی کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے منی وفق و شہوت کے ساتھ خارج ہو بغیر دخول کے چھونے سے یا دیکھنے سے یا احتلام ہو یا ہاتھ کے عمل سے منی نکلے غسل واجب ہو جاتا ہے۔(جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۴ / بحوالہ بہار شریعت ح ۲ ص ۳۲۱)

اگر چہ اس نے اسی وقت استنجاء کی جگہ پانی سے دھولیا اس سے غسل ساقط نہ ہوا جب تک کہ وہ غسل نہ کرلے تب تک پاک نہیں ہوسکتا ہے مشت زنی یہ فعل ناپاک ناجائز وحرام ہے اللہ تعالیٰ نے اس حاجت کے پورا کرنے کو صرف زوجہ وکنیز شرعی بتائی ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ:۔تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۲۲ / صفحہ نمبر ۲۰۲ / کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ)

اوران صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کروتو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو

(کنزالایمان،سورۃ المائدہ ۶)

تیمم کابیان

۶ر فتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(تیمم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تیمم کا مکمل طریقہ بتائیں اور کن چیزوں سے تیمم کر سکتے ہیں اور کن چیزوں سے نہیں کر سکتے ہیں۔ **المستفتی**:۔محمد شفاعت رضا جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تیمم کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے پھر بسم اللہ کہے پھر، انگلیاں کھلی ہوئی رکھ کر ہاتھوں کو زمین پر مارے، دھول زیادہ لگ جائے تو ہاتھوں کو جھاڑ لے یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارے نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔ پہلے مونھ کا مسح کرے، اگر داڑھی ہو تو داڑھی کا خلال کرے، پھر ہاتھ کا مسح کرے پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرے، انگلیوں کا خلال کرے جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو خلال فرض ہے، ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یوہیں داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرے، دونوں کا مسح پے درپے کرے یعنی تاخیر نہ کرے۔ یاد رہے نیت کرنا چہرہ کا مسح کرنا اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا فرض ہے لہٰذا احتیاط سے کرے کہ کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے، تیمم میں سر اور پیر کا مسح نہیں

ہے۔

تیمم ہر اس چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو یعنی جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم جائز ہے۔ ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔ اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔

(ماخوذ از بہار شریعت ح ۲ ر تیمم کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سیندھا نمک سے تیمم کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سیندھا نمک (جو کان سے نکلتا ہے) سے تیمم جائز ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔کرم حسین سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سیندھا نمک سے تیمم جائز ہے کیونکہ یہ نمک پانی سے نہیں بنتا ہے بلکہ کان (زمین) سے نکلتا ہے اور جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں کیونکہ تیمم ہر اس چیز سے جائز ہوگا جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز جنس زمین سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں جنس زمین سے مراد وہ چیز ہے جسے آگ میں ڈالنے سے نہ تو وہ پگھلے اور نہ تو جل کر راکھ ہو اور نہ نرم ہو اس سے تیمم جائز ہے مثلا ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سینگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمردہ وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو اور سونے اور چاندی سے تیمم جائز نہیں کہ وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے لیکن اگر سونے چاندی یا لکڑی پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے اس کا اثر ہاتھ میں ظاہر ہوتا ہو تو پھر جائز ہے ورنہ نہیں۔

بہار شریعت میں ہے کہ جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھا نمک اس سے جائز ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم، صفحہ ۳۵۸، تیمم کا بیان، المکتبۃ المدینہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(ایک شخص تیمم کیا تو دوسرا شخص اس جگہ سے تیمم کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس جگہ سے ایک شخص نے تیمم کیا دوسرا بھی کیا اس جگہ سے تیمم کرسکتا ہے؟ **المستفتی:۔**محمد صدام حسین۔موضع مئو،سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس جگہ سے ایک شخص نے تیمم کرلیا اسی جگہ سے دوسرا شخص بھی تیمم کرسکتا ہے یونہی ایک جگہ سے ایک آدمی کئی بار تیمم کرسکتا ہے کیونکہ مٹی پانی کے حکم میں نہیں ہے ۔بہار شریعت میں ہے کہ جس جگہ سے ایک نے تیمم کرلیا دوسرا بھی کرسکتا ہے۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ ۳۶۰،المکتبۃ المدینہ)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(اگر پانی نقصان کرے تو تیمم کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کو پانی انفیکشن کرتا ہے تو کیا وہ تیمم کر سکتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔**گل محمد رضوی مہاراشٹر ناسک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر زید کو واقعی انفیکشن ہو گیا ہے یا کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس پر غسل فرض ہے اور کسی صحیح تجربہ کار ڈاکٹر یا کسی معتبر حکیم نے بتایا کہ اس مرض میں اگر تم پانی استعمال کروگے یا غسل کروگے تو تمہارا مرض بڑھ جائے گا یا خود کا تجربہ ہے تو ایسی صورت میں تیمم کرے اور نماز پڑھے جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے اولمرض لایقدرمعہ علی استعمال اوان استعمل الماء اشتدمرضہ ب“(باب التیمم صفحہ ۹۷)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(دوران تیمم ہوا خارج ہوگئی تو کیا پھر سے کرنا ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تیمم کرنے کے لئے زمین پر ہاتھ مارا اور ابھی تیمم نہیں کیا تھا کہ ہوا خارج ہوگئی تو اس صورت میں اسے دوبارہ زمین پر ہاتھ مارنا پڑے گا یا اسی سے تیمم مکمل کرے؟ **المستفتی:۔محمد نعیم احمد آباد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تیمم مکمل ہونے کے بعد جن چیزوں سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے دوران تیمم بھی اگر وہ حدث وغیرہ لاحق ہوا تو دوبارہ از سر نو تیمم کرنا پڑے گا ہوا خارج ہونے سے پہلے جو ہاتھ زمین پر مارا تھا اس سے مسح نہیں کرسکتا ہے دوبارہ ہاتھ زمین وغیرہ پر مارے اور از سر نو تیمم کرے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں تیمم کے لئے ضرب کی اور ابھی منہ یا ہاتھ پر نہ ملنے پایا تھا کہ حدث واقع ہوا تو از سر نو ضرب کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۵۹ مطبوعہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(بتانے کے لئے تیمم کیا تو کیا اس سے نماز پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے کسی کو تیمم کرنے کا طریقہ بتانے کے لئے تیمم کیا تو کیا اس تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور جس شخص پر غسل واجب ہو تو اسے وضو اور غسل کے لئے الگ الگ تیمم کرنا پڑے گا یا ایک ہی تیمم کرنا ہوگا۔بینوا وتو جروا

المستفتی:۔رضوان احمد شانتی نگر بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تیمم کا طریقہ بتانے کے لئے جو تیمم کیا جائے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں کیوں کہ تیمم کے لئے نیت فرض ہے علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ دعوت اسلامی)

(۲) جس شخص پر غسل فرض ہو اسے دو بار تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ایک ہی تیمم کافی ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضروری نہیں کہ غسل اور وُضو دونوں کے لئے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیّت کرلے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غُسل یا وُضو کی نیّت کی جب بھی کافی ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۳۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡمَحِیۡضِ. قُلۡ ھُوَ اَذًی)

(اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے)(کنزالایمان، سورۃ البقرۃ ۲۲۲)

حیض ونفاس کا بیان

۶ رفتویٰ

ناشرین
جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نفاس کا خون اگر ۴۰ / دن سے پہلے بند ہو جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نفاس کا خون اگر چالیس دن سے پہلے آنا بند ہوگیا تو نماز یا دیگر عبادات وہمبستری کر سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی:۔سلمان رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے،اورکم کی کوئی قید نہیں تو اگر کسی عورت کو چالیس دن کے اندر یا کچھ ہی دیر بعد خون آنا بند ہو جائے تو اس پر ضروری ہے کہ وہ غسل کر کے نماز وغیرہ پڑھے اور اس سے ہمبستری بھی جائز ہے۔

مختصر القدوری میں صاحب قدوری تحریر فرماتے ہیں"والنفاس: هو الدم الخارج عقيب الولادة والدم الذى تراه الحامل وما تراه المرأة فى حال ولادتها قبل خروج الولد استحاضة وأقل النفاس لا حد له وأكثره أربعون يوما وما زاد على ذلك فهو استحاضة وإذا تجاوز الدم الأربعين وقد كانت هذه المرأة ولدت قبل ذلك ولها عادة فى النفاس ردت إلى أيام عادتها وإن لم لها عادةً فنفاسها أربعون يوما" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(دو حیض کے درمیان پندرہ دن کا فاصلہ تھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جسے ۹/دن حیض آیا فارغ ہونے کے بعد پندرہ دن بعد پھر آگیا تو کیا یہ حیض ہے یا پھر استحاضہ؟

المستفتی:۔ سعود عطاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دو حیض کے مابین پندرہ دن کا فاصلہ ہونا ضروری ہے چونکہ سوال میں مذکور ہے کہ پندرہ دن کے بعد دوسرا خون آیا اس لئے وہ حیض مانا جائے گا.جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یوں ہی نفاس وحیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری عفی عنہ

(عادت سے پہلے حائضہ کا خون بند ہو جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی حیض کی عادت سات دن ہے لیکن پانچ دن بعد ہی اس کا خون آنا بند ہو گیا یہ عورت اب نماز روزہ کس وقت شروع کرے گی اور اس کا شوہر اس سے قربت کب کر سکتا ہے؟ **المستفتی:۔محمد عمیر پاکستان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر عورت کو حیض کی عادت سات دن تھی اور پانچ دن بعد ہی بند ہو گیا تو عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے بلکہ غسل کر کے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا شروع کرے۔علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس عورت کو تین دن رات کے بعد حیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو بند ہونے کے بعد ہی غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔

(بہار شریعت حصہ دوم جلد اول، صفحہ ۸۹، مطبوعہ قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف)

البتہ اس کا شوہر اس سے قربت نہ کرے یہاں تک کہ وہ اپنی عادت کو پہونچ جائے کیونکہ خون کے واپس آنے کا غالب گمان ہے اور بچنے میں ہی احتیاط ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ ”لو کان انقطع الدم دون عادتها فوق الثلث لم یقربها حتی تمضی عادتها وان اغتسلت لان العود فی العادة غالب فکان الاحتیاط فی الاجتناب“

(ہدایہ کتاب الطہارت) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(کیا حائضہ عورت قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورت حیض کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت کرسکتی ہیں یا درود پاک پڑھ سکتی ہیں؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد شاکر رضوی جہان آباد الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض کی حالت میں عورت کو قرآن پڑھنا چھونا حرام ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حَیض و نِفاس والی عورت کو قرآنِ مجید پڑھنا دیکھ کر، یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں یونہی جس کاغذ کے پرچے پر کوئی سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔ہاں اگر جزدان میں قرآنِ مجید ہو تو اُس جزدان کے چھونے میں حَرَج نہیں یونہی کسی کپڑے وغیرہ سے بھی چھو سکتی ہے مگر دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے قرآنِ مجید چُھونا حرام ہے (بہار شریعت حصہ دوم بیان حیض ونفاس کے متعلق احکام)

غرض کہ اس حالت میں قرآنِ مجید وکتب دِینیہ پڑھنا اور چھونا دونوں مکروہ ہیں البتہ وظیفہ کی نیت سے قرآنی آیت پڑھ سکتی ہے جیسے فاتحہ آیۃ الکرسی سورہ اخلاص (درود) وغیرہ۔(بہار شریعت ح دوم غسل کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا حائضہ اذان کا جواب دے سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حیض نفاس والی عورتیں اذان کا جواب دے سکتی ہیں یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتیہ**:۔راضیہ بانو

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض ونفاس والی عورتیں اذان کا جواب دے سکتی ہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ *و یجوز للجنب والحائض الدعوات و جواب الاذان و نحو ذلك* جنبی اور حائضہ کیلئے دعائیں پڑھنا اور اذان کا جواب دینا اور اس جیسی چیزیں جائز ہے (فتاوی عالمگیری ج اص ۳۸)

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذ کار کلمہ شریف ،درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور ان چیزوں کو وضو یا کلی کر کے پڑھنا بہتر ہے اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حرج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حرج نہیں۔

(بہار شریعت ح ۲ حیض ونفاس کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مدت سے زائد حیض آیا تو روزہ کا کیا حکم ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو ہر مہینہ مکمل چھ روز حیض آتا تھا لیکن اس بار چھ دن پورے ہونے پر اس عورت نے غسل کیا روزہ بھی رکھا لیکن کچھ دیر بعد اسکی شرمگاہ سے کچھ رطوبت نکلی تو اس میں روزے کا کیا حکم ہے؟ روزہ باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟

المستفتی:۔ارشاد انصاری چھتیس گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ رطوبت حیض ہی میں شمار ہوگا اگر طلوع فجر یعنی سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد رطوبت نکلی تو روزہ جاتا رہے گا جیسا کہ بہار شریعت میں ہے دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حَیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حَیض ہے بعد کا اِستحاضہ اور اگر پہلے اُسے حَیض آ چکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زِیادہ ہوا اِستحاضہ ہے۔اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حَیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حَیض کے باقی سات دن اِستحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حَیض کے ہیں باقی اِستحاضہ۔(الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطہارۃ،الفصل الأول في الحیض''،ج۱،ص۳۷)

دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حَیض ہے اور دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لئے جو دن عادت کے ہیں حیض ہے اور عادت سے بعد والے اِستحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حَیض باقی اِستحاضہ۔(بہار شریعت حصہ دوم حیض کا بیان صفحہ ۳۷۴/۳۷۵ مطبع دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ)

(اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں)

(کنزالایمان، سورہ حم سجدہ ۳۳)

اذان کابیان

۴۳ رفتویٰ

ناشرین
جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیافاسق اذان واقامت کہہ سکتا ہے؟)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے امت ومفتیان دین وملت مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ داڑھی منڈانے والا یا کٹا کر حد شرع سے کم کرانے والا اذان واقامت کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور جہاں داڑھی والا کوئی شخص نہ ہو کیا امام اذان واقامت کہہ کر امامت کرسکتا ہے؟ مفصل مدلل جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ وعندالناس ماجور ومشکور ہوں

المستفتی:۔(مولانا) محمد حسن رضا قادری مہتمم تحریک فروغ اہل سنت ممبرا تھانہ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

داڑھی منڈانے والا یا کٹا کر ایک مشت سے کم رکھنے والا اذان واقامت نہیں کہہ سکتا کیوں کہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا حرام وگناہ ہے۔درمختار میں ہے "یحرم علی الرجل قطع لحیتہ" اھ(ج ۵ ص ۲۶۱)

فتاوی رضویہ میں ہے: داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرنا واجب اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفار کا شعار۔اھ(ج ۲۲ ص ۵۷۱ مترجم)

اسی میں ایک دوسرے مقام پر ہے: داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے۔اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں حرام ہونے میں یہ بھی منڈانے کے مثل ہے اگر چہ منڈانا خبیث تر ہے۔اھ(ج ۲۲ ص:۶۸۹،جدید)

بہار شریعت میں ہے: داڑھی بڑھانا سنن انبیاے سابقین سے ہے۔ منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔اھ ح ۱۶ ص ۵۸۵)

اور حرام کا ارتکاب کرنے والا شرعاً فاسق معلن ہے اور فاسق معلن اگر چہ عالم ہی کیوں نہ ہو اس کی اذان واقامت مکروہ ہے اگر کہہ دے تو اس کی اذان کو استحبابا دہرایا جاے گا۔ درمختار میں ہے "یکرہ اذان فاسق ولو عالما" اھ (ج ۲/ ۷۵)

ردالمحتار میں ہے "یعاد أذان الكل ندبا على الأصح كما قدمناه عن القهستانى" اھ (ج:۲/ص ۷۷)

بحر الرائق میں ہے "وصرحوا بكراهة أذان الفاسق من غير تقييد بكونه عالما أو غيره" اھ (ج:۱/ص ۲۶۸)

فتاوی رضویہ میں ہے: فاسق کی اذان اگر چہ اقامت شعار کا کام دے مگر اعلام کہ اس کا بڑا کام ہے اس سے حاصل نہیں ہوتا نہ فاسق کی اذان پر وقت روزہ ونماز اعتماد جائز لہٰذا مندوب ہے کہ اگر فاسق نے اذان دی ہو تو اس پر قناعت نہ کریں بلکہ دوبارہ مسلمان متقی پھر اذان دے۔اھ (ج ۵ ص ۳۷۷/ جدید)

فتاوی امجدیہ میں ہے: داڑھی منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ۔اھ (ج ۱ ص ۵۲)

اس عبارت کے تحت حاشیہ میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: درمختار میں ہے "يحرم على الرجل قطع لحيته"۔ یوں ہی ایک مشت سے کم کرانے والا بھی فاسق ہے۔ فتح القدیر میں ہے "الاخذ دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم يبحه أحد"۔ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہجڑے قسم کے مرد کرتے ہیں اسے کسی نے جائز نہیں کہا۔اھ (حاشیہ فتاوی امجدیہ، ج:۱/ص:۵۲)

بہارشریعت میں ہے: خنثی و فاسق اگر چہ عالم ہی ہو نشہ والے، پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے. ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔اھ (ج:ا رح:۳ رص ۴۶۶)

وقارالفتاوی میں ہے: ۔داڑھی منڈانے والا یا کاٹ کرحد شرع سے کم کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے. اس (اذان) کا اعادہ کیا جاے گا۔اھ (ج:۲رص:۲۶)

فتاوی نوریہ میں ہے: ریش بریدہ مشت بھر سے کم رکھنے والا ہے تو فاسق ہوا اور اس وجہ سے اس کی اذان مکروہ ہوگی۔(ج ارص ۲۶۹)

فتاوی خلیلیہ میں ہے: داڑھی ترشوانا یا منڈانا فسق ہے اور ترشوانے یا منڈانے والا فاسق اور فاسق اگر چہ عالم ہی ہو اس کی اذان مکروہ اس اذان کا اعادہ کیا جائے۔اھ (ج ارص ۲۰۸)

فتاوی فیض الرسول میں ہے: اس (فاسق معلن) کی اذان مکروہ ہے اگر کہہ دے تو دوبارہ کہی جائے۔(ج ارص ۲۲۸)

فتاوی بحرالعلوم میں ہے: داڑھی منڈا فاسق ہے داڑھی منڈا اذان دے تو دہرائی جائے۔اھ (ج:ارص ۱۴۱ رملخصا)

حبیب الفتاوی میں ہے: داڑھی منڈانے والا شخص فاسق معلن ہے اور فاسق کی اذان و اقامت مکروہ۔مؤذن ومکبر کو پابند شرع ہونا چاہئے۔لہٰذا صورت مسئولہ میں داڑھی والوں کے ہوتے ہوئے داڑھی منڈانے والا نہ اذان کہے اور نہ تکبیر بلکہ داڑھی منڈا اگر اذان کہہ دے تو مستحب یہ ہے کہ اذان دوبارہ لوٹائی جائے۔اھ (ص ۱۰۹)

جامع الفتاوی میں ہے: مؤذن فاسق مقرر کرنا سخت منع ہے. کیوں کہ حدیث میں آتا ہے کہ امام تمہارا اور تمہاری نمازوں کا ضامن ہے اور موذن امین ہے ”الامام ضامن والمؤذن مؤتمن“ اعرابی وفاسق وجنبی ونابینا کو اذان دینا مکروہ ہے. اعادہ کیا جاے گا۔(ج ۱۵رص ۳۹۳)

اشرف الفتاوی میں ہے: داڑھی منڈانے والے اور ایک مشت سے کم کرنے والے

کے لئے اذان کہنا مکروہ ہے کیوں کہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والا فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔اھ(ص ۹۵)

فتاوی تاج الشریعہ میں ہے: اس (داڑھی منڈانے والے شخص) کی اذان مکروہ ہے اور بقول صاحب تنویر الابصار غیر صحیح اور شہادت اس کی مردود اور دیانات میں اس کی خبر نا معتبر کہ داڑھی منڈا فاسق معلن ہے۔اھ(ج ۳ ص ۵۶)

اسی میں ایک دوسرے مقام پر ہے: داڑھی منڈا فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔اھ(ج:۳ ص ۶۹)

فتاوی یورپ میں ہے: فاسق کی اذان بھی مکروہ ہے خواہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو اور اس کی کہی ہوئی اذان بھی لوٹائی جائے گی۔(ص ۲۳۱)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے:" داڑھی منڈانے والا فاسق ہے (اس لئے) داڑھی منڈانے والے کی اذان مکروہ ہے۔(ج ا ص ۸۶)

فتاوی مرکز تربیت افتا میں ہے: اگر زید میں یہ ساری خرابیاں (پینٹ کوٹ پہننا، انگریزی وضع کے بال ترشوانا، خشخشی داڑھی رکھنا) ہیں تو وہ فاسق معلن ہے اسے موذن بنانا جائز نہیں بلکہ معزول کرنا لازم ہے. حدیث شریف میں ہے" الإمام ضامن والموذن مؤتمن"یعنی امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار (ابو داؤد شریف ص ۷۷)

اور ظاہر ہے فاسق امین نہیں ہوسکتا لہٰذا مقصود اذان کی اعلام باوقات نماز، سحری و افطار ہے جو فاسق کی اذان سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی اذان مکروہ ہے دوبارہ اذان دی جائے۔اھ(ج ا ص ۱۶۸)

مذکورہ بالا عبارات فقہیہ کا ماحصل یہ ہے کہ داڑھی منڈانا یا کٹا کر ایک مشت سے کم کرنا حرام و گناہ ہے۔ اور ایسا کرنے والا عالم ہو یا غیر عالم فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کی اذان و

اقامت مکروہ ہے۔ اگر کہہ دے تو اس کی اذان کا اعادہ مندوب و مستحب ہے۔ البتہ اقامت کا اعادہ نہیں کہ اس کی تکرار مشروع نہیں۔

بہار شریعت میں ہے: اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دو بار نہیں۔ اھ

(ج ۱ ح ۳ ص ۴۷۱)

لہٰذا اگر کسی شخص کو اذان پڑھنے کا واقعی میں شوق ہو تو اس پر لازم ہے کہ پہلے حد شرع تک داڑھی رکھ لے پھر اذان پڑھے ورنہ دوسرے متشرع شخص کو پڑھنے دے۔ اور ضد، ہٹ دھرمی، بے جا بحث اور فتنہ پروری سے باز رہے کہ فتنہ قتل سے سخت تر ہے۔ قرآن پاک میں ہے "الفتنة اکبر من القتل، الفتنة أشد من القتل"۔ (القرآن)

اور جس جگہ کوئی متشرع شخص نہ ہو وہاں امام خود اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھائے کہ یہی افضل ہے۔ درمختار میں ہے "الأفضل كون الإمام هو المؤذن" اھ (ج ۲ ص ۸۸)

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "ای لقول عمر رضی الله تعالیٰ عنه لولا الخليفی لاذنت ای مع الامامة کما قدمناه. وفی السراج ان ابا حنيفة رضی الله عنه كان يباشر الأذان والاقامة بنفسه" اھ

بہار شریعت میں ہے: اگر موذن ہی امام بھی ہو تو بہتر ہے۔ اھ (ج ۱ ح ۳ ص ۴۶۸)

والله تعالیٰ أعلم

کتبہ

محمد معراج احمد قادری مصباحی بستوی

(کیانابالغ بچہ اذان دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نابالغ بچے کی اذان کا کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ ہوشیار ہو۔

المستفتی:۔عبداللہ نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ سمجھ دار بچہ اگر صحیح طور پر اذان دینے پر قادر ہے تو اس کا اذان دینا جائز ہے، البتہ بالغ مرد کا اذان دینا افضل ہے۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے" اذان الصبی العاقل صحیح من غیر الکراھۃ فی ظاھر الروایۃ ولکن اذان البالغ افضل۔"یعنی ظاہر روایت میں سمجھ دار بچہ کی اذان بلا کراہت درست ہے لیکن بالغ کا اذان پڑھنا افضل ہے

اور بہار شریعت میں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: سمجھ والا بچہ اور غلام اور اندھے اور ولد الزنا اور بے وضو کی اذان صحیح ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۶۶،)

اور اسی طرح فتاویٰ فیض الرسول میں استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: نابالغ لڑکا اگر سمجھدار ہے تو اس کی اذان درست ہے۔ بہار شریعت میں ہے: کہ سمجھ والا بچہ، غلام، اندھے، اور ولد الزناء کی اذان صحیح ہے۔ درمختار میں ہے "ویجوز بلا کراھۃ اذان صبی مراھق۔ اھ"۔ردالمختار میں ہے: "المراد بہ العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ۔ اھ"اور سمجھ دار بچہ کی پہچان یہ ہے کہ لوگ اس کی

اذان کو اذان سمجھیں کھیل نہ سمجھیں ۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۱۸۲)

اور فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: سمجھدار بچہ کی اذان بلاشبہ درست ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۱ پر درمختار کے حوالے سے ہے: کہ اذان کے مسئلہ میں سمجھ دار بچہ کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ لوگ اس کی اذان سنیں تو اس کو کھیل نہ سمجھیں ۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں : "یصح اذان الکل سوی الصبی الذی لا یعقل لانه من سمعه لایعلم انه مؤذن بل یظنه یلعب بخلاف الصبی العاقل" (فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۹۳)

اور فتاویٰ شرعیہ میں ہے: اگر نابالغ لڑکا سمجھدار، صاحب عقل وتمیز جس کی آواز پر لوگوں کو اعتماد ہو تو وہ اذان کہہ سکتا ہے ۔ (فتاویٰ شرعیہ جلد اول صفحہ ۳۰۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیاناپاکی حالت میں اذان درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ناپاکی حالت میں اذان دی انجانے میں اسے پتا نہیں تھا کہ میں ناپاک ہوں. جب بکر سے پوچھا گیا کہ اذان ہوگئی کہ نہیں تو بکر نے کہا اذان ہو جائے گی کیا بکر کا کہنا درست ہے؟ **المستفتی:۔** محمد توصیف رضا لکھنوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جنب کی اذان مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ شامی میں ہے *ویکرہ اذان جنب، قال الشامی: وظاھرہ ان الکراھیۃ تحریمیۃ *(درمختار مع الشامی، جلد ۲، باب الاذان)

علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں خنثی و فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے، ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔

(بہار شریعت ح ۳)

لہٰذا بکر کا کہنا کہ اذان ہوگئی غلط ہے. بکر پر لازم ہے کہ سچے دل سے توبہ استغفار کرے اور دوبارہ غلط مسئلہ نہ بتانے کا عہد کرے. واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کرونا سے نجات پانے کے لئے اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کرونا سے بچنے کے لئے یعنی مصیبت کے وقت اذان پڑھنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عطا کریں **المستفتی:۔** محمد آزاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو اذان نماز کے لئے دی جاتی ہے اس کے علاوہ بھی اذان دینا جائز و درست ہے کیونکہ سب سے پہلے جو اذان دنیا میں ہوئی ہے وہ نماز کے لئے نہیں بلکہ وحشت غم دور کرنے کے لئے دی گئی ہے یعنی جب سیدنا آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لا ئے تو انھیں گھبراہٹ ہوئی تو حکم خداوندی سے سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزل ادم بالھند واستوحش فنزل جبرئیل علیہ السلام فنادی بالاذان“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے تو انہیں گھبراہٹ ہوئی تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اتر کر اذان دی۔ (کنز العمال للمتقی جلد ۲ ص ۱۰۲)

اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر اذان دینے کا حکم ہے جو کتب احادیث وفقہ میں مذکور ہے ملاحظہ کریں ”انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اذن فی قریۃ أ منھا اللہ من عذابہ فی ذلك الیوم“ حضرت

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی بستی میں اذان کہی جاتی ہے تو وہ جگہ اس دن سے عذاب سے مامون ہو جاتی ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی جلد اول ص ۲۳۱)

''عن امیر المؤمنین مولی المسلمین علی کرم الله تعالی وجهه الکریم قال رأنی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حزینا فقال یاابن ابی طالب انی أراك حزینا فمر بعض أهلك یؤذن فی اذنك فانه درء الهم ''امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے کہ اذان غم و پریشانی کو دفع کر دیتی ہے۔(مرقاۃ المفاتیح جلد دوم ص ۱۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو گرہن کھل چکا تھا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت و حیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا پھر فرمایا'' فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَ كَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا ''جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔(بخاری حدیث نمبر ۱۰۴۴)

''عن عبید الله بن ابی رافع عن ابیه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذن فی اذن الحسن بن علی حین ولدته فاطمة بالصلوٰة'' حضرت عبید اللہ بن ابو رافع سے ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں نماز جیسی اذان کہتے ہوئے سنا جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں جنا۔(ابو داؤد شریف جلد دوم ص ۶۹۶)

حضرت حسن بن علی سے مرفوعا مروی ہے کہ جس بچہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تو اسے ان شاء اللہ ام الصبیان کی بیماری نہیں ہوتی۔

(مسند ابو یعلی موصلی و مرقات بحوالہ مراۃ المناجیح جلد ۶ ص ۵)

ردالمحتار میں ہے" بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفن میت اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔ (ردالمحتار کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی المواضع التی یندب الخ)

اور علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" نومولود کے کان میں، پریشان، مرگی زدہ، غصّے میں بھرے ہوئے اور بدخلق انسان یا چوپائے کے کان میں، کسی لشکر کے حملے کے وقت، آگ لگ جانے کے موقع پر اذان دینا مستحب ہے۔ (ماخوذ از شامی حاشیہ درمختار ج ا ص ۳۵۸)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ دفع بلا کے لئے اذان درست ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا درست ہے" فقیر نے خاص اس مسئلہ میں رسالہ" نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا" لکھا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۳۷۱)

ان احادیث طیبہ اور کتب فقہ کی عبارت سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ نماز کے علاوہ بھی اذان دینے کا حکم ہے کیونکہ اذان سے بلائیں مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں لہذا کرونا جیسی مہلک بیماری و بلا سے بچنے کے لئے اپنے اپنے گھروں میں اذان دے سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ مزید معلومات کے لئے سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ مذکورہ کا مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اذان کے بعد جماعت سے پہلے صلوۃ کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں مؤذن اذان دیتا ہے اور جب پانچ منٹ جماعت میں باقی رہتا ہے تو صلوٰۃ (الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ ﷺ) پکارتا ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اذان کے بعد صلوٰۃ نہیں پکارنا چاہئے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد واجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان کے بعد صلوٰۃ پکارنا جائز ودرست ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اذان کے بعد صلوٰۃ نہیں پکارنا چاہئے وہ محض جہالت ہے۔ اس لئے کہ اذان کے بعد صلوٰۃ پکارنا جائز ہے۔

بہار شریعت میں ہے: متاخرین نے تثویب مستحسن رکھی ہے۔ یعنی اذان کے بعد نماز کے لئے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کے لئے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کئے بلکہ جو وہاں کا عرف ہو مثلاً الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا قامت قامت یا الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ۔

(بہار شریعت، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۴۷۴، المکتبۃ المدینہ)

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: اذان واقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا جائز ومستحسن ہے اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرع میں تثویب ہے اور تثویب کو فقہائے کرام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی نمازوں کے لئے مستحسن قرار دیا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: والتثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب هکذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم وهو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامة وتثویب کل بلدة علیٰ ما تعارفوہ اما

بالتنحنح او بالصلاۃ الصلاۃ او قامت قامت لانہ للمبالغہ فی الاعلام وانما یحصل ذلك بما تعارفوہ کذا فی الکافی ۔اھ (فتاویٰ عالمگیری، جلد اول مصری صفحہ ۵۳)

اور درمختار میں ہے: ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ ، اوراسی کے تحت ردالمختار میں ہے " لظھور التوانی فی الامور الدینیۃ قال فی العنایۃ احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ علیٰ حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوات سوی المغرب مع ابقاء الاول یعنی الاصل وھو تثویب الفجر وما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ۔اور مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے: ویثوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظھور التوانی فی الامور الدینیۃ فی الاصح فتثویب کل بلد بحسب ما تعارفہ اھلھا ۔اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۸ میں ہے: اما التثویب بین الاذان والاقامۃ فلم یکن علیٰ عھدہ علیہ السلام ۔واستحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات کلھا ۔اھ"

درمختار میں ہے" التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبع مائۃ واحدیٰ وثمانین وھو بدعۃ حسنۃ" اھ ملخصا" یعنی اذان کے بعد الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔

(بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۲۶)

لیکن پانچ منٹ باقی رہے اس وقت صلوٰۃ نہ کہے اکثر لوگ کاہل ہوجاتے ہیں اور اذان سن کر مسجد نہیں جاتے بلکہ صلوٰۃ کا انتظار کرتے ہیں پھر صلوٰۃ کے بعد مساجد جاتے جس سے سنت پڑھنے کا وقت نہیں رہ جاتا ہے اس لئے جماعت کھڑی کرنے سے پہلے صلوٰۃ کہی جائے اور لوگوں کو بتادیا جائے کہ کوئی صلوٰۃ کا انتظار نہ کرے کہ صلوٰۃ کے بعد فوراً جماعت کھڑی ہوجاتی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا عورتیں اذان دے سکتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس گھر میں مرد یا لڑکا نہیں ہے یا ہے مگر اذان نہیں دے سکتا تو کیا عورتیں یا لڑکیاں اذان دے سکتی ہیں۔

المستفتی:۔محمد نہال احمد بھاگلپور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا سے محفوظ ہونے کے لئے یا خیر و برکت کے لئے عورت اذان دے سکتی ہے بشرطیکہ ان کی آواز غیر محرم تک نہ جائے کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت یعنی چھپانے والی چیز ہے ہاں آہستہ گھر کے اندر اذان بوقت ضرورت دے سکتی ہیں،اور جو کتب فقہ وفتاوی میں تحریر ہے کہ عورت کی اذان مکروہ ہے تو وہ نماز کے لئے ہے کہ اولاً وحدانیت اور رسالت کی گواہی ہے اور عورت کی گواہی معتبر نہیں نیز اس میں دوسروں تک پہونچانا مقصود ہے اور عورت کی آواز پردہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا قوالی سننے والا اذان دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید مندرجہ ذیل خرافات کا مرتکب ہے، مروجہ مزامیر قوالی گاتا ہے سنتا اور قوالی کا اہتمام بھی کرتا ہے کانوں میں بالیاں پہنتا ہے انگلیوں میں انگوٹھیاں بھی پہنتا ہے،اب درفت طلب امر یہ ہے کی کیا زید اذان دے سکتا ہے؟ اور محفل میلاد میں زید کو بلانا کیسا ہے؟ جبکہ زید مذکورہ بالا عمل سے توبہ بھی کر چکا تھا لیکن پھر وہی عمل قبیح کرتا ہے برائے کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔**عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ تمام افعال ناجائز وحرام ہیں اور کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے مروجہ قوالی مع مزامیر کے بارے میں اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مزامیر جائز نہیں حضور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والدین سردار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ فوائد الفواد شریف میں ارشاد فرماتے ہیں مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہے۔(فتاوی رضویہ ج ر۲۱ص ر دعوت اسلامی)

ناک کان ہاتھوں پیروں میں کسی قسم کا زیور جائز نہیں ہے اگر چہ پلاسٹیک کا ہو کہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من تشبہ بقوم فھو منھم" مرد کے لئے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ والی وہ بھی ساڑھے چار ماشہ (۴رگرام ۶۶۵ چھ سو پینسٹھ ملی گرام ۶۰۰ر چھ سو میکرو ملی گرام سے) کم ہو جائز ہے اس کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا زیور جائز نہیں (عامۂ کتب فقہ)

افسوس کہ آج کل کچھ ایسے پیر ہیں جو حرام کو بھی حلال ٹھہراتے ہیں سچ فرمایا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحرو الحریر والخمر والمعازف" میری امت میں ایسے لوگ ضرور ہونگے جو زنا ریشمی کپڑے شراب اور ڈھول باجوں کو حلال گردانیں گے۔ (صحیح بخاری جلد ثانی صفحہ ۸۳۷ مطبوعہ مجلس برکات)

صورت مسئولہ میں زید فاسق معلن ہے اس سے اذان پڑھوانا یا نعت وغیرہ سننا ناجائز ہے کہ فاسق کی تعظیم ناجائز ہے اور منبر پر بٹھا کر نعت پڑھوانے پر اس کی تعظیم ہے، توبہ کر کے پھر گناہ کرنا بہت برا ہے اور یہ اللہ کے ساتھ استہزا کرنا ہے اس لئے جب تک وہ امور قبیحہ وشنیعہ سے سچے دل سے توبہ نہ کرلے اور قبیحہ افعال سے باز نہ آجائے اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (سورہ انعام آیت ۶۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا وضو کرنے سے گناہ صغیرہ وکبیرہ معاف ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کرنے سے گناہ ڈھل جاتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ڈھل جاتے ہیں تو گناہ صغیرہ یا کبیرہ کی کوئی تخصیص ہے یا دونوں گناہ ڈھل جاتے ہیں؟ **المستفتی:۔** دانش رضا گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک وضو سے گناہ ڈھل جاتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ”عَنْ عَمْرِو بْنَ عَبَسَةَ، يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ الْوُضُوءُ ؟ قَالَ: أَمَّا الْوُضُوءُ، فَإِنَّكَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَغَسَلْتَ كَفَّيْكَ فَأَنْقَيْتَهُمَا خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنِ أَظْفَارِكَ وَأَنَامِلِكَ، فَإِذَا مَضْمَضْتَ وَاسْتَنْشَقْتَ مَنْخِرَيْكَ وَغَسَلْتَ وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحْتَ رَأْسَكَ وَغَسَلْتَ رِجْلَيْكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، اغْتَسَلْتَ مِنْ عَامَّةِ خَطَايَاكَ، فَإِنْ أَنْتَ وَضَعْتَ وَجْهَكَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجْتَ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ. قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: فَقُلْتُ: يَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ، انْظُرْ مَا تَقُولُ، أَكُلُّ هَذَا يُعْطَى فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ ؟ فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَدَنَا أَجَلِي وَمَا بِي مِنْ فَقْرٍ فَأَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وضو کا ثواب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وضو کا ثواب یہ ہے کہ جب تم وضو کرتے

ہو،اور اپنی دونوں ہتھیلی دھو کر انہیں صاف کرتے ہو تو تمہارے ناخن اور انگلیوں کے پوروں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب تم کلی کرتے ہو،اور اپنے نتھنوں میں پانی ڈالتے ہو،اور اپنا چہرہ اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے ہو،اور سر کا مسح کرتے ہو،اور ٹخنے تک پاؤں دھوتے ہو تو تمہارے اکثر گناہ دھل جاتے ہیں، پھر اگر تم اپنا چہرہ اللہ عزوجل کے لیے (زمین) پر رکھتے ہو تو اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتے ہو جیسے اس دن تھے جس دن تمہاری ماں نے تمہیں جنا تھا۔(سنن نسائی کتاب: پاکی کا بیان باب: حکم خداوندی کے مطابق وضو کرنا حدیث نمبر ۱۴۷)

رہی بات صغیرہ کبیرہ کی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گناہ صغیرہ معاف ہوتے ہیں۔(مراۃ المناجیح جلد اول کتاب الطہارۃ فصل اول حدیث نمبر ۴)

مگر صحیح یہ ہے کہ گناہ صغیرہ وکبیرہ دونوں گناہ دھل جاتے ہیں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت علماء فرماتے ہیں یہاں گناہوں سے صغائر مراد ہیں۔**اقول:** میں کہتا ہوں (سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ) تحقیق یہ ہے کہ کبائر بھی ڈھلتے ہیں اگر چہ زائل نہ ہوں یہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اکابر اولیائے کرام قدست اسرارہم کا مشاہدہ ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد اول ص ۷۷۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ مزید معلومات کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ "بارق النّور فی مقادیر ماء الطهور (۱۳۲۷ھ) جو جلد اول ص ۷۷۶ پر موجود ہے اور "الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل (۱۳۲۰ھ) جو جلد دوم ص ۴۳/ پر موجود ہے دونوں رسالوں کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سب سے پہلے اذان کس نے دی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سب سے پہلے اذان کس نے دی ہے؟

المستفتی:۔عبدالستار خاں قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سب سے پہلے اذان سید الملائکہ روح الامین جبرئیل علیہ السلام نے دی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین ہند پر اترے تو آپ پر تنہائی کی وجہ سے وحشت طاری ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اذان پڑھی جس سے آپ کی وحشت دور ہوگئی۔(مواہب اللدنیہ شریف ج ۲ ص ۴)

اور مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام معراج کی رات بیت المقدس میں (اذان) دی جب حضور ﷺ نے سارے نبیوں کی امامت فرمائی یہ سب سے پہلی اذان ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۷۶ باب الاذان)

اور اسلام میں ۱ھ میں مؤذن رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اذان پڑھی جیسا کہ کتب احادیث وتفاسیر میں ہے۔واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(اذان سن کر شیطان کیوں بھاگتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تو آخر وہ کیوں بھاگتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ سلمان رضا رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم جنگل اور بکری پسند کرتے ہو لہٰذا جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں رہو اور اذان دو نماز کے لئے تو اپنی آواز بلند کرو اس لئے کہ جہاں تک مؤذنوں کی اذان کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو بھی جن و انسان یا کوئی چیز اذان کی آواز سنے گی وہ قیامت کے دن مؤذنوں کے لئے گواہی دیگی۔ (بخاری شریف ج ا رباب الاذان رفع الصوت باالنداص ۸۶)

اسی حدیث پاک کی شرح میں علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس ڈر سے بھاگتا ہے کہ مجھے گواہی نہ دینی پڑے اگر چہ وہ شہادت کا اہل نہیں ہے مگر وہ اپنے کو شاہد اہل سمجھتا ہے۔ (نذہۃ القاری ج ۳ ص ۱۰۱) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا نبی اکرم ﷺ نے کبھی اذان پڑھی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی اذان پڑھی ہے یا نہیں؟ مراۃ المناجیح ج ا رص ۳۸۶ رمیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی اذان نہیں پڑھی ہے جن روایات میں اذان دینے کا ذکر ہے وہاں حکم اذان مراد ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ جاوید عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں اذان پڑھی ہے اور اشھد ان محمد رسول اللہ کے بجائے اشھد انی رسول اللہ پڑھا ہے۔(فتاوی رضویہ شریف ج ۲ رباب الاذان والاقامہ ص ۳۸۸)

اور علامہ شارح بخاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ سہیلی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں حضور اقدس ﷺ نے اذان دی ہے اس حالت میں صحابہ کو نماز پڑھائی کہ وہ اپنی سواریوں پر ہی تھے اوپر سے بارش ہو رہی تھی اور نیچے کیچڑ تھا اور امام نووی علیہ الرحمہ نے بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے سفر میں ایک مرتبہ اذان دی ہے۔(نزہۃ القاری جلد ۳ رصفحہ ۹۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(دیوبندی وہابی کی اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندی اور وہابی کی اذان کا جواب دینا چاہئے کہ نہیں؟ **المستفتی**:۔محمد صالح مغلسرائے بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسم جلالت (اللہ تعالیٰ) پر کلمۂ تعظیم اور رسالت (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھیں اگرچہ یہ اسمائے طیبہ کسی کی زبان سے ادا ہوں مگر وہابی کی اذان اذان میں شمار نہیں جواب کی حاجت نہیں۔(فتاوی رضویہ جدید جلد ۵ صفحہ ۴۲۲)

البتہ اگر کسی نے جواب دے دیا تو اس پر کوئی حکم نہیں لگے گا لیکن جب وہابی کی اذان، اذان نہیں تو جواب دینا بے معنی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا زید مرتد ہونے کے بعد اذان دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید مسلم ہے اور اذان و اقامت اور کبھی ضرورت پڑنے پر امامت بھی کرتا ہے اس نے ہندوؤں کے کسی دیوتا کی پوجا کی یا اس پر ایمان رکھا اب وہ اذان دے تو جماعت ہوگی یا نہیں؟ **المستفتی**:۔صدام حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوتا کی پوجا کرنے کی وجہ سے زید کافر و مرتد ہوگیا کیونکہ بت کی پوجا کرنا کفر ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ جلد ۲۱/ص ۲۷۹/ پر ہے،اور مرتد کی اذان و اقامت درست نہیں اور نہ اس کے پیچھے نماز ہوگی مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو مسجد سے باہر کر دیں اور جب تک تجدید ایمان اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح نہ کرلے اذان نہ دینے دیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی عفی عنہ

(مغرب میں اذان اور جماعت کے بیچ کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اذان مغرب اور جماعت کے بیچ کتنا وقفہ کرنے کی اجازت ہے اگر دو چار نمازی وضو کر رہے ہوں اور امام ان کے انتظار میں چار یا پانچ منٹ کا وقفہ روزانہ کرے تو کیا حکم ہے؟ مع حوالہ مشکور فرمائیں

المستفتی:۔غلام علی لکھیم پوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تقریباً اذان کے بعد پندرہ بیس منٹ کا فاصلہ ہر جگہ رکھا گیا ہے تاکہ اذان سن کر لوگ اپنی ضروریات مثلاً استنجا وضو سے فارغ ہو کر سنت ادا کر سکیں علاوہ مغرب کے۔ ہاں متعینہ وقت ہونے کے بعد اگر جماعت کے آدمی موجود ہو تو وقت مستحب سے زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں بلکہ بعض دوسرے مقتدیوں کو گراں گذرے تو انتظار منع ہے اور مغرب میں تاخیر کرنی مکروہ ہے پھر جتنی تاخیر ہوگی کراہت بڑھتی جائے گی۔

لہذا ایسی صورت میں جماعت کے آدمی موجود ہونے پر دوسرے بعض نمازیوں کے لئے انتظار کرنا اور جماعت کو مؤخر کرنا جائز نہیں حتّٰی کہ اگر خود جماعت تاخیر ہونے والی ہو تو تنہا نماز پڑھ لے اور تاخیر کی کراہت سے بچے۔ (فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۱۷۷)

روز ابر (جس دن بادل ہو) کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گتھ

گئے تو مکروہ تحریمی ہے۔(بحوالہ درمختار جلداول صفحہ 246 رفتاوی عالمگیری جلداول صفحہ 48 ر بہار شریعت جلداول حصہ سوم صفحہ ۱۹ ر مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

اگر امام جان بوجھ کر تاخیر کرتا ہے اور لوگوں کا انتظار کرتا ہے۔تاکہ لوگ خوش رہیں۔تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام صاحب کو کوئی دانا بینا شخص سمجھائے تاکہ امام صاحب مذکورہ فعل سے باز آجائیں اور وقت مقررہ پر جماعت قائم کریں: اور امام صاحب اپنی اس حرکت سے توبہ واستغفار کریں۔اور اگر امام صاحب توبہ واستغفار کرنے سے انکار کریں اور بضد مذکورہ فعل سے باز نہ آئیں جس کی وجہ سے بعض مقتدی متنفر ہو جائیں تو باعزت امام صاحب کو معزول کردیں۔اور نمازوں کی حفاظت کریں۔کیونکہ ایسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست نہیں۔جس میں کراہت پائی جائے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(اذان خطبہ کا جواب دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ میں خطبہ کے وقت جواَذان ہوتی ہے اس کا جواب زبان سے دینا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد توفیق رضا اتر دیناج پور (بنگال)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان ثانی کا جواب ہو یا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود زبان سے پڑھنا منع ہے دل میں پڑھ سکتا ہے کہ جن تک آواز پہونچ رہی ہے انہیں خاموش رہنا فرض ہے اور جن تک آواز نہ پہونچ رہی ہو انہیں خاموش رہنا واجب ہے۔فتاوی ہندیہ اول مطبع بروت ص ۱۴۷/ میں ہے" اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام واذا صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی انفسهم امتثالا للامر و السنة الانصات کذا فی التاتارخانیه ناقلا عن الحجة" اور ہدایہ اول کتاب الصلوۃ باب الجمعہ ص۱۷۱/ میں ہے" واذا خرج الامام یوم الجمعة ترك الناس الصلوة والكلام حتی یفرغ من خطبته"

لیکن یہ حکم امام کے لئے نہیں ہے بلکہ امام کو کہنے کی اجازت ہے جیسا کہ مذکورہ بالا ہدایہ کی عبارت کے حاشیہ نمبر ۲ میں ہے" المراد من الکلام اجابة الموذن واما غیره من الکلام فیکره اجماعا " امام یعنی خطیب اگر زبان سے بھی جواب اذان دے یا دعا کرے بلاشبہ جائز ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم ص۶۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

غلام غوث اجملی

(اذان ثانی کے بعد دعا پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے اذان ثانی میں اذان کے بعد کی دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو مؤذن و امام اور مقتدی سب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔ محمد حمدان رضا جیلانی سعد اللہ نگر بلرامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمعہ کے دن اذان ثانی کے بعد دعا پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر بچنا اولی ہے جیسا مجدد اعظم کنزالکرامت اعلٰی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اذان خطبہ کا جواب اور اس کے بعد دعا میں امام صاحبین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اختلاف ہے بچنا اولی اور اگر کریں تو حرج نہیں یوں ہی اذان خطبہ میں نام پاک پر انگوٹھے چومنا اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن خطبہ میں محض سکوت وسکون کا حکم ہے خطبہ میں نام پاک سنکر صرف دل میں درود پاک پڑھیں اور کچھ نہ کریں زبان کو جنبش بھی نہ دیں۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ نمبر ۷۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(اذان میں ایک دو حرف چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر اذان میں کوئی ایک یا دو حرف چھوٹ جائے تو کیا دوبارہ اذان دینی ہوگی؟ **المستفتی:۔** احسان رضوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

اذان و اقامت میں کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اگر اذان یا اقامت کے بعد فوراً یاد آجائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا وہیں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر کے بعد یاد آئے تو شروع سے لوٹائے "ویترسل فیہ بسکتتہ بین کل کلمتین ویکرہ ترکہ وتندب اعادہ"

(درمختار بیروت ۲:۴۹ زکریا ۲:۵۴)

اگر فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم بھول جائے اور اگر فوراً اذان میں یاد آجائے تو اسے کہہ لینا چاہئے اور پھر بعد کے کلمات کو دہرا لے لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئے تو کوئی حرج نہیں اذان مکمل ہوگئی پھر لوٹانے یا مذکورہ کلمہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

(درمختار مع شامی زکریا ۲:۵۴ / بہار شریعت اذان کا بیان / احسن الفتاوی ۲:۲۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری

(قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل قبرستان میں دفن کرنے کے بعد جو قبر پر اذان دی جاتی ہے کیا یہ درست ہے بکر کہتا ہے کہ جائز ہے اور زید کہتا ہے کہ جائز نہیں؟ اس مسئلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں جزاک اللہ خیرا

المستفتی:۔سجاد رضا نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

بکر کا قول درست و باصواب ہے اور زید خطا پر ہے۔بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،عن أبي هريرة إذا نُودِيَ لِلصَّلاةِ أدْبَرَ الشَّيْطانُ، وله ضُراطٌ، حتّى لا يَسْمع التَّأْذِينَ، فَإذا قَضى النِّداءَ أقْبَلَ، حتّى إذا ثُوِّبَ بالصَّلاةِ أدْبَرَ، حتّى إذا قَضى التَّثْوِيبَ أقْبَلَ، حتّى يَخْطِرَ بيْنَ المَرْءِ ونَفْسِهِ، يقولُ: اذْكُرْ كَذا، اذْكُرْ كَذا، لِما لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حتّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لا يَدْرِي كَمْ صَلّى.البخاری (صحیح البخاری)

یعنی جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے۔الخ

اور صحیح مسلم کی روایت میں یوں ہے "عن جابر بن عبداللہ إنَّ الشَّيْطانَ إذا سَمِعَ النِّداءَ بالصَّلاةِ ذَهَبَ حتّى يَكونَ مَكانَ الرَّوْحاءِ. قالَ سُلَيْمانُ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحاءِ فقالَ: هي مِنَ المَدِينَةِ سِتَّةٌ وثَلاثُونَ مِيلًا" (صحیح مسلم)

یعنی شیطان جب اذان سنتا ہے تو بھاگ کر مقام روحاء تک چلا جاتا ہے۔ اور روحاء مدینہ شریف سے چھتیس میل جو تقریباً ۵۹ ر کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جب منکر نکیر کا سوال ہوتا ہے تو شیطان خلل انداز ہو کر مردے کو بہکاتا ہے اس لئے اذان دے کر اسے بھگایا جاتا ہے اس کے علاوہ اس اذان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں جس کی تفصیل سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی مستقل ایک رسالہ مبارکہ،، ایذان الاجر فی اذان القبر،، میں موجود ہے۔ بعض قبروں پر بعد دفن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکبیر کہنا ثابت ہے۔ زمانہ رسالت میں اس طرح کی اذان قبر پر ثابت نہیں یہ بعد کی ایجاد ہے جو جائز و درست ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک کے تیس پارے بنانا۔ اسے معرب کرنا، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، علم کلام، ایمان مجمل وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ نہ تھا مگر بعد میں مدون ومروج ہو کر جائز و مستحسن قرار پایا۔ اسی طرح قبر پر اگر چہ مروج اذان نہ ہوتی تھی مگر اس میں کثیر فوائد ہیں اس لئے جائز و مستحسن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(مردہ بچہ کے کان میں اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچہ پیدا ہونے کے ایک گھنٹہ کے بعد انتقال کرگیا اب مردہ بچہ کے کان میں اذان دینا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد سلمان بیگ نقشبندی مجددی مشاہدی امام نقشبندی جامع مسجد سہاڑہ کھنڈوہ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچہ پیدا ہونے کے بعد جتنا جلدی ہوسکے اس کے نال کاٹے جائیں اس کو غسل دیا جائے اور دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی جائے،، زیادہ دیر کرنے سے اکثر بچہ بیمار رہتا ہے"کما فی الملفوظ"اور بچے کے کان میں اذان دینے میں حکمت یہ ہے کہ بچے کے کان میں سب سے پہلے اللہ کا نام اقدس داخل ہو جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ بچے کے کان میں اذان دینے کی حکمت بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حکمت یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالی کے ذکر کو ایمان کی دعا کی صورت میں سنے۔(مرقات المفاتیح کتاب الصید والذبائح باب العقیقہ جلد ہفتم)

صورت مسئولہ میں جب بچے کا انتقال ہوگیا تو اس کے کان میں اذان دینے کی حکمت نہ رہی لہذا اب اس کے کان میں اذان نہ پڑھی جائے۔واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد علی قادری واحدی

(اذان سے قبل درود پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اذان سے قبل درود شریف پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟

المستفتی:۔محمد ارشاد عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

درود وسلام ہر جگہ ہر وقت ہر گھڑی پڑھنا جائز ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ”اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا“ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔(کنزالایمان،،سورہ احزاب آیت نمبر ۵۶)

اس آیت میں کسی وقت کسی جگہ کو معیّن نہیں کیا گیا بلکہ مطلق ارشاد ہے کہ خوب درود وسلام پڑھو پھر اذان سے پہلے پڑھنے پر اعتراض کیوں؟ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنی نجار کی ایک عورت سے روایت کیا اس نے کہا کہ میرا گھر مسجد نبوی کے گرد طویل ترین گھر تھا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ میرے گھر کی چھت پر فجر کی اذان دیتے تھے۔پس آپ سحر کے وقت آجاتے، چھت پر بیٹھ کر طلوعِ صبح صادق کو دیکھتے رہتے، پس جب آپ دیکھتے کہ صبح صادق کی روشنی پھیل گئی ہے تو پھر یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ وَاسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ اَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ“ اے اللہ تعالی میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مدد چاہتا ہوں اس بات پر کہ قریش تیرے دین کو قائم کریں پھر اذان دیتے۔انصاری عورت نے کہا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک رات بھی یہ کلمات چھوڑے

ہوں۔(سنن ابی داؤد، جلد اول ص ۷۷)

حضرت امام حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہے(الدرایہ ص ۱۲۰)

اگر اذان سے پہلے کچھ پڑھنا یا درود وسلام پڑھنے سے اذان میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اذان دعوت ناقص واقع ہوتی ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ انصاری عورت کہتی ہے کہ میرے علم کے مطابق انہوں نے کبھی اذان سے پہلے ان کلمات کو نہیں چھوڑا۔کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کو اَللّٰھُمّ سے شروع سمجھا جائے گا؟ رفتہ رفتہ اذان کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر سلطان ناصر الدین ایّوبی علیہ الرّحمہ نے اذان سے پہلے درود وسلام کی ابتداء کروائی حضرت امام سخاوی اپنی کتاب ’’القول البدیع‘‘ میں فرماتے ہیں کہ حضرت صلاح الدین ایّوبی علیہ الرّحمہ کے دور میں اذان سے پہلے الصّلاۃ والسّلام علیک یارسول اللہ پڑھتے تھے۔

اس امّت کے چار بڑے بڑے محدّثین جنکو تمام مسلمان مانتے ہیں، اُنہوں نے اذان سے قبل درود وسلام کو جائز لکھا ہے۔

(۱) حضرت امام شُعرانی علیہ الرّحمہ نے اپنی تصنیف کشف الغمہ میں جائز لکھا۔

(۲) حضرت امام حجر شافعی علیہ الرّحمہ نے اپنی فتاویٰ کی کتاب فتاوی کبریٰ میں جائز لکھا۔

(۳) حضرت امام مُلّا علی قاری علیہ الرّحمہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں جائز لکھا۔

(۴) حضرت امام شامی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ شامی میں اذان سے پہلے اور اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے درود وسلام پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔

نوٹ:۔اذان سے قبل درود وسلام پڑھنے کو بدعت کہنے والے کوئی ایک محدّث کا بھی حوالہ نہیں دے سکتے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عمر فاروق ربّانی

(کیاداڑھی منڈے کی اذان واقامت درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی داڑھی نہیں ہے یعنی داڑھی ہے لیکن منڈوا دیتا ہے لیکن زید پھر بھی نماز نہیں چھوڑتا زید اذان بھی دیتا ہے اور تکبیر بھی پڑھتا ہے کیا زید کی اذان وتکبیر اورنماز مانی جائے گی؟ المستفتی:۔راحت فتح علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

داڑھی منڈانے والافاسق ہے جیسا کہ درمختار جلد پنجم صفحہ ۲۶۱؍پر ہے"یحرم علی الرجل قطع لحیتہ"داڑھی منڈانے والے کی اذان مکروہ ہے اس لئے کہ وہ فاسق ہے۔اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۲۸۹؍پر ہے"یکرہ اذان فاسق"

اور حضور صدرالشریعہ فرماتے ہیں کہ خنثی وفاسق اگر چہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔(بہارشریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۳۱؍ماخوذ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۸۶)

علامہ بحر العلوم مفتی عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے،حدیث شریف میں ہے"قصوا الشارب واعفوا اللحی"یہ حدیث مشکوۃ شریف صفحہ ۳۸۱؍بخاری ومسلم شریف دونوں کے حوالے سے مذکور ہے۔

(فتاوی بحر العلوم جلد اول صفحہ ۱۴۱)

ان تمام کتب سے یہی معلوم ہوا کہ فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے گا چونکہ فاسق کی

اذان مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی لہٰذا اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو فاسق کی دی ہوئی اذان کا اعادہ کیا جائے اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو اذان کا اعادہ نہ کیا جائے اسی پر قناعت کی جائے کیونکہ جھگڑا کرنے سے ہمارا ہی نقصان ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ" یعنی بہتر مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔(بخاری شریف کتاب الایمان جلد اول صفحہ 13 رقم حدیث 10 صحیح مسلم شریف کتاب الایمان جلد اول صفحہ 65 رقم حدیث 40)

اور اب رہا یہ مسئلہ کہ فاسق کی نماز ہوتی ہے کہ نہیں تو اس بارے میں حضور عبد المنان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ داڑھی منڈے کی نماز ہوتی تو ہے مگر مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ دوبارہ عیب دور کر کے دہرائی جائے جیسا کہ درمختار میں ہے "کل صلاۃ ادیت مع الکراھۃ تجب اعادتھا" جو نماز مکروہ پڑھی گئی اس کا دہرانا واجب ہے۔

مختصر یہ کہ اس طرح نماز پڑھنے کے بعد بھی آخرت میں مواخذہ ہوگا اگر صحیح طریقہ سے دہرایا نہیں تو، ہاں اس کا عذاب تارک الصلوۃ کے عذاب سے کم ہوگا، فاسق کی نماز کا معاملہ عند اللہ رہتا ہے کہ رب کی مرضی قبول فرمائے یا نہ قبول فرمائے۔

نوٹ:۔ ایسا مسئلہ فاسق کے سامنے بیان کرنے سے اجتناب فرمائیں ورنہ جو آتے ہیں نماز پڑھنے وہ بھی نہیں آئیں گے۔(فتاوی بحر العلوم جلد اول صفحہ 444) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(اذان میں ایک اشہد ان محمد رسول اللہ کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تکبیر ایک جملہ یعنی اشھد ایک بار کہہ کر آگے دوسرے جملے حی الصلاۃ کہتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ جو دو بار کہا جاتا ہے اسکی دلیل عطا فرمائیں صحاح ستہ کی حدیث سے۔ **المستفتی:۔محمد عبد المجید رضوی لو دھراں**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تکبیر کے الفاظ کا دو مرتبہ کہنا حدیث شریف سے ثابت ہے ملاحظہ ہو ''عن عبداللہ بن زید قال کان اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفعا شفعا فی الاذان والاقامۃ قال ابو عیسی حدیث عبداللہ بن زید رواہ وکیع عن الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی ان عبداللہ بن زید رای الاذان فی المنام وقال شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عب عبدالرحمن بن ابی لیلی قال ثنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عبداللہ بن زید رای الاذان فی المنام وھذا اصح من حدیث ابن ابی لیلی وعبدالرحمن بن ابی لیلی لم یسمع من عبداللہ بن زید قال بعض اھل العلم الاذان مثنی مثنی والاقامۃ مثنیی مثنیی وبہ یقول سفیان الثوری وابن المبارك واھل الکوفۃ ''عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان واقامۃ دو دو مرتبہ کہی جاتی تھی امام ابو عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روایت کیا ہے

وکیع نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ اور انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا شعبہ عمرو بن مرہ اور وہ عبدالرحمن ابی لیلی سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن زید نے اذان کو خواب میں دیکھا یہ اصح ہے ابن ابی لیلی کی حدیث سے اور عبدالرحمن بن ابی لیلی کو عبداللہ بن زید سے سماع نہیں ہے۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ اذان و اقامت دونوں دو دو مرتبہ ہیں اور سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ احناف کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اذان و اقامت کے الفاظ دو دو مرتبہ ہونا چاہئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔(ترمذی شریف جلد اول باب ماجاء فی ان الاقامۃ مثنی مثنی صفحہ ۲۷ مجلس البرکات)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(بیٹھ کر اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اس مسئلہ میں کہ بیٹھ کر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں اللہ رب العزت تمام مفتیان عظام علمائے کرام کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے آمین ثم آمین یارب العالمین

المستفتی:۔دعاؤں کا طالب قاری سید شبیر حسین نقوی بخاری پھول نگر ضلع قصور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز پنجگانہ کے لئے بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے ہاں اپنے کسی مقصد کے لئے بیٹھ کر اذان دینے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "ویکرہ الاذان قاعدا وان اذن لنفسہ قاعدا فلا بأس بہ" (عالمگیری ج ۱ ص ۶۰)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے اگر کہی تو اعادہ کرے۔مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہہ لے تو مکروہ نہیں۔(بہار شریعت ج ۱ ح ۳ ص ۲۱ / قدیم)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے لہذا اذان کا اعادہ کیا جائے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(عورت کب اذان دے سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت کب اذان دے سکتی ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

المستفتی:۔کنیز فاطمہ رضویہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت نماز کے لئے کسی بھی صورت میں اذان نہیں دے سکتی عورتوں کو اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اگر دے گی تو گنہگار ہوگی ،اوراعادہ کیا جائے گا کیونکہ یہ صرف مردوں ہی کے لئے مشروع ہے عورتوں کے لئے نہیں ۔سرکار صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عورتوں کو اَذان و اِقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے،کہیں گی گناہ گار ہوں گی اوراعادہ کی جائے ۔ (عالمگیری ردالمحتار)

عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اَذان و اِقامت مکروہ ہے، اگرچہ جماعت سے پڑھیں کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے ۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم اذان کا بیان)

ہاں اگر کسی بلا مصیبت سے نجات پانے کے لئے دے تو کوئی حرج نہیں دے سکتی ہے بشرطیکہ اس کی آواز غیر محرم تک نہ جائے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(اذان کی آواز سن کر کتے کیوں روتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں اذان شروع ہوتی ہے تو اذان کی آواز سن کر کتے رونا شروع کر دیتے ہیں کیا شریعت میں اس بارے میں کچھ کہا گیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔محمد ذاکر حسین للولی فتح پور**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث پاک میں ہے"عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذانودی للصلوۃ ادبر الشیطان ولہ ضراط حتی لایسمع التأذین فاذاقضی النداء اقبل حتی اذا ثوب بالصلاۃ ادبر حتی اذاقضی التثویب اقبل حتی یخطر بین المرء ونفسہ۔ الی آخر "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اوراس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی جب اذان مکمل ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے یہاں تک پھر جب اقامت کہی جائے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور جب مکمل ہوجائے تو پھر سامنے آتا ہے اور دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بات یاد کر وہ بات یاد کر وہ باتیں جو اسے یاد نہیں ہوتیں حتی کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی مختصرا۔(صحیح بخاری شریف کتاب الاذان صفحہ 237)

چونکہ جانوران مخلوق کو بھی دیکھتے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھ پاتے یونہی کتے شیطان کو بھاگتے

ہوئے دیکھتے ہیں ہوسکتا ہے کہ اسی لئے بوقت اذان بھوکتے ہوں لٰہذا اس سے کوئی پریشانی کے آثار نہیں ہیں اور بدفالی لینا بھی درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(سعودی عرب میں جواذان ہوتی ہے اس کا جواب دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو سعودی عرب میں مسجد ہے اس میں جواذان ہوتی ہے ظاہر سی بات ہے کہ وہ گمراہ ومرتد لوگ ہیں تو ایسے لوگوں کی اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟ اوران کی اذان کو اذان ماننا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔محمد سلمان برکاتی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سعودی عرب کی اکثر مسجدوں میں وہابی دیوبندی امامت واذان کے کام کو انجام دیتے ہیں اور وہابی دیوبندی کافر و مرتد ہیں بمطابق فتوی حسام الحرمین کے تو جب معلوم ہوگیا کہ وہابی دیوبندی کافر و مرتد ہیں تو وہابی کی اذان اذان نہیں ہے تو اس کا جواب دینے کی بھی حاجت نہیں البتہ اسم جلالت پر کلمہ تعظیم واسم رسالت پر درود شریف پڑھیں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اسم جلالت پر کلمہ تعظیم اور نام رسالت پر دورد شریف پڑھیں گے اگر چہ یہ اسمائے طیبہ کسی کی زبان سے ادا ہوں مگر وہابی کی اذان اذان میں شمار نہیں، جواب کی حاجت نہیں اور اہلسنت کو اس پر اکتفا کی اجازت نہیں بلکہ ضرور دوبارہ اذان کہیں (فتاوی رضویہ شریف قدیم جلد دوم صفحہ ٤٢١ رضا اکیڈمی بحوالہ فتاوی مشاہدی جلد اول صفحہ ١٦٦) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(وقت سے پہلے اذان ہوئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر وقت سے پہلے اذان دے دی گئی تو دوبارہ کہیں گے کہ نہیں؟ المستفتی:۔محمد ارشد رضا پروانہ سالماری کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وقت سے پہلے اگر اذان کہی گئی تو اذان کا اعادہ کیا جائے گا یا وقت سے پہلے شروع کی تھی اثنائے اذان میں وقت ہو گیا جب بھی اعادہ کیا جائے گا جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وقت ہونے کے بعد اَذان کہی جائے قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان میں وقت آگیا، تو اعادہ کی جائے ۔(فتاوی ھندیہ کتاب الصلوۃ باب الاذان جلد اول صفحہ ۴۵ / بہار شریعت جلد اول حصہ سوم اذان کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہو تو کیا اس کا جواب دینا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لاوڈ سپیکر میں اذان کی آواز سن کر اس کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد مقیم رضا از بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علمائے محققین کے نزدیک یہ اختلاف ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا نہیں؟ بعض علماء بعینہ متکلم کی آواز مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے، تو اگر لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہو اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز نہ مانیں تو خاموش رہنے اور جواب دینے کے بارے میں وہ حکم نہ ہوگا جو اذان کی اصل آواز پر ہے اور اگر متکلم ہی کی آواز مانیں تو پھر وہی حکم ہوگا جو اذان کی اصل آواز پر ہے کہ جب اذان ہو تو اتنی دیر سلام وکلام اور جواب سلام تمام کام کاج چھوڑ دیا جائے اور اذان کو غور سے سنا جائے اور اذان کا جواب دیا جائے گا جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہتا ہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے اور احتیاط بھی یہی ہے کہ اذان کے وقت خاموش رہیں خواہ لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہو یا بغیر لاؤڈ اسپیکر کے۔(فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 159 باب الاذان)

میں کہتا ہوں کہ متکلم کی آواز مانی جائے یا نہ مانی جائے بوقت اذان خاموش رہ کر سنے اور جواب دے کہ یہی بہتر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد شاکر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ومنع ہے اب وہ چاہے جمعہ کی اذان ہو یا پھر پنج وقتی اذان ہو اور چاہے لاؤڈ اسپیکر سے ہو یا غیر لاؤڈ اسپیکر سے دونوں صورتوں میں مکروہ ومنع ہے۔

(فتاوی قاضی خان جلد اول صفحہ 78رفتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ 55)

اور بحر الرائق جلد اول صفحہ 255 پر ہے"لا یؤذن فی المسجد" اور طحطاوی علی مراقی صفحہ 107 پر ہے"یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم"یعنی مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نیز خلفاء راشدین رضی اللہ عنھم اجمعین سے مسجد کے اندر اذان دلوانا کبھی ایک بار بھی ثابت نہیں ہے جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم پر افترا کرتے ہیں،ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف جلد دوم صفحہ 415 پر ہے۔

(ماخوذ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ 90 مکتبہ فقیہ ملت دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(اذان ثانی ہلکی آواز میں ہوئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ کے لئے اذان ثانی اتنی ہلکی آواز میں ہوئی کہ مقتدیوں کو سنائی نہ دی آیا نماز ہوئی یا نہیں؟ **المستفتی**:۔سجاد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان ثانی بھی ایک طرح کا اعلان ہے اسے بھی بلند آواز سے دینی چاہئے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اکثر جگہ دیکھا گیا کہ اذان ثانی پست آواز سے کہتے ہیں، یہ نہ چاہئے بلکہ اسے بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے اور جس نے پہلی نہ سنی اسے سن کر حاضر ہو۔(بہار شریعت ح ۳ اذان کا بیان)

پھر بھی اگر بلند آواز سے نہ دی گئی یا اذان ثانی ہی نہ دی گئی جب بھی نماز ہو جائے گی کہ اذان اول جماعت کے لئے کافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(کیا کھانا کھاتے وقت اذان کا جواب دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ اگر کوئی شخص کھانے میں مشغول ہو تو کیا اسے اذان کا جواب دینا ضروری ہے؟ **المستفتی**:۔دانش رضا گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کھانا کھاتے وقت اذان ہو تو ختم اذان تک رک جائیں اور اذان کا جواب دیں کیوں کہ دوران اذان تمام کام کو بند کر دینے کا حکم ہے یہاں تک کہ تلاوت قرآن مجید بھی۔

بہار شریعت میں ہے: جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے یونہی اقامت میں راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کے لئے کھڑا ہو جائے سنے اور جواب دے جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔(ج ا ح ۳/اذان کا بیان ص ۴۷۳ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(لوگ چھت پر ۱۰/ بجے اذان دیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ چھت پر ۱۰/ بجے اذان دیتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟ دینا چاہئے کہ نہیں؟ **المستفتی**: ۔محبوب عالم گورکھپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان دینا بالکل صحیح ہے اس وقت کورنا وائرس جو ایک طرح کی وبا ہی ہے۔اور کوئی بھی وبا ہو اس وقت اذان پڑھنا مستحب ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ وبا کے زمانے میں اذان بھی مستحب ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۶) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے سے روک دیا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت بلال حبشی کا وہ واقعہ جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت بلال کو اذان دینے سے روک دیا گیا تھا یہ کہاں تک درست ہے؟ دلیل سے واضح کریں۔ **المستفتی:۔محمد تفسیر احمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سے معزول کرنے کا ذکر ہم کو نہیں ملا۔بلکہ عینی جلد پنجم صفحہ ۱۰۸ میں ہے: واذان بلال بحضرۃ رسول اللہ ﷺ سفرا وحضرا وھو مؤذن رسول اللہ ﷺ باطباق اھل الاسلام الیٰ ان توفی رسول اللہ ﷺ ومؤذن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیٰ ان توفی ”حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے لئے سفر اور حضر ہر دو حال میں اذان دیتے اور یہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات کے آخری زندگی تک مؤذن رہے۔(فتاویٰ بحر العلوم جلد اول صفحہ ۱۰۸)

لہذا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو کبھی منصب مؤذن سے معزول نہیں کیا گیا اور اگر کیا گیا بھی ہوگا تو یہ چیز میرے نظر سے نہیں گزری۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(اذان کی شروعات کب اور کیسے ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اسلام میں اذان کب سے شروع ہوئی اور کس صحابئ رسول نے خواب دیکھا تھا؟ **المستفتی:**۔سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں فرض ہو چکی تھی کیونکہ مکی زندگی میں کفار مکہ کا غلبہ تھا اور مسلمان چھپ چھپا کر نماز پڑھا کرتے تھے ایسے ماحول میں اذان کی ہرگز ضرورت نہیں تھی ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ وسلم نے مسجد نبوی تعمیر کروائی اور مہاجرین وانصار مسلمانوں کے درمیان رشتہ مواخات (بھائی چارہ) قائم کیا اب ایک ننھی منی اسلامی حکومت بھی قائم ہو چکی تھی اور اسلام کو غلبہ بھی حاصل ہو چکا تھا ایسے ماحول میں نماز کے لئے مسلمانوں کو جمع کرنے کے بارے میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشاورت یعنی مشورہ کیا اس صورت میں مختلف آراء سامنے آئیں لیکن کسی نہ کسی اعتبار سے یہود ونصاریٰ آتش پرستوں اور بت پرستوں سے موافقت رکھتی تھیں جو آپ نے مسترد فرمادیں بہرحال ،، الصلوۃ جامعۃ ،، کے الفاظ پر اتفاق کرتے ہوئے اجلاس برخاست ہوگیا مشہور انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالی کی طرف سے فرشتے نے انہیں خواب میں اذان سکھائی اور پیغام دیا کہ بیداری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیجئے گا کہ آپ ﷺ حضرت بلال حبشی کو حکم فرمائے کہ وہ بایں الفاظ لوگوں کو نماز کی دعوت دیں۔

چنانچہ انہوں نے بیداری کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں پیغامِ خدا عرض کر دیا اسی رات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی یہی اذان والا خواب دیکھا اور انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا خواب عرض کر دیا حکم ملنے پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلی اذان فجر کی نماز کے لئے کہی اذان سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اذان کے الفاظ تو مجھے بھی خواب میں سکھائے گئے ہیں گویا کہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین نے خواب میں اذان کے الفاظ سیکھے جو حضور ﷺ نے پسند فرمایا اسی طرح دعوت نماز کے لئے اذان کا آغاز ہوا۔ (شرح مسند امام اعظم صفحہ 255) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(خطبہ کی اذان کس جگہ سے دی جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کس جگہ سے دی جائے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد اقبال رضوی مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے خارج مسجد سے دی جائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے "عن السائب بن یزید قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر"۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر رونق افروز ہوتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسے ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں بھی رائج تھا۔(ابوداؤد شریف جلد اول ص 162)

اور جیسا کہ تفسیر جمل جلد چہارم ص 343 پر آیت کریمہ اذا نودی للصلوۃ کے تحت ہے "اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد"یعنی جب حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی تو ان احادیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اذان خارج مسجد سے دی جائے گی الحمد للہ ہم اہل سنت اسی پر عمل پیرا ہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول ص 414) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے کیا پڑھا جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کے بعد کلمہ شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف کر کے بعض لوگ کچھ پڑھتے ہیں آیا اس کا پڑھنا کیسا ہے؟ اور کیا پڑھا جاتا ہے؟

المستفتی:۔ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وضو کے بعد آسمان کی طرف منھ کر کے کلمہ شہادت پڑھا جاتا ہے اور اس کا پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”والاتیان بالشہادتین بعدہ“(نورالایضاح فصل فی آداب الوضوء صفحہ ۳۱ رھکذا فی بہارشریعت حصہ دوم صفحہ ۳۰۰ رالعلمیۃ المدینۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جمعہ کی اذان ممبر سے ایک ہاتھ کی دوری پر دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی اذان ممبر سے ایک ہاتھ کی دوری پر دینا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ **المستفتی:۔محمد توصیف رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چاہے اذان خطبہ جمعہ ہو یا اذان فجر وظہر وغیرہ داخل مسجد (مسجد کے اندر) دینا مکروہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے"عن السائب بن یزیدرضی اللہ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذاجلس علی المنبریوم الجمعۃ علی باب المسجدوابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن ممبر پر تشریف رکھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم کے زمانے میں بھی ہوتا تھا۔(سنن ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۵۵)

فقہائے کرام نے مسجد میں اذان کہنے کو مکروہ فرمایا ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان جلد اول صفحہ ۷۸ ودیگر کتب اکابرین میں اذان کو مسجد کے اندر مکروہ کہا گیا ہے اسی طریقے سے فتاوی خانیہ میں ہے(ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ اوخارج المسجدولا یوذن فی المسجد) اذان مینارے پر یا مسجد کے باہر ہونی چاہئے مسجد کے اندر اذان نہ کہی جائے طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے(یکرہ ان یؤذن فی المسجد)یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے مذکور ہے۔

حدیث مبارکہ و دلائل ائمہ سے واضح ہے کہ اذان مسجد کے اندر دینا مکروہ ہے رہی بات بدمذہبوں کی جو کہ داخل مسجد اذان پڑھتے ہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے یہ وہ گمراہ کن و جہنمی فرقہ ہے جن کے لئے قرآن میں فرمایا گیا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ • وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ • غِشَاوَةٌ• وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ "اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب۔(بقرہ آیت ۷ رکنزالایمان) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(خطبہ جمعہ کے اذان سے پہلے درود پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی دوسری اذان جو خطبہ سے پہلے ہوتی ہے اس سے پہلے مؤذن کا درود پڑھنا کیسا ہے؟ رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ محمّد اختر رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مؤذن بالکل پڑھ سکتا ہے بلکہ ہر اچھے کام کے شروع میں درود شریف پڑنا چاہیئے جیسا کہ حدیث میں ہے (کل امر ذی بال لایبداءفیه بحمدالله والصلوۃ علی فهواقطع)

(شرح وقایہ اول صفحہ ۵۰ ماخوذ از حاشیہ ۳ (قولہ الصلوۃ)

البتہ مقتدی کو خاموش رہنا چاہیئے کیونکہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد اذان ہوتی ہے اور حکم شرع یہ ہے کہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر ختم خطبہ تک خاموش رہ کر سننا فرض ہے جن تک آواز پہونچ رہی ہے اور جن تک آوز نہ پہونچ رہی ہو ان کا خاموش رہنا واجب ہے۔(بہار شریعت)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا حضرت بلال کو اذان دینے سے منع کر دیا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کا جو واقعہ ہے اذانکے متعلق اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ ارسال فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔غلام دستگیر نظامی کوٹہ وبوندی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت بلال کی اذان کے متعلق ایک موضوع بے اصل واقعہ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی تعریف وتوصیف میں مندرجہ ذیل واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اذان پڑھ رہے تھے مگر لفظ شین صحیح طریقے سے استعمال نہیں کر پا رہے تھے جس پر کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی کوئی دوسرا مؤذن مقرر کیا جائے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا مؤذن مقرر فرمایا جب حضرت بلال نے اذان نہ دی تو صبح ہی نہیں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر کروٹ بدلتے بدلتے پیٹھ دکھنے لگی مگر صبح ہی نہیں ہو رہی اتنے میں حضرت جبرئیل امین حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ جب تک بلال اذان نہیں دیں گے صبح نہیں ہوگی سین بلال عند اللہ شین ہے

یہ واقعہ قوال وکم واقف مولوی حضرات سناتے ہیں یہ کچھ کتب میں درج ہے لیکن تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت موضوع من گھڑت اور بالکلیہ جھوٹ ہے۔

(فتاوی شارح بخاری ج ٢ ص ٣٧/٣٨)

اور یہ حدیث بیان کرنا کہ رسول پاک نے فرمایا "سِینِ بلالٍ عِندَاللہِ شین"۔ بلال کی سین بھی اللہ کے نزدیک شین ہے۔ اس حدیث کو حضرت مولانا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے موضوع ومن گھڑت کہا ہے۔ (موضاعات کبیر صفحہ ۴۳ بحوالہ فتاویٰ بحرالعلوم ج ۵ ص ۳۸۰)

بلکہ حضرت علامہ شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمہ نے سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں یہاں تک تحریر فرمایا ہے "کانہ ؓ الصوت حسنة وفصیحةولو کان فیه لثغةلتوفرت الدواعی علیٰ نقلهاوعابهاأهل النفاق"۔ یعنی حضرت بلال بلند آواز خوش گلو اور فصیح زبان والے تھے اگر آپ کی زبان میں تو تلاپن ہوتا تو کثرت کے ساتھ منقول بھی ہوتا اور منافقین بھی اس کو بطور عیب بیان کرتے۔ (تذکرۃ الموضوعات ج ۱ ص ۱۰۱)

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حدیث کی مستند کتابوں میں کہیں نہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت بلال نہایت بلند آواز اور خوش گلو تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(بچہ پیدا ہونے کے ایک ماہ بعد کان میں اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد کان میں اذان ایک مہینہ بعد دے سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔سبحان رضا خان حنفی بریلوی گورکھپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دے سکتے ہیں مگر اتنی تاخیر کرنا بہتر نہیں کیونکہ بچے کا والدین پر حق یہ ہے کہ ولادت کے بعد سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعے اس کے دل و دماغ میں اللہ تبارک وتعالی و حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام پر شہادت توحید و رسالت اور ایمان ونماز کی دعوت سے آشنا کرے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "من ولد له ولد فاٰذن فی اذنه الیمنیٰ واقام فی اذنه الیسریٰ رفعت عنه امّ الصبیان" کہ جس بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تو اسے ام الصبیان کی بیماری نہیں ہوتی دور ہو جاتی ہے (ان شاء اللہ) (شعب الایمان بیہقی)

اب اگر بچے کے پیدا ہونے کے ایک مہینے کے بعد اذان پڑھی گئی تو ہوسکتا ہے کہ بچہ ام الصبیان کی بیماری میں مبتلا ہو جائے کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے "اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ" بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ (کنزالایمان، سورہ یوسف آیت ۵)

اور بہار شریعت میں مذکور ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو مستحب ہے کہ اسکے کان میں اذان واقامت کہی جائے۔(بہار شریعت حصہ ۱۵ ر صفحہ ۵۹۰)

حاصل یہی ہے کہ بچہ پیدا ہو تو جتنی جلدی ہو سکے اس کے کان میں اذان اور تکبیر پڑھی جائے تا کہ شیطان کے وار سے محفوظ ہو جائے۔ھذا ما ظھر عندی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(بیت الخلاء کے اندر اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی دوران اذان بیت الخلاء میں ہو تو کیا اذان کا جواب دل سے یا زبان سے دے سکتا ہے؟ **المستفتی:** محمد افضال اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیت الخلاء کے اندر زبان سے اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے کیونکہ ایسی جگہوں پر اللہ عز وجل و رسول اللہ ﷺ کا نام لینا و دیگر وظائف کا ورد کرنا گناہ ہے۔

جیسا کہ تفہیم المسائل میں ہے: بیت الخلاء میں اذان کی آواز سنائی دے تو جواب نہیں دینا چاہیئے وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا نام لینا یا قرآن کی تلاوت کرنا یا تسبیحات و درود پڑھنا یا کلمات اذان کو دہرانا خلاف ادب اور گناہ ہے۔(تفہیم المسائل جلد اول صفحہ ٦٥)

مذکورہ بالا حوالہ سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں اذان کا جواب زبان سے نہیں دے سکتے ہیں، مگر دل میں کہہ سکتے ہیں۔

جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ: بیت الخلاء کے اندر چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے "الحمد للہ" نہ کہے دل میں کہہ لے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم، صفحہ ۲۰۹، استنجے کا بیان، مطبوعہ المکتبۃ المدینہ (دعوت اسلامی)۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی عفی عنہ

(دیوبندی کے اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندی اور وہابی کی اذان کا جواب دینا چاہئے کہ نہیں؟ **المستفتی:۔** محمد صالح مغلسرائے بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسم جلالت (اللہ تعالیٰ) پر کلمۂ تعظیم اور رسالت (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھیں اگر چہ یہ اسمائے طیبہ کسی کی زبان سے ادا ہوں مگر وہابی کی اذان اذان میں شمار نہیں جواب کی حاجت نہیں ۔(فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۴۲۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

البتہ اگر کسی نے جواب دے دیا تو اس پر کوئی حکم نہیں لگے گا لیکن جب وہابی کی اذان اذان نہیں تو جواب دینا بے معنی ہے ۔ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری

(اذان خطبہ کا جواب دینا کیسا ہے؟)

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ میں جو اذان خطبہ کے لئے پڑھی جاتی ہے کیا اس اذان کا جواب دینا چاہئے؟ اور اذان کے بعد کی دعا پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی:۔ جمال الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدیوں کو خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا جائز نہیں اس لئے کہ ہمارے مذہب میں مفتی بہ قول یہ ہے کہ جب امام خطبہ دینے کیلئے ممبر پر بیٹھے اس وقت سے لیکر ختم نماز تک ہر طرح کا کلام منع ہے چاہے وہ کلام دینی ہو یا دنیوی اور خطبہ کی اذان کا جواب دینا دینی کلام ہے اس وجہ سے یہ بھی جائز نہیں۔ اور ردالمحتار جلد ۲/ص ۱۶۰/ پر باب الجمعہ میں ہے ”اجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ“، درمختار شامی جلد 2 ص 158 پر ہے ”اذا خرج الامام من الحجرۃ إن کان و الا فقیامہ للصعود شرح المجمع فلا صلاۃ وکلام الی تمامھا“، اور ایسا ہی تنقیح ضروری حاشیہ قدوری صفحہ ۳۷/ پر ہے ”فی العیون المراد بہ (ای کلام) اجابۃ المؤذن اما غیرہ من الکلام فیکرہ بالاجماع“۔

اور رہا اذان کے بعد دعا کا پڑھنا تو اسکو بھی زبان سے نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ دل میں پڑھے جیسا کہ فتاوی شامی جلد ۱/ص ۳۹۹/ پر ہے ”وینبغی أن لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب“ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان، سورۃ النحل ۴۳)

اقامت کا بیان

۷ رفتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیا امام اقامت کہہ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مغرب کی اذان کے بعد امام صاحب نے خود مصلی پر کھڑے ہوکر اقامت پڑھی کیا یہ درست ہے؟ **المستفتی:۔محمد ظفر بریلی شریف**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مؤذن اگر موجود ہے تو اقامت کہنے کا حقدار مؤذن ہی ہے،اور اگر مؤذن موجود نہیں، تو بہتر ہے امام کہے بلکہ اذان و اقامت امام ہی کہے کیوں کہ مؤذن کا صالح، متقی،و عالم بالسنن ہونا مستحب ہے اور یہ ساری علامات امام کے اندر پائی جاتی ہیں نور الایضاح میں ہے "یستحب أن یکون المؤذن صالحا عالما بالسنۃ و اوقات الصلوۃ(ص ۶۱)

مگر امام کو چاہئے کہ صف اول ہی سے کہے یعنی جہاں سے پڑھنے کا معمول ہے اور جب قدقامت الصلوٰۃ پر پہونچے تو مصلی امامت پر چلا جائے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ اگر امام نے اقامت کہی تو قد قامت الصلاۃ کہتے وقت آگے بڑھ کر مصلی پر چلا جائے۔

(حصہ ۳ ص ۴۷۰ مکتبہ مدینہ)

مصلیٰ پر کھڑے ہوکر کہنے سے بھی نماز ہوجائے گی مگر بہتر یہی ہے کہ صف اول ہی سے کہا جائے ورنہ مقتدی میں اختلاف پیدا ہوجائے گا جو شرعاً جائز نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیئے یا کھڑے ہو کر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیئے یا کھڑے ہو کر؟ جواب عنایت فرمائیں؟ **المستفتی:۔محمد عامر علی اٹوا سدھارتھ نگر**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیئے کھڑے ہو کر سننا خلاف سنت ہے۔

بہار شریعت میں ہے: جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۷۱، المکتبۃ المدینہ)

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیئے کھڑے ہو کر سننا مکروہ و ممنوع ہے۔ پھر جب تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھنا چاہیئے۔فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں مضمرات سے ہے "اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح" یعنی اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔

حضرت علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد" یعنی جو شخص کہے جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے اسی عبارت کے تحت شامی جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے "یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ

المؤذن حی علی الفلاح"۔ یعنی اس لئے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب موذن حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھے۔

اور مولوی عبد الحیٔ صاحب قدس سرہ فرنگی محلی تحریر فرماتے ہیں "اذا دخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلاۃ قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات"۔ یعنی جو شخص مسجد میں داخل ہوا سے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔(عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶)

اور محرر مذہب حنفی حضرت محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلاۃ فیصفوا ویسو الصفوف"۔ یعنی تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔(موطا امام محمد باب تسویۃ الصف صفحہ ۸۷)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ"۔ یعنی ہمارے ائمہ کرام حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حی الصلاۃ کے وقت کھڑے ہوں۔(مشکوۃ شریف)

فقہائے کرام و شارحین کے مذکورہ بالا عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ امام اور مقتدی کو حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ یہ مسئلہ فقہ کے اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۹۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا داہنی طرف سے اقامت کہنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے وہ امام کے کس جانب کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے؟ **المستفتی:۔شاہد رضا پیلی بھیتی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اقامت کہیں سے بھی کہہ سکتے ہیں داہنی ہو یا بائیں جانب، مگر بہتر ہے کہ امام کے ٹھیک پیچھے سے کہی جائے کیوں کہ کتب فقہ میں ہے کہ سب سے زیادہ اللہ کی رحمت امام پر نازل ہوتی ہے پھر امام کے پیچھے مقتدی پر پھر داہنے جانب مقتدی پر۔اس اعتبار سے بہتر یہی ہے کہ امام کے پیچھے سے کہی جائے یا پھر داہنی جانب سے۔سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اقامت کی نسبت بھی تعین جہت کہ داہنی طرف ہو یا بائیں طرف فقیر کی نظر سے نہ گزری ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ محاذات امام پھر جانب راست مناسب تر ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد دوم صفحہ نمبر ۴۶۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قد قامت الصلوۃ کا جواب کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر کیا جواب دینا چاہئے؟ اس سوال کے جواب دینے میں میری رہنمائی فرمائیں عین کرم ہوگا

المستفتی: ۔محمد ہارون رضا رضوی گجرات انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

قد قامت الصلوۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا کہا جائے گا اقامت کا جواب بھی مستحب ہے، جس طریقے سے اذان کا جواب دیا جاتا ہے اسی طریقے سے اقامت کا جواب ہے، اور "قد قامت الصلوۃ" کا جواب "أقامها الله وأدامها" سے دینا چاہئے۔

(الدر المختار شرح تنویر الأبصار فی فقہ مذہب الامام أبی حنیفۃ 1/400)

(ويجيب الإقامة) ندباً إجماعاً (كالأذان) ويقول عند قد قامت الصلاة: أقامها الله وأدامها" (البحر الرائق شرح کنز الدقائق 1 / 273)وفي فتح القدير إن إجابة الإقامة مستحبة" واللہ تعالی اعلم

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(کیا عورت فرض نماز کے لئے اقامت کہہ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورت فرض نماز کے لئے اقامت تکبیر کہہ سکتی ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی**:۔محمد اطیع اللہ نظامی ساکن پرسا قطب ضلع بستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت اقامت نہیں کہہ سکتی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضاء اس میں اذان واقامت مکروہ ہے اگر چہ جماعت سے پڑھیں کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔(بہار شریعت حصہ اول باب الاذان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا منفرد کے لئے اقامت ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص فرض نماز تنہا ادا کرے تو کیا اس کے لئے تکبیر کہنا ضروری ہے؟ **المستفتی:۔محمد مبارک حسین**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد محلہ میں نماز ہوجانے کے بعد اگر کوئی اکیلا نماز پڑھتا ہے تو اسے اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے اور مقیم اگر شہر میں اپنے گھر میں نماز ادا کرے تو اذان اقامت دونوں چھوڑنا جائز ہے کہ مسجد محلہ کی اذان اقامت اس کے لئے کافی ہے مگر یہ حکم اس جگہ کے لئے ہے جہاں محلہ کی مسجد میں اذان اقامت ہوتی ہے اور جہاں مسجد ہی نہ ہو یا مسجد تو ہو مگر اس میں اذان اقامت نہ ہوتی ہو تو اس جگہ اپنے گھر نماز پڑھنے والے کو اذان اقامت دونوں چھوڑنا یا صرف اذان پر اکتفا کرنا مکروہ ہے البتہ صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے ۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص 93) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(اقامت سے پہلے درود پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اقامت میں درود شریف پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں پڑھنا چاہئے اور کہتے ہیں کہ اذان میں پڑھنا چاہئے اور اقامت میں نہیں پڑھنا چاہئے؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔اکبر رضا قادری مقام پوسٹ کٹھا گاؤں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبل اذان و اقامت درود شریف پڑھنا مستحسن ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔قرآن و حدیث میں اس کا حکم مطلق ہے تو اسے اپنی طرف سے مقید نہیں کیا جاسکتا،البتہ درود شریف پڑھنے کے بعد قدرے ٹھہر جائے پھر اذان و اقامت کہے تا کہ دونوں کے درمیان کچھ فصل ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان و اقامت کی آواز سے پست رہے تا کہ امتیاز رہے۔علمائے کرام کثرھم اللہ تعالیٰ نے اقامت اور اس قسم کے دوسرے مواقع میں درود شریف پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔جیسا کہ ردالمحتار،جلد ا ص ۵۱۸ میں ہے "نص العلماء علی استحبابھا فی مواضع یوم الجمعة و لیلتھا و عند دخول المسجد والخروج منه و عند زیارة قبر الشریف صلی اللہ علیه وسلم وعقب اجابة المؤذن و عند الاقامة و عند طنین الاذان"۔ ملخصاً

اور مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: کہ درود شریف قبل اقامت

پڑھنے میں حرج نہیں۔ مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز اقامت کی آواز سے
سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد ا، صفحہ ۱۵۹)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد چاند رضا اسمعیلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ)

(فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے)

(کنزالایمان، سورۃ العنکبوت ۴۵)

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

۴۹ رفتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نماز پڑھنے کا طریقہ)

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام عرض ہے کہ تنہا نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل بیان کر دیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

المستفتی:۔عبدالقادر بلرام پوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے باوضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں،نیت کرے نیت کی میں نے دو رکعت (یا چار رکعت جتنی پڑھنی) نماز فرض (یا سنت یا واجب جو بھی پڑھنی ہو) وقت فجر (یا ظہر یا عصر (جو وقت ہو) واسطے اللہ تعالی کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔

اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے،یوں کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے ''سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ''

پھر تعوذ یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھے،پھر تسمیہ یعنی ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھے پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے،اس کے بعد کوئی سورت یا

تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین آیت کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار "سبحان ربی العظیم" کہے پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو (اکیلا پڑھتا ہو) تو اس کے بعد "اللھم ربنا ولک الحمد" کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار "سبحان ربی الاعلی" کہے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر قراءت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے اس کو تشہد بھی کہتے ہیں " اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ"

التحیات میں کوئی حرف کم وبیش نہ کرے اور اور جب کلمۂ "لا" کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ "لا"

پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمۂ ''الا'' پر گرا دے اور سب انگلیاں فورا سیدھی کر لے، اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کریگا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے'' اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد''

پھر دعائے ماثورہ پڑھے'' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْ مِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَ مْوَاتِ اِنَّكَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ۔ بِرَحْمَتِكَ یَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن'، جسے دعائے ماثورہ یاد نہ ہو وہ یہ پڑھے'' اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار''

اللھم ربنا میں لفظ اللھم کو ملا کر پڑھے بغیر اللھم کے پڑھنا منع ہے۔اس کے بعد داہنے شانے (مونڈھے) کی طرف منہ کرکے اَلسَّلَا مُ عَلَیْکُم وَرَحْمَةُ اللهِ کہے پھر بائیں طرف منہ کرکے' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ الله،، کہے

اسی طرح ہر نماز پڑھنی ہے سوائے وتر کے اس کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ بھی ملائے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ کانوں کی لو تک لے جائے اور لاکر ناف کے نیچے باندھ لے پھر دعائے قنوت پڑھے ''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِی عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُكَ وَلَا نَکْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُك۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّی وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِق''

جسے دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھے "اللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار" پھر پہلے کی طرح رکوع سجود کر کے قعدہ کرے اور التحیات ،درود شریف و دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نماز جہری و سری کی حقیقت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز ظہر وعصر میں امام آہستہ قرأت کیوں کرتا ہے اور باقی نمازوں میں زور سے اس کی کیا وجہ ہے؟ **المستفتی:۔** رجب القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مفسر قرآن مؤلف نورالانوار استاذ اورنگ زیب عالمگیر شیخ ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ و رضوان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت کے وقت آواز بلند کرلیا کرتے تھے جب مشرکین سنتے تو لغو یات باتیں کہتے جس پر اللہ تعالی نے آپ کو اس آیت کریمہ ''وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا '' اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور نہ ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔(کنزالایمان،بنی اسرائیل ۱۱۰)

اس آیت کریمہ کے ذریعہ حکم دیا کہ اپنی آواز آہستہ کرلیں۔(تفسیرات احمدیہ ص ۶۹۱)

اورخزائن العرفان میں اسی مقام پر ہے کہ مشرکین جب قرآن پاک سنتے تو اللہ پاک وسرکار مصطفے ﷺ وحضرت جبرئیل علیہ السلام کو گالیاں دیتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ،چونکہ ان دونوں وقتوں میں یعنی ظہر وعصر میں کفار ومشرکین آوارہ گھومتے تھے اور مغرب کے وقت کھانے پینے میں مشغول ہو جاتے عشاء میں سو جاتے اور فجر میں جاگتے ہی نہ تھے اس لئے ان دونوں وقتوں میں قرأت کا آہستہ حکم ہوا اب اگر چہ وہ حالت نہیں ہے مگر حکم وہی ہے تا کہ سنی مسلمان اس مغلوبیت کو یاد کر کے غلبۂ اسلام پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا نماز کے لئے میانی کا ہونا شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس پائجامہ میں میانی نہ لگی ہو کیا نماز پڑھنا درست ہے کیا نماز ہو جائے گی؟ **المستفتی:**۔حافظ محمد نظام الدین نظامی پیپرا گوتم بستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس پاجامہ میں میانی نہ لگی ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے نماز ہو جائے گی بعض لوگوں میں ایک عام خیال ہے کہ جس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ میانی کا ہونا نماز کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ صحت نماز کے لئے اس قدر لباس ہونا شرط ہے کہ بدن چھپ سکے۔جس طرح تہبند میں نماز ہو جاتی ہے یونہی بغیر میانی والے پاجامے میں بھی نماز ہو جائے گی۔

ھذا ما ظھرلی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(سجدہ کی حالت میں دعا مانگنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سجدے کی حالت میں دعا کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔محمد انور رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سوال جب بھی کریں خلاصہ کریں آپ کے سوال سے واضح نہیں ہے کہ کس چیز کا سجدہ اگر سجدہ سے مراد نماز فرض کا سجدہ ہے تو اس میں دعا کرنا منع ہے۔البتہ نماز نفل میں وہ دعائیں پڑھ سکتے ہیں جو احادیث طیبہ میں ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ جو کہا گیا کہ سجدۂ تلاوت میں سبحن ربی الاعلی پڑھے یہ فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہے یہ پڑھے یا اور دعائیں جو احادیث میں وارد ہیں وہ پڑھے۔مثلا ’’سجد وجھی للذی خلقهٗ وصورهٗ وشق سمعهٗ وبصرهٗ بحوله وقوته فتبارك الله احسن الخالقين‘‘ میرے چہرے نے سجدہ کیا اس کے لئے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اپنی طاقت وقوت سے کان اور آنکھ کی جگہ پھاڑی برکت والا ہے اللہ (عزوجل) جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

یا یہ پڑھے ’’اللھم اکتب لی عندك بها اجرا و ضع عنی بها وزرا واجعلها لی عندك زخرا و تقبلها منی كما تقبلتها من عبدك داؤد‘‘ اے اللہ! (عزوجل) اس سجدہ کی وجہ سے تو میرے لئے اپنے نزدیک ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہ کو دور کر اور اسے تو میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ بنا اور اس کو تو مجھ سے قبول کر جیسا تو نے اپنے بندے

داود علیہ السلام سے قبول کیا۔ یا یہ پڑھے"سبحن ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا "پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر رہے گا۔

اور نماز کا سجدہ نہیں بلکہ بیرون نماز ہے مثلاً سجدہ شکر ہے، سجدہ تلاوت، تو جو چاہے پڑھے کوئی حرج نہیں جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اور اگر بیرون نماز ہو تو چاہے یہ پڑھے یا صحابہ و تابعین سے جو آثار مروی ہیں وہ پڑھے، مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے تھے" اللهم لك سجد سوادي ربك امن فؤادي اللهم ارزقني علما ينفعني وعملا يرفعني " اے اللہ (عزوجل)! میرے جسم نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا۔ اے اللہ! تو مجھ کو علم نافع اور عمل رافع روزی کر۔ (بہار شریعت ح چہارم سجدہ تلاوت کا بیان)

مگر یاد رہے کہ مکروہ اوقات میں نہ ہو کیونکہ ان اوقات میں منع ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، طلوع و غروب و نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یونہی سجدۂ تلاوت و سجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔

یونہی نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نفلی سجدہ منع ہے کہ ان اوقات میں کوئی نفل نماز و نفلی سجدہ جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(فرض اور واجب میں کیا فرق ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ واجب اور فرض میں فرق کیا ہے اس کی وضاحت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ احسان رضوی کشنگنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض اسے کہتے ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل جس میں کوئی شبہ نہ ہو جس کا ثبوت قرآن پاک یا حدیث متواترہ سے ہو۔(فتاوی فقیہ ملت، ج۱ص ۲۰۴)

اور واجب اسے کہتے ہیں جس کی ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔یعنی جس کا ثبوت قرآن پاک یا حدیث متواترہ سے نہ ہو، بلکہ احادیث یا محض اقوال ائمہ سے ہو (فتاوی فقیہ ملت، ج۱ص ۲۰۴)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(عورتوں کا چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورتوں کا چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تفصیل کے ساتھ جواب ارسال فرمائیں **المستفتی:۔**محمد شمس فیضی فیض آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت عورت ہے یعنی پردے میں رکھنے والی چیز ہے اس لئے عورت کو پردے میں رہنا چاہئے جیسا کہ حکم خداوندی ہے ’’یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ‘‘اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(کنزالایمان،سورہ احزاب ۵۹)

اور حدیث شریف میں ہے’’ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ‘‘ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت (سراپا) پردہ ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔(ترمذی جلد اول ص ۳۲۲)

پردہ کا مطلب یہ نہیں کہ عورت کو کوئی نہ دیکھے بلکہ عورت بھی کسی غیر محرم کو نہ دیکھے یہ بھی پردہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے’’ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةَ إِذْ أقبل ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »أَفَعَمْيَا وَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُد ''ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتے ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں نابینا ہو؟ تم اسے نہیں دیکھ رہی ہو؟ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد۔ مشکوۃ ۲۶۹)

آیت کریمہ اور احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ عورت پردے میں رہے نہ ان کی نظر غیر محرم پر پڑے اور نہ ہی ان پر کسی غیر محرم کی نظر پڑے لیکن دور حاضر کا خیال کرتے ہوئے علمائے کرام و مفتیان عظام نے اجازت دی ہے جیسے کہ لڑکیوں کے لئے کتابت کرنا اور بالا خانے پر چڑھنا حالانکہ حدیث شریف میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے لیکن مفتیان کرام نے اب اس کی اجازت دی ہے یونہی بوقت ضرورت بازار جانا کوٹ کچہری جانے کی بھی اجازت ہے تو ظاہر ہے کہ جب بالا خانہ پر (چھت کے اوپر) چڑھنے کی اجازت ہے تو نماز پڑھنے کی بھی اجازت ہے لیکن بہتر و افضل یہ ہے کہ عورتیں گھر کے اندر نماز پڑھیں اور یہ ان کے تقویٰ میں شمار ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نماز کے بعد لاالہ الاانت سبحنک الخ پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد ” لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ “ پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ ظہیر الدین بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ ورضوان نے اس آیت کریمہ کو بطور دعا پڑھنے اور پیچھے مقدیوں کے آمین کہنے کو منع فرمایا ہے ”تفسیر کبیر ج ہشتم کے حوالہ سے فتاوی فقیہ ملت میں ہے کہ اس آیت کریمہ کو بطور دعا پڑھنا اور پیچھے مقتدیوں کا آمین کہنا جائز نہیں البتہ اگر کوئی شخص کسی پریشانی یا مصیبت میں مبتلا ہوتو اس آیت کریمہ کو بطور وظیفہ پڑھ کر اللہ تعالی سے دعا کرے تو اللہ تعالی اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔(ج ار باب صفۃ الصلاۃ ص ۱۰۷)

کیونکہ ” لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ “ کا لفظی ترجمہ ہوتا ہے نہیں کوئی معبود مگر تو پاک ہے بیشک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں، یعنی امام اپنے کو ظالم کہے اور مقتدی اس پر آمین کہیں یہ جائز نہیں یونہی مجمع میں اس دعا کو نہ مانگا جائے اگر چہ نماز کے بعد نہ ہو البتہ تنہائی میں کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

نوٹ:۔ یہ سیدنا یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا تھا لہذا انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے ظلم کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ وہی درست ہے جو سرکار اعلی حضرت

رضی اللہ عنہ نے کیا ہے یعنی کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو، بیشک مجھ سے بے جا ہوا۔

(کنزالایمان)

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(جو نماز نہ پڑھے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی شخص جان بوجھ کر سستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے تو اس کے لئے کیا سزا ہے اور اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔محمد سہیل رضا قادری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق ایمان لانے کے بعد تمام فرائض میں سب سے اہم واعظم عبادت نماز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انس وجن کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے "وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ" اور میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔(کنزالایمان سورہ ذاریہ آیت ۵۶)

اور جس پر نماز فرض ہوجائے خواہ مرد ہو یا عورت اس پر لازم ہے کہ اپنے اپنے وقتوں میں نماز ادا کرے جیسا کہ قرآن میں فرمان باری تعالی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔(النساء،آیت ۱۰۳،کنزالایمان)

اور جو بندہ سستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہوں اس کو یوم آخرت کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ قرآن واحادیث میں بے شمار وعیدیں آئی ہیں ارشاد ربانی ہے "فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ" توان نمازیوں کی خرابی ہے۔جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

(الماعون،آیت ۴/۵،کنزالایمان)

بخاری شریف میں ہے"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم قال والذی نفسی بیده لقد هممت ان امر بحطب فیحطب ثم امر بالصلوة فیؤذن لها ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال فأحرق علیهم بیوتهم والذی نفسی بیده لو یعلم احدهم انه یجد عرقا سمینا أو مر ماتین حسنتین لشهد العشاء متفق علیه۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میرے دل میں خیال آیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے، پھر میں ایسے لوگوں کی طرف نکل جاؤں (جو بغیر کسی عذرِ شرعی کے نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے) اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں سے کوئی جانتا کہ اسے ہڈی والا گوشت یا دو عمدہ پائے ملیں گے تو وہ ضرور نمازِ عشاء میں شامل ہوتا۔ (بخاری شریف، ج ا رص ۱۵۹، رکتاب الجماعت والامامت)

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لئے وعیدیں آئی ہیں جو کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے ہیں، اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ترک جماعت والوں کے لئے ہے تو سوچو جو مطلقا نہ پڑھتا ہو اس کے لئے کتنا بڑا عذاب ہوگا قرآن فرماتا ہے "فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا"۔ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے (مریم، آیت ۵۹، رکنز الایمان)

اور جب بے نمازی بروز حشر جہنم میں ڈھکیلا جائے گا تو بتاؤ کون ہے جو رب کے حضور کلام کر سکے، دنیا کی طرح جھوٹ کا سہارا لے سکے اور کہے نہیں نہیں میں تو نمازی تھا، میں نماز پڑھتا تھا، بلکہ اسے کہنا پڑے گا کہ مولیٰ میں نماز نہیں پڑھتا تھا جس کی وجہ سے میں جہنم میں ڈالا گیا

ہوں قرآن اس کی شہادت دیتے ہوئے فرماتا ہے ”مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ“ تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

(المدثر، آیت ۴۲، ۴۳/کنزالایمان)

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ نماز پڑھ کر اپنے رب کو راضی کریں اور مصطفیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائیں حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ”قرۃ عینی فی الصلوٰۃ“ نماز میری آنکھوں کی ڈھنڈک ہے۔ نیز نماز ایک تحفہ ہے جو حضور ﷺ نے شب معراج رب ذو الجلال سے تحفہ میں لا کر ہم غلاموں کو عطا کئے ہیں لہٰذا تحفہ کی قدر کرنی چاہئے ورنہ ہمارے اور کفار کے درمیان کیا فرق رہے گا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ“ اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔(الروم، آیت ۳۱/کنزالایمان)

اگر اسلامی حکومت ہوتی تو بے نمازی کو سخت سزائیں دی جاتی بلکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قتل بھی کیا جاتا جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ درمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہر مکلف یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگر چہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔(بہار شریعت، ح سوم، ص ۹/قدیم)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے اور جو سستی کاہلی کی وجہ سے نہ پڑھے اس پر سختی کی جائے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تمہارے بچے سات برس کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کے پڑھاؤ۔ جبکہ دس سال بچے پر نماز فرض نہیں ہے پھر بھی مار کر پڑھانے کا حکم ہے تو جو بالغ ہوگا اس کو کیوں کر چھوڑنے کی اجازت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور

پنجوقتہ نمازی بنائے ۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(حکومت کے ڈر سے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ حکومت کے ڈر سے نماز نہ پڑھیں ان سب پر کیا حکم ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ حافظ وقاری غلام ربانی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حکومت نے نماز پڑھنے پر پابندی نہیں لگائی ہے بلکہ اجتماعی نماز سے منع کیا ہے نہ کہ مطلق نماز سے روکا ہے لہٰذا جہاں پابندی ہے وہاں کے مسلمان تنہا تنہا نماز پڑھیں جماعت ترک کردیں اور ایسی صورت میں گنہگار بھی نہ ہونگے جیسا کہ بہار شریعت میں معذور عن الجماعت کے تعلق سے ظالم کا بھی ذکر ہے یعنی ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے جماعت ترک کی جاسکتی ہے۔

رد المختار میں ہے کہ(الجماعة واجبة) على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج"

اور اس وقت یہ حرج ہے کہ دنیا ایسی وباء سے لڑ رہی ہے کہ جس کے بارے میں انسان بہت کم جانتے ہیں اور حکماء کی تجویز یہی ہے کہ ایسی جگہوں سے اجتناب کیا جائے کہ جہاں پر چند لوگ اکٹھا ہوتے ہوں کہ ہمیں نہیں معلوم کس پر اس وائرس کا حملہ ہے اور اس کے جراثیم کسی اور پر آجائیں اور جیسا کہ حکیموں کے حکیم طبیبوں کے طبیب سرکار نامدار ہم غریبوں

کے غمگسار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا افر من المجذوم کما تفر من الاسد یعنی مجذومی شخص سے ایسے دور رہو جیسے کہ شیر سے دور رہتے ہو یعنی کہ یہ طب نبوی میں سے ہے کہ وبائی مرض کی صورت میں مجمع کی جگہوں سے دور رہو اب چونکہ یہ بھی حرج میں شامل ہے اس لئے جماعت واجب نہیں تو چاہئے کہ اپنے اپنے گھروں میں نمازیں ادا کی جائیں جیسا کہ احادیث نبویہ سے ظاہر ہے کہ وقت حرج گھروں میں نماز کا حکم دیا گیا لہذا طب نبوی کی روشنی میں گھروں میں نمازیں پڑھنے کو اہون سمجھا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

صہیب رضا رزمی

(کتنے سال کی عمر میں نماز فرض ہوتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فرض کب ہوتی ہے؟ یعنی کتنے سال کی عمر میں؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی؟

المستفتی:۔محمد شمشیر رضا نوری کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت ہو یا مرد جب بالغ ہو جائے اس وقت اس پر نماز روزہ فرض ہو جاتا ہے عورت کم سے کم نو برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں بالغ ہو جاتی ہے اور مرد کم سے کم بارہ برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں بالغ ہو جاتا ہے پندرہ برس کی عمر والا چاہے مرد ہو یا عورت شرع میں بالغ مانا جاتا ہے چاہے بالغ ہونے کی نشانیاں پائی جاتی ہوں یا نہ پائی جاتی ہوں۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(نماز میں زور سے آمین کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں زور سے آمین کہنا کیسا ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔بینوا وتوجروا **المستفتی:۔:۔محمد جاوید اشرفی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں زور سے آمین کہنا منع ہے ہمارے امام کے نزدیک آمین آہستہ کہنا درست ہے جیسا کہ محقق اعظم امام عشق ومحبت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا،، آمین سب کو آہستہ کہنا چاہئے امام ہو خواہ مقتدی خواہ اکیلا یہی سنت ہے۔اور مقتدی کو سب کچھ آہستہ ہی پڑھنا چاہئے۔آمین ھو خواہ تکبیر خواہ تسبیح خواہ التحیات و درود خواہ سبحٰنك اللھم وغیرہ

اورآہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہو۔اور اگر آواز اصلا پیدا نہ ہوئی صرف زبان ہلی تو وہ پڑھنا، پڑھنا نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۱۲۶)

استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمہ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں حدیث شریف میں ہے ''عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفرله ماتقدم من ذنبه۔متفق عليه وفى رواية قال اذا قال الامام غيرالمغضوب عليهم ولاالضالين فقولوا امين فانه من وافق قوله قول

الملائکة غفرله ماتقدم من ذنبه۔ هذا لفظ البخاری ولمسلم نحوه "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔اس لئے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔(بخاری شریف ومسلم شریف)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب امام "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔یہ الفاظ بخاری شریف کے ہیں اور مسلم شریف میں بھی اسی کے مثل ہے۔(بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۷۹)

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔

اول:۔یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس لئے کہ اگر مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور اقدس ﷺ یوں فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہے گا ولا الضالین کہنا امام کا کام ہے۔

دوم:۔یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں اسی لئے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں،لہٰذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

کنز الدقائق اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۳۱۳ ؍ میں ہے"امن الامام والماموم سرا"یعنی امام ومقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں،اور درمختار میں ہے"امن الامام سرا کماموم و منفرد"یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔(انوار الحدیث صفحہ ۱۹۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا نماز بھی مکی مدنی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس طرح قرآن مجید میں مکی اور مدنی سورت ہیں! کیا اسی طرح نماز میں بھی مکی اور مدنی نمازیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو کون سی مکی اور کون سی مدنی ہیں؟ **المستفتی:۔محمد اسلام رضا بارہ بنکوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں جس طرح قرآن مقدس میں مکی اور مدنی سورتیں ہیں۔ویسے ہی نماز میں بھی مکی اور مدنی رکعتیں ہیں۔ظہر اور عصر اور عشاء کی چار رکعتوں میں پہلی دو رکعت جو بھری پڑھی جاتی ہے وہ مکی ہیں۔اور جو خالی پڑھی جاتی ہیں۔وہ مدنی ہیں جیسا کہ حضور شہزادۂ غوث الثقلین علامہ الشاہ الحاج مفتی سید آل رسول حسنین میاں برکاتی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ ابتداء میں نماز دو دو رکعت تھی۔جب رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے اور اطمینان ہوگیا تو مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں دو رکعت کا اضافہ فرمایا۔اور مغرب میں اس لئے اضافہ نہیں فرمایا کہ یہ دن کی نماز وتر ہے۔(کیا آپ جانتے ہیں صفحہ 347 نواں باب) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(کیا عصر کی نماز آخر وقت میں پڑھنا افضل ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عصر کی نماز آخری وقت میں پڑھنا افضل ہے کیا ان کی بات صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں؟

المستفتی:۔سجاد رضا نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز کے جلدی کرنے کے بارے میں ائمہ کرام کے مذاہب میں اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر نماز اول وقت میں پڑھنا افضل ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کو ٹھنڈا کر کے فجر کو سفید کر کے اور عشاء کو دیر سے پڑھنا مستحب ہے اور عصر میں بھی اتنی تاخیر کرنا کہ سورج میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو افضل ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”در شتاب گزاردن نماز مذہب ائمہ مختلف است نزد امام شافعی نماز گزاردن در اول وقت افضل است مطلقا بے تفصیل ونزد امام اعظم ابوحنیفہ ابراد ظہر واسفار فجر وتاخیر عشاء مستحب است وتاخیر عصر نیز تا آنجا کہ آفتاب تغیرے راہ نیابد“

(اشعۃ اللمعات ج1ص289)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ” یستحب تأخير الفجر ولا يؤخر بحيث يقع الشك فى طلوع الشمس و يستحب تأخير الظهر فى الصيف و تعجيله فى

الشتاء ھکذا فی الکافی و یستحب تأخیر العصر فی کل زمان مالم تتغیر الشمس و کذا تأخیر العشاء الی ثلث اللیل ''اھ (فتاوی عالمگیری ج ا رص ۵۱/ ۵۲)

اور بہار شریعت میں ہے کہ فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی اسفار میں (جب خوب اُجالا ہو یعنی زمین روشن ہو جائے) شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے، کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کیساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے۔ جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے، گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ۔ عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود قرص آفتاب (آفتاب کے گولے) میں زردی آجائے۔ عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے۔

(بہار شریعت ج ا رص ۵۱ /۴، ۵۲ /۴ رنماز کے وقتوں کا بیان)

لہٰذا ہم امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مقلد ہیں تو انہیں کے مذہب پر ہمارے لئے عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(مقتدی نے کہا چار کے بجائے تین رکعت ہوئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عمر نے کہا کہ آپ نے تین رکعت پڑھی ہے تو اب زید کیا کرے؟ **المستفتی:۔زرتاب رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عمر جس نے خبر دی ہے اگر وہ عادل ہے تو زید اپنی نماز کو دہرائے اور اگر عادل نہیں ہے تو دہرانے کی ضرورت نہیں حضور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تین رکعتیں پڑھیں تو اعادہ کرے اگر چہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ ۴ ص ۷۱۸، مکتبۃ المدینہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج احمد قادری مصباحی

(ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں عورت کا سینہ پر اور مرد کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد سلمان بیگ نقشبندی مجددی مشاہدی امام نقشبندی جامع مسجد سہاڑہ کھنڈوہ ایم پی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علمائے احناف کے نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں، اس مسئلہ پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔علمائے جم غفیر نے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالی نے منیہ کی شرح میں فرمایا،، تیسرا مقام ہاتھ رکھنے کے بارے میں ہے ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ مرد ناف کے نیچے اور عورت سینہ پر ہاتھ باندھے اور یہ بھی فرمایا کہ عورت اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد 6 صفحہ 144)

محقق حلبی نے حلیہ میں فرمایا ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر باندھے یہ اس لئے کہ عورت کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے لہذا یہ اس کے حق میں اولی ہے۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد 6 صفحہ 145)

ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعا علیہ وسلم نے فرمایا عورت تمام کی تمام قابل ستر وحجاب ہے۔اور اس میں

کوئی شک نہیں کہ عورتوں کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنا زیر ناف باندھنے سے زیادہ حجاب اور حیا کے قریب ہے۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد 6 صفحہ 146) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(عورت سجدہ کیسے کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب عورت سجدہ کرے گی تو اسکی انگلیاں کیسی ہوں؟ اگر سمٹ کر سجدہ کرے گی تو انگلیوں کا پیٹ لگانے میں کافی دشواری ہوگی مفصل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔ ناچیز محمد معراج احمد مشاہدی بستوی مقیم حال آکولہ مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کو انگلیوں کے پیٹ کو زمین سے لگانا نہیں ہے مثل مردوں کے عورت زمین کے ساتھ چمٹ کر اور پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر سجدہ کرے حدیث شریف میں ہے ”عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلاةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلَى فَخِذِهَا الأُخْرَى، وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِي فَخِذَيْهَا، كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَيَقُولُ: يَا مَلائِكَتِي، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا "[السنن الکبری للبیہقی كِتَابُ الْحَيْضِ «بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْأَةِ مِنْ تَرْكِ التَّجَافِي“(رقم الحدیث:2936)

اور ہدایہ میں ہے (والمرأة تنخفض) فلا تبدی عضديها (وتلصق بطنها بفخذيها) لأنه أستر ”عورت چمٹ کر سجدہ کرے گی اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملائے رکھے گی اس لئے کہ اس میں زیادہ پردہ ہے اس کے لئے اور جلسہ کرے گی اپنے بائیں

سرین پر اور نکال لے گی اپنے دونوں پاوں کو دائیں سمت اس میں عورت کے لئے زیادہ پردہ ہے۔

درمختار میں ہے"فان کانت امرائة جلست علی إلیتها الیسری وأخرجت رجلیها من الجانب الأیمن؛ لأنه أستر لها"(الدرالمختار باب کیفیۃ الصلوۃ)

جلسہ عام ہے سجدہ میں ہو یا سجدہ کے لئے ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(تعداد رکعت میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نماز پڑھ رہا ہے دوران نماز اسے شک ہوا کہ تین رکعت ہوئے یا چار تو اب کیا کرے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ فیصل ربانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں تحری کرے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے اگر رکعت کے شمار میں بھول ہوگئی تو غالب گمان کرکے اسی پر بنا کرے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں مگر غیر محل میں اتنی دیر تک سوچتا رہا جس میں ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار تاخیر ہوگئی تو اس تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر غالب گمان کسی طرف نہیں تو کم اختیار کرے مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو تین مانے دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری اور چوتھی رکعت پر قعدہ کرے کیوں کہ تیسری رکعت میں چوتھی کا احتمال باقی ہے پھر چوتھی میں قعدہ کرکے سجدہ سہو کرے سلام پھیر دے۔(درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۰۷ ردایہ بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۵۷)

کسی کو التحیات پڑھنے کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار سوچتا رہا پھر یقین ہوگیا کہ چار ہوگئی ہیں تو اس صورت میں بھی اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا ہوا تو کچھ نہیں۔(بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۵۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کم سے کم کتنی بار سبحان ربی العظیم کہنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سبحان ربی الاعلی سبحان ربی العظیم کی مقدار اقلیت واکثریت کتنی ہے؟ مقتدی نیز امام کتنا پڑھ سکتا ہے؟ **المستفتی**:۔محمد تنویر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کم ازکم تین بارتسبیح پڑھنا سنت ہے اور پانچ بار افضل ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ تین بارتسبیح ادنیٰ درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد پر ہو ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے لئے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب رکوع کرے اور تین بار سبحان ربی العظیم کہے تو اس کا رکوع تمام ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب کوئی سجدہ کرے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے تو سجدہ پورا ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اس کو ابو داؤد اور ترمذی وابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر ۶۸)

منفرد کے لئے کوئی قید نہیں جتنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(نماز کے بعد مصلی کا کونا موڑنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ نماز پڑھنے کے بعد مصلی کا صرف کونا موڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں ایسا نہ کرنے سے اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ اکثر مسجد کے امام بھی ایسا کرتے ہیں تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد اختر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ اعتقاد رکھنا کہ مصلی پر شیطان نماز پڑھتا ہے بے اصل ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ کو لپیٹ کر رکھ دینا چاہئے یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جائے نماز کا صرف کونا لوٹ (پلٹ یا موڑ) دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے ۔(بہار شریعت حصہ ۱۶؍آداب مسجد وقبلہ کا بیان)

رہ گئی بات کہ اکثر مسجد کے امام بھی ایسا کرتے ہیں تو ہوسکتا ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں یہ مسئلہ ان کو معلوم نہ ہو، یا پھر کوئی اور وجہ ہو بہر حال مصلی کو تہہ (لپیٹ) کرکے رکھنا چاہئے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا رکوع سے کھڑے ہونا مستحب ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رکوع سے کھڑا ہونا سنت ہے یا مستحب؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی**:۔محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رکوع سے کھڑا ہونا سنت اور مستحب نہیں بلکہ واجب ہے فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں واجبات نماز میں تحریر فرماتے ہیں کہ رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں اور یہ واجبات نماز میں سے ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۲۰ / واجبات نماز) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(مدینہ شریف کی تصویر ہو تو اس جانماز کا استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس جانماز پر بیت اللہ شریف یا مدینہ شریف کی تصویر ہو اس جانماز کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔حافظ جعفر علی نظامی بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس مصلیٰ پر کعبہ مقدسہ یا کسی متبرک مقام کا نقشہ ایسا صاف اور صحیح بنا ہو کہ اسے دیکھتے ہی فوراً ذہن اصل کی طرف جا پہونچے تو اس کا اعجاز واکرام اصل کی طرح ہی ہوگا فتاوی علیمیہ میں فتاوی رضویہ کے حوالے سے ہے کہ علمائے دین نے نقشہ کا اعجاز واعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں لہذا وہ مصلیٰ جس پر مقامات مقدسہ کی تصویر ہے اس پر نماز پڑھتے وقت پیر نہ پڑتا ہو تو اس کا بچھانا اور نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ نہیں۔(بحوالہ فتاوی علیمیہ جلد اول صفحہ ۲۳۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(ٹرین میں کس طرف رخ کر کے نماز پڑھنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھی لیکن جس سمت کعبہ ہے اس سمت منھ کر کے سجدہ نہیں ہو پا رہا تھا اور کعبہ کے علاوہ کی سمت سجدہ کر رہے تھے تو سجدہ ہو پا رہا تھا تو کعبہ کی طرف منہ نہ کر کے نماز پڑھ لی تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں نماز دوہرائی جائے گی یا نماز ہوگئی؟ **المستفتی:۔محمد عرفان مرکزی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چلتی ریل گاڑی پر فرض وواجب وسنت فجر نہیں ہو سکتی اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو۔کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو اُس کا یہی حکم ہے۔

جب رکی ہے تو اتر کر پڑھے اور یہ گمان ہو کہ گاڑی چھوٹ جائیگی اور ٹرین پر ہی وقت نماز گزر جائے گا تو جس طرح ممکن ہو پڑھ لے پھر موقع ملتے ہی اس نماز کا اعادہ کرے،اگر ٹرین پر پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہو رہی ہے تو اترنا کوئی ضروری نہیں ہے۔(بہار شریعت جلد اول کمافی فتاوی بحر العلوم جلد اول صفحہ 468 کمافی فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ 227)

ہاں اگر فرض و واجب وسنت فجر کے علاوہ نماز پڑھنی ہو تو جس طرف ٹرین کا رخ ہے اسی طرف منھ کر کے نماز پڑھی کہ مسافر کے حق میں وہی سمت قبلہ ہے اگر چہ قبلہ سمت نہ ہو (عامہ کتب فقہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(نماز میں وسوسہ آئے تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر نماز کے دوران گندہ خیال آجائے تو کیا حکم ہے نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائے مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد دانش رضوی جہان آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شیطان برے برے وسوسے ڈالتا ہے کہ لوگ رب کی عبادت کرنا چھوڑ دیں تو ہمیں چاہیئے ہم اس کی وجہ سے رب کی عبادت کرنا ترک نہ کریں بلکہ عبادت پھر بھی کرتے رہیں کیونکہ ایسی صورت میں نماز ہوجائیگی کوئی خرابی نہیں ہے ہاں اگر ان خیالوں میں اس قدر محو ہوجائے کہ ایک رکن یعنی تین بار سبحان کہنے تک خاموش ہوجائے تو سجدہ سہو واجب ہوجائے گا۔لہذا برے خیال آتے ہوں جب بھی نماز پڑھتے رہیں اور اگر نماز ترک کردیں گے تو شیطان اور بہلاتا رہے گا جس سے ایک دن انسان بے نمازی ہوجائے گا(معاذاللہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(موزہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ موزہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟
برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد شاکر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی بھی قسم کا موزہ ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا بلا شبہ جائز ہے امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ربہ القوی فرماتے ہیں کہ موزہ پہن کر نماز پڑھنا بہتر ہے ۔(فتاوی رضویہ جلد 7 یہ رضا فاونڈیشن لاھور والی رفتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ 419 رضا اکیڈمی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(فرض اعتقادی فرض عملی کی تعریف)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرض اعتقادی، فرض عملی کی تعریف تحریر کریں؟

المستفتی:۔محمد شایان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض اعتقادی: جو دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقا کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر شرعی قصدا ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی: وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی۔اس کا بے وجہ انکار فسق گمراہی ہے، ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کرسکتا ہے جیسے ائمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلا حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہے اور حنبلیہ و شافعیہ کے نزدیک فرض اور

ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں، اس فرض عملی میں ہر شخص اسی کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں ۔(بہار شریعت، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۲۸۲/ ۲۸۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(نماز کے بجائے وظیفہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز کے وقت وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عباس علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے تو وہ فاسق و فاجر ہے اور نماز نہ پڑھنے کے سبب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔فتاوٰی رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے اس کا وظیفہ اس کے منہ پر مارا جائے گا ایسوں ہی کو حدیث میں فرمایا "کم من قاری یقرأ ان والقرآن یلعنه" بہتیرے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔(فتاوٰی رضویہ جلد ششم صفحہ ۲۲۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے یا عمامہ باندھ کر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے یا عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے؟ جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد حسان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عمامہ پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ عمامہ باندھ کر ہی نماز کا اہتمام فرماتے تھے مگر ٹوپی پہن کر بھی نماز ہو جائے گی۔

فتاویٰ امجدیہ میں ہے: عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے حدیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے اور حضور اقدس ﷺ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ٹوپی پہن کر بھی جائز ہے اس میں بھی کراہت نہیں اور ننگے سر نماز مکروہ ہے جب کہ بطور سستی وکسل ہو اور اگر بنیت عاجزی وتذلل برہنہ سر نماز پڑھی تو مستحب ہے اور اگر بنیت اہانت ہو تو کفر ہے۔درمختار میں ہے "کرہ صلاتہ حاسرا راسہ للتکاسل ولا باس بہ للتذلل واما للاھانۃ بھا فکفر"

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "وتکرہ الصلاۃ حاسرا راسہ اذا کان یجد العمامۃ وقد فعل ذالك تكاسلا وتهاونا بالصلوۃ ولا باس به اذا فعله تذللا وخشوعا بل هو حسن كذا فی الذخیرۃ"(فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۱۲۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میں نے بھول کر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ دی تو کیا نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا؟ دلیل کے ساتھ جواب دیں؟

المستفتی:۔محمد فرقان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر زید نے دوران نماز بھول کر رکوع میں سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الاعلیٰ کہہ دیا تب بھی نماز ہوجائے گی نماز کا اعادہ نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ رکوع اور سجدے میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے وہ سنت ہے اس وجہ سے نماز کا اعادہ نہیں کرنا پڑے گا۔

تفہیم المسائل میں ہے:رکوع وسجود کی تسبیحات سنت ہیں لہذا اگر یہ بھولے سے رہ جائیں یا رکوع میں بھول کر سجدے کی تسبیح اور سجدے میں بھول کر رکوع کی تسبیح پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوجاتی ہے۔(تفہیم المسائل جلد اول صفحہ ۱۳۹)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(تشہد میں کلمہ کی انگلی اٹھانے کے بعد ساری انگلی بچھانا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تشہد میں کلمہ کی انگلی اٹھانے کے بعد ساری انگلی بچھانا ضروری ہے یا نہیں؟ جواب عنایت **المستفتی:۔محمد انتخاب چشتی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح بوقت تشہد انگلیوں کا حلقہ بنانا سنت ہے اسی طرح بعد تشہد انگلیوں کو بچھانا سنت ہے جیسا کہ بہار شریعت میں علامہ مفتی الحاج امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں شہادت پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا اور وہ اس طرح کی چھنگلیاں اور اسکے پاس والی کو بند کرلے بیچ والی اور انگوٹھے کا حلقہ باندھے لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے الا پر رکھ دے سب انگلیاں بچھا دے۔

(ابوداؤد نسائی بہار شریعت ح سوم ص 530)

اوراسی طرح علامہ طحطاوی حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں (العقد وقت التشہد فقط فلایعقد قبل ولابعد و علیہ الفتوی) یعنی انگلیوں کا حلقہ بوقت تشہد بنائے نہ اس سے پہلے نہ اسکے بعد بنائے رکھے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاۃ ص ۲۷۰) واللہ تعالی اعلم باالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری واحدی

(سنی دیوبندیوں کی مسجد میں امامت کرے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور دیوبندیوں کی مسجد میں امام ومؤذن بھی ہے تو اسکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں **المستفتی:۔محمد عرفان صالح پور بریلی شریف**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

دیوبندیوں کے عقائد کفری ہیں جیسا کہ اشرف علی تھانوی ،قاسم نانوتوی ،رشیداحمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ کے عبارات سے ظاہر وباہر ہے جن کی سبب مکہ معظمہ،مدینہ منورہ ،برماو بنگال اورہندوستان وپاکستان وغیرہا کے سیکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ وہ اسلام سے خارج کافرومرتدہیں،اورفرمایا’’ من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر‘‘یعنی جوان ان کے کفروعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۲۲/اور فتاوی حسام الحرمین میں بالتفصیل موجود ہے۔

اس جماعت کا مقصد اپنے آباء واجداد کے کفری عقائد کی تعلیم اوراس کی نشرواشاعت ہے جو دین ایمان کے لئے زہر قاتل ہے لہٰذا اس جماعت میں شریک ہونا ان کو نماز پڑھانا ان کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے ہرگز جائز نہیں۔حدیث شریف میں ہے’’ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ‘‘یعنی بدمذہبوں سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور رکھو،کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں،کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۰)

ایسے شخص کو سمجھایا جائے کہ امامت چھوڑ دے اور علانیہ توبہ و استغفار کر لے، اور اگر ایسا نہ کرے تو سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے۔

اور اگر شخص مذکور دیوبندیوں کے عقائد باطلہ پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو مسلمان جانتا ہو اور ان کی جماعت میں شریک ہوتا ہو، اور ان کے ساتھ نماز پڑھتا پڑھاتا ہو تو وہ مسلمان نہ رہا۔

(ماخوذ از فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۳)

اور اگر وہ لوگ دیوبندی نام کے ہوں عقائد باطلہ نہ رکھتے ہو نہ دیوبندی اکابرین کے عقائد باطلہ سے واقف ہوں بلکہ صرف نیاز و فاتحہ کے منکر ہوں اور یہ شخص مذکور ان کو راہ راست پر لانے کی غرض سے امامت کرتا ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ نیت صالح ہو تو ثواب کا بھی مستحق ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(رکوع و سجود میں ایک بار تسبیح پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رکوع یا سجدہ کسی میں تسبیح تین کی جگہ ایک بار ہی پڑھی اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو اس صورت میں نماز ادا ہو جائے گی؟

المستفتی:۔ غلام سرور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز ہو جائے گی سجدہ سہو واجب نہیں ہے کیوں کہ رکوع اور سجدے میں میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود وقومہ وجلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا واجب ہے۔(بہار شریعت حصہ ۳رص ۵۱۸رناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

البتہ بہتر ہے رکوع وسجود میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح پڑھے تا کہ سنت ادا ہو جائے

"وتسبیحه (فی الرکوع والسجود) ثلاثا"۔(نورالایضاح صفحہ ۷۳)واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(نماز پنجگانہ میں کون سی نماز سب سے پہلے کس نبی نے پڑھی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز پنجگانہ میں کون سی نماز سب سے پہلے کس نبی نے پڑھی ہے اور اگلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اُن کی امتوں پر بھی یہی نماز پنجگانہ فرض تھی یا یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ہمارا خاصہ ہے۔بینوا توجروا

المستفتی:۔میر خادم علی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس میں اختلاف ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی ظہر کی نماز سب سے پہلے حضرت داوٗد علیہ الصلوۃ والسلام نے پڑھی عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پڑھی مغرب کی نماز سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پڑھی عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی۔(فتاوی رضویہ جلد ۲ر صفحہ نمبر ۱۷۵)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت بایں الفاظ نقل کی ہے: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ بَحْرَ بْنَ الْحَكَمِ الْكَيْسَانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَائِشَةَ يَقُولُ: إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَمَّا تِيبَ عَلَيْهِ عِنْدَ الْفَجْرِ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَصَارَتِ الصُّبْحَ، وَفُدِيَ إِسْحَاقُ عِنْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْبَعًا، فَصَارَتِ الظُّهْرُ، وَبُعِثَ عُزَيْرٌ، فَقِيلَ لَهُ: كَمْ لَبِثْتَ؟ فَقَالَ: يَوْمًا، فَرَأَى الشَّمْسَ

فَقَالَ : أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَصَارَتِ الْعَصْرُ . وَقَدْ قِيلَ : غُفِرَ لِعُزَيْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، وَغُفِرَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَغْرِبِ ، فَقَامَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ، فَجَهَدَ فَجَلَسَ فِي الثَّالِثَةِ ، فَصَارَتِ الْمَغْرِبُ ثَلَاثًا . وَأَوَّلُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ امام طحاوی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ بے شک جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی فجر کے وقت تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پس وہ نماز صبح یعنی فجر ہوگئی جب حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے ظہر کے وقت تو آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی پس وہ ظہر کی ہوگئی اور جب حضرت عزیر علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور آپ سے کہا گیا کہ آپ نے کیا پایا تو انہوں نے کہا کہ دن پس انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا کہ دن کا بعض حصہ تو آپ نے چار رکعت پڑھی تو وہ عصر کی ہوگئی اور حضرت عزیر و داؤد علیہما السلام کو جب علالت سے شفا حاصل ہوئی تو وہ کھڑے ہوئے چار رکعت کے لئے انہوں نے کوشش کی چوتھی رکعت کے قیام کے لئے مگر کمزوری کی وجہ تیسری میں بیٹھ گئے تیسری رکعت میں اور اسی میں سلام پھیر دیا پس وہ مغرب کی ہوگئی اور اور آخری نماز عشاء کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی (شرح معانی الآثار ط عالم الکتاب ۱/ ۱۷۵ / حدیث نمبر: ۱۰۴۶)

نماز پنجگانہ اسی امت کے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا خاصہ ہے امت سابقہ کا نہیں ۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۴۹ رضا اکیڈمی ممبئی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

نقطہ: ۔ بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو عبادت اللہ کی ہوتی ہے مگر یادگار اللہ کے محبوب بندوں کی ہوتی ہے ۔

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

المستفتی:۔محمد سرفراز قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے جیسا کہ علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فی واجب الصلوۃ قراۃ الفاتحۃ (نورالایضاح صفحہ ۷۰)

اورعلامہ صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الحمد پڑھنا یعنی اس کی ساتوں آیتیں کہ ہرایک آیت مستقل واجب ہے ان میں سے ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے (بہارشریعت حصہ ۳رص ۵۱۷رناشرمکتبۃ المدینۃ دہلی) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(نماز میں رفع یدین کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رفع یدین کرنا کیسا ہے؟ اسکی مکمل وضاحت فرمادیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔** محمد دلکش رضا قادری خطیب وامام رضا جامع مسجد سلی گوڑی دارجلنگ ویسٹ بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

متعدد احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے کہتےوقت رفع یدین فرماتے تھے اسکے بعد آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے اس تعلق سے احادیث ملاحظہ کریں "عن علقمه قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلیٰ فلم یرفع یدیه الافی اول مرّۃ قال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبه یقول غیرواحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم والتابعین" حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے کرام وصحابہ وعلماء تابعین یہی فرماتے ہیں کہ شروع نماز (تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ علاوہ) رفع یدین نہ کیا جائے (ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۳۵)

”عن البراء بن عازب قال کان رسول الله ﷺ اذا کبّر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیه حتیٰ یکون ابهاماه قریبامن شحمتی اذنیه ثم لایعو“ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دست مبارک کو اٹھاتے یہاں تک حضور ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہوجاتے پھر حضور صلی وسلم کی آخری نماز تک رفع یدین نہیں فرماتے (طحاوی شریف صفحہ 110)

”عن الاسود قال رائت عمر بن الخطاب رضی الله عنه یرفع یدیه فی اول تکبیرۃ ثم لایعود“ حضرت اسود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے سیدنا فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے یعنی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ (طحاوی شریف صفحہ ۱۱۱)

”عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الافی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ“ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی اقتدا میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔ (طحاوی شریف صفحہ ۱۱۱)

ان احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم اور حضرت عمر فاروق اعظم حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابن عمر و دیگر صحابہ اور تابعین وجلیل القدر علماء رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین کرتے تھے پھر آخری نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔

انتباہ: بعض روایتوں سے جو رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین یعنی ہاتھ اٹھانا ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہوگیا جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ” انه رای رجلایرفع یدیه فی الصلوٰۃ عندالرکوع

وعند رفع الراسہ من الرکوع فقال لہ لاتفعل فانہ شئ فعلہ رسول اللہ ﷺ ثم ترکہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا۔

(ماخوذ از انوار الحدیث صفحہ ۱۶۳ /تا ۱۶۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(نماز میں اگر جماہی آئے تو کیا کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں اگر جماہی آئے تو کیا کریں؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد غفران رضا اڑیسہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں جماہی آتے وقت منھ کو بند کئے رہنا مستحب ہے جہاں تک ممکن ہو سکے جیسا کہ علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و کظم فمه عند التّثاؤُب

(نور الایضاح من اٰدابها(الصلوۃ صفحہ ۷۵)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جماہی آئے تو منھ بند کئے رہنا اور اگر جماہی نہ رکے تو ہونٹ کو دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت (سیدھے ہاتھ کی پیٹھ) سے منھ کو ڈھانک لے اور غیر قیام مطلب رکوع وسجدہ وقعدہ وغیرہ میں جماہی آئے تو بائیں ہاتھ کی پشت یعنی الٹے ہاتھ کی پیٹھ سے منھ کو ڈھانک لے یا دونوں ہاتھوں میں آستین سے ڈھانک لے۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 538 العلمیۃ المدینۃ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(سری نمازوں میں مقتدی ثناء کب پڑھے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سری نمازوں میں مقتدی ثناء کب پڑھے گا؟ جواب عطا فرمائیں المستفتی:۔شاہد ملتان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں ثنا پڑھنا سنت ہے اس کا محل تکبیر تحریمہ کے بعد فورا پڑھنا ہے اب اگر مقتدی لیٹ ہوگیا امام نے بالجہر (بلند آواز سے) قرأت شروع کردی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اور اگر امام سے دور ہے یا مقتدی بہرہ ہے آواز نہیں سن سکتا یا مقتدی جماعت میں پیچھے ہے اتنا پیچھے کہ قرأت نہ سن سکے جمعہ وعیدین وغیرہ کی جماعت میں) یا امام آہستہ پڑھتا ہو تو ان تمام صورتوں میں مقتدی ثناء پڑھے۔(عالمگیری، غنیہ، ردالمحتار)

اور اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا یا پہلے سجدے میں مثلا جو ایک رکعت کے دو سجدے ہوتے ہیں اس کے پہلے سجدے میں پایا تو اگر غالب گمان ہے کہ ثناء پڑھکر پالے گا تو پڑھے ورنہ نہ پڑھے اور اگر قعدہ یا دوسرے سجدے میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثناء پڑھے شامل ہوجائے (اگر پڑھ لیا تب بھی کوئی حرج نہیں)(درمختار ورد المحتار)

اور اگر ثناو اعوذ باللہ وبسم اللہ پڑھنا بھول گیا اور قرأت شروع کردی تو اعادہ نہ کرے یعنی ثناء وغیرہ نہیں پڑھے گا کیونکہ ان کا محل ہی فوت ہوگیا اسی طریقے سے اگر ثناء پڑھنا بھول گیا اور اعوذ باللہ شروع کردیا تو ثناء نہیں لوٹائے گا۔(ردالمحتار)

مسبوق (جس کی رکعتیں نکل جاتی ہیں بعد میں شامل ہوتا ہے) جس وقت داخل ہوا ثناء نہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی کی رکعت پڑھنا شروع کرے تو اس وقت پڑھ لے مطلب جب امام سلام پھیرے اور اپنی باقی کی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرے تو شروع میں پڑھ لے۔ (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 523 تا 524 /العلمۃ المدینۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(مقتدی کی کتنی قسمیں ہیں؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مقتدی کی کتنی قسمیں ہیں ان کی تعریف بھی فرمادیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔قمر الزماں قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدی کی چار قسمیں ہیں:(۱)مدرک۔(۲)لاحق۔(۳)مسبوق۔(۴)لاحق مسبوق۔

مدرک کی تعریف:۔مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگر چہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

لاحق کی تعریف:۔لاحق وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے فوت ہوں، جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجود کرنے نہ پایا، یا نماز میں اسے حدث ہوگیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی یا نماز خوف میں پہلے گروہ کو جو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی، خواہ بلا عذر فوت ہوں، جیسے امام سے پہلے رکوع سجود کرلیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت، اس کی پہلی رکعت ہوگی اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔

مسبوق کی تعریف:۔مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

لاحق مسبوق کی تعریف:۔لاحق مسبوق وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(مغرب کا وقت کب تک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

المستفتی:۔ چاند رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لیکر سرخ شفق کے غروب ہونے تک ہے جیسا کہ نورالایضاح کتاب الصلوۃ صفحہ ۵۷ پر ہے (وقت) المغرب منه (بغروب الشمس) الی الشفق الاحمر شفق ہمارے مذہب میں اس سفیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے اور یہ وقت اِن شہروں میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہوتا ہے عشاء کی اذان مغرب کے ٹائم ختم ہونے کے کچھ منٹ بعد ہی لگائی جاتی ہے اس سے اندازہ لگالیا کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(وہ کون سی نماز ہے جسے وقت پر پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ کون سی نماز ہے جسے وقت پر پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد فرقان احمد جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عرفہ کے دن مزدلفہ میں حاجیوں کو مغرب کی نماز، مغرب کے وقت میں پڑھنا گناہ ہے۔

(بہار شریعت جلد ٦ صفحہ ٩٦) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(حاجیوں کو مزدلفہ میں نماز فجر اول وقت میں ادا کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حاجیوں کو مزدلفہ میں بالکل اول وقت میں فجر کی نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ رہنمائی فرمائیں **المستفتی:۔**اشرف رضا گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مزدلفہ میں حاجیوں کو فجر کی نماز اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے"الاسفار بالفجر افضل الا بمزدلفۃ للحاج"(ص ۱۷۱)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(دعا میں ہاتھ کتنا بلند ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ہاتھ کتنا بلند ہونا چاہئے؟ **المستفتی**:۔محمد صالح

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مطلقا جائز ہے نماز بعد ہو یا اوراد و وظائف کے بعد، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے *قَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ* حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اپنے ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

(صحیح بخاری کتاب: دعاؤں کا بیان حدیث نمبر ۶۳۴۱)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے دعا میں ہاتھ مونڈھے تک بلند ہونا تحریر فرمایا ہے، مزید معلومات کے لئے دیکھیں فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۹۵ مطبوعہ دعوت اسلامی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(کیا پانچ وقت کی نماز قرآن سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا قرآن کریم کی آیات سے یہ ثابت ہے کہ دن ورات میں پانچوں وقتوں کی نماز پڑھنا فرض ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ محمد معصوم رضا کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت ہے کہ دن اور رات میں پانچوں وقتوں کی نماز پڑھنا فرض ہے۔قرآن مقدس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: "وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ" اورنماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں۔

(سورۃ الھود آیت ۱۱۴)

تفسیر صراط الجنان میں ہے {وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ :اورنماز قائم رکھو}اس آیت میں دن کے دو کناروں سے صبح اور شام مراد ہیں، زوال سے پہلے کا وقت صبح میں اور زوال کے بعد کا وقت شام میں داخل ہے۔صبح کی نماز تو فجر ہے جب کہ شام کی نمازیں ظہر وعصر ہیں اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب وعشا ہیں۔اور دوسری جگہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ-اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ‘‘نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔(بنی اسرائیل،آیت:۷۸ رکنز الایمان)

تفسیر صراط الجنان میں ہے {اَقِمِ الصَّلٰوةَ: نماز قائم رکھو} اس آیت میں فرمایا کہ نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک ۔اس دوران میں چار نمازیں آ گئیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء، کیونکہ یہ چاروں نمازیں سورج ڈھلنے سے رات گئے تک پڑھی جاتی ہیں ۔مزید فرمایا کہ صبح کا قرآن قائم رکھو، اس سے نمازِ فجر مراد ہے اور اس کو قرآن اس لئے فرمایا گیا کہ قرأت ایک رُکن ہے ۔اور عربی کا ایک عام قاعدہ ہے کہ جز (کسی شیٔ کا ایک حصہ) بول کر (پوری کی پوری شیٔ) مراد ہوتی ہے جیسا کہ خود قرآنِ کریم میں ہی یہ قاعدہ کئی جگہ موجود ہے جیسے نماز کو رکوع وسجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے ۔(خازن، الاسراء، تحت الآیۃ: ۷۸، ۳/ ۱۸۵، مدارک، الاسراء، تحت الآیۃ: ۷۸، ص ۶۳۳، ملتقطاً) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی

(مسجد کا امام بحیثیت امیر ہوتا ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کا امام بحیثیت امیر ہوتا ہے یا نہیں؟
مع حوالہ جواب عطا فرمائیں **المستفتی:۔حافظ محمد معراج عالم** دھنباد جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کا امام اگر قابل امامت ہے کوئی وجہ مانع امامت نہیں تو بلا شبہ وہ قوم کا امیر ہے کہ امام کا معنی ہی پیشوا ہوتا ہے اور جو پیشوا ہو اسے امیر بھی کہہ سکتے ہیں۔

امام قوم کا خیر خواہ ہوتا ہے بری باتوں سے بچنے اور نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور امیر کا معنی امر(حکم) کرنے والا بھی ہوتا ہے لہذا امام کو قوم کا امیر کہنے میں حرج نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(مسجد میں کام چل رہا ہو تو دوسری جگہ نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کی تعمیر و توسیع کی وجہ سے نماز پڑھنا مشکل ہو تو بحالت مجبوری دوسری جگہ عارضی طور پر چند ماہ کے لئے نماز پنجگانہ نماز جمعہ اور اذان کے لئے منتخب کر کے نماز پڑھنا درست ہے؟ اور اگر درست ہے تو بعد میں اس جگہ کو کسی بھی قسم کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ **المستفتی**:۔عیاض احمد انصاری دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب

اگر مسجد میں کام چل رہا ہے تو دوسری جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں،کسی جگہ کو نماز پڑھانے کے لئے منتخب کر لینے سے وہ مسجد نہیں بن جاتی جب تک کہ اس کا مالک زمین کو مسجد نہ بنا دے مثلاً مالک نے لوگوں سے کہا کہ اس میں ہمیشہ نماز پڑھا کرو تو مسجد ہوگئی اگر صرف نماز پڑھنے کے لئے کہا ہے تو وہ مسجد نہیں۔

جیسا کہ صدر الشریعہ بدرطریقہ حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنی زمین پر نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اور نیت کچھ نہیں یا مہینہ یا سال بھر ایک دن کے لئے نماز پڑھنے کے لئے کہا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ اس کی ملکیت ہے، اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ کی ملک ہے۔(بہار شریعت،ج۲،ح۱۰،ص:۵۵۸)

اگر زمین مالک نے مسجد میں نہیں دیا تو اس زمین کو مالک اپنے ہر کام میں لا سکتا ہے اور اگر مسجد میں دے دیا ہے تو نہیں لا سکتا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(ریلوے اسٹیشن پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ریلوے اسٹیشن پر ہر جگہ تصویر لگی رہتی ہے اور جو جگہ خالی بھی رہتی ہے وہاں پیشاب وغیرہ کی بدبو آتی ہے اب نماز کس طرح ادا کی جائے؟

المستفتی: ۔مختار احمد رضوی مہدیہ موڑنی بستی ضلع بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے بدبو آنے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔جیسا کہ سوال میں تذکرہ ہے کہ ہر جگہ تصویر لگی رہتی ہے اور جہاں تصویر نہیں ہوتی ہے وہاں پیشاب کی بدبو آتی ہے حتی الامکان کوشش کرے کہ ایسی جگہ پر نماز پڑھے جہاں پیشاب کی بدبو بھی نہ آئے اور وہاں تصویر بھی نہ ہو لیکن اگر بر بنائے مجبوری اگر کوئی جگہ خالی نہ ہو کہ جہاں تصویر نہ ہو تو اسی جگہ نماز پڑھے جہاں تصویر نہ لگی ہو اگر چہ پیشاب کی بدبو آتی ہو کیونکہ پیشاب کے بدبو آنے پر طبعی کراہت ضرور ہے مگر نماز مکروہ نہیں ہوگی لیکن تصویر والی جگہ پر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

فتاویٰ خلیلیہ میں ہے: جس مقام پر جاندار کی تصویر ہو خواہ دائیں یا بائیں خواہ آگے یا پیچھے خواہ سر پر وہاں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ دوبارہ اس کا صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے۔(احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ جلد اول صفحہ ۲۶۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، بہار شریعت جلد اول حصہ سوم مکروہات کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ،

(ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگنا کیسا؟)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک امام ہے فرض نماز پڑھانے کے بعد سر پہ ہاتھ رکھتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ اس وقت کیا پڑھی جاتی ہے اور ایسا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ندیم اختر۔دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دین و دنیا کے فائدے کے لئے بعض لوگ مختلف دعائیں پڑھتے ہیں اور ایسا کرنا جائز ہے بزار نے مسند، طبرانی نے معجم اوسط، ابن السنی نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور پڑھتے بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (اللہ کے نام سے شروع جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رحمن ورحیم ہے اے اللہ مجھ سے غم وحزن دور فرمادے)۔(تاریخ بغداد للخطیب باب الکاف عن اسمہ کثیر حدیث ۶۹۵۳ دارالکتاب العربیۃ بیروت ۱۲/۴۸۰)

فقیہ ملت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں دین و دنیا کے فائدے کے لئے بعض لوگ یا قوی اور بعض لوگ سلام قول من رب رحیم اور ان کے علاوہ مختلف دعائیں پڑھتے ہیں یہ جائز ہے شرعا کوئی قباحت نہیں۔(فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۶۷۲) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(نماز توبہ کیا ہے اور اس کے ادا کرنے طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز توبہ کیا ہے اور اس کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ نیز کیا اس کے ادا کرنے کا کوئی وقت متعین ہے؟ جو بھی ہو وضاحت فرمادیں کرم ہوگا۔ **المستفتی:۔** وصیل رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی معافی تلافی کے لئے دو رکعت نماز نفل صلاۃ التوبہ پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالی سے رو رو کر سچے دل سے توبہ کرے اور اپنے اس جرم و جرائم کی معافی چاہے اور اسی کو صلاۃ التوبہ کہتے ہیں۔ایسا ہی بہار شریعت ج اول ص ۷۸۴ / پر ہے۔

اور حدیث شریف میں توبہ کی بابت ارشاد ہے: کہ اللہ تعالی سے اپنے جرم کی سچی توبہ کرنے والا (توبۃ الصادقۃ) ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو (ابن ماجہ شریف ج ۴ ص ۱۹۴)

اور قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا" اے ایمان والوں اللہ تعالی کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

(کنز الایمان پارہ ۲۸ سورۃ تحریم آیت ۸)

اور توبہ کے متعلق سیدی سرکار اعلحضرت رضی اللہ عنہ نے تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی بھی گناہ ایسا نہیں جو سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر۔(فتاوی رضویہ ج ۲۱ ص ۱۲۱)

ہر مومن ومومنہ پر فرض ہے کہ گناہوں سے بچتے رہیں اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کرنی واجب ہے توبہ کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیۓ صلاۃ التوبہ کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں البتہ اوقات مکروہ کے علاوہ پڑھنی چاہیۓ۔واللہ اعلم باالصواب

کتبہ

العبدابوالثاقب محمد جواد القادری واحدی لکھیم پوری

(امام پر الزام لگانے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور بکر زید کے بارے میں لوگوں کو کہتا ہے کہ زید جھوٹ بولتا ہے حالانکہ بکر کا کہنا غلط ہے تو بکر پر شریعت کا کیا حکم ہوگا اور بکر کی نماز زید کے پیچھے ہوگی کہ نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ عبدالرحمٰن جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زید کے پیچھے بکر کی نماز ہو جائے گی بکر امام پر جھوٹا الزام لگانے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوا توبہ کرے اور زید سے معافی مانگے دوبارہ اس طرح کی حرکتوں سے باز رہنے کا پختہ عہد کرے،

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اگر امام فاسق معلن ہے اس لیے کوئی اس کی برائی بیان کرتا ہے تو اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور ایسے امام کے پیچھے کسی کو نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر فاسق معلن نہیں ہے تو برائی کرنے والا سخت گنہگار حق العباد میں گرفتار مگر اس کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۷۲/ امامت کا بیان مطبوعہ شبیر برادرز لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(حالت نماز میں روپئے پر نظر پڑی تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت نماز میں جیب سے پیسے نکل جائے اور اس پر تصویر ہے تو معلوم یہ کرنا ہے کہ اس تصویر پر نظر پڑی تو نماز میں کوئی کراہت آئیگی یا نہیں۔

المستفتی:۔ محمد عظیم سنبھلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز ہو جائے گی کیونکہ سکہ میں جو تصویر ہوتی ہے وہ اس قدر چھوٹی ہوتی ہے کہ زمین پر رکھ کر دیکھا جائے تو اس کے اعضاء کی تفصیل ظاہر نہیں ہوتی اور روپئے کی تصویر اگر چہ اس قدر چھوٹی نہیں ہوتی مگر ضرورت کے تحت اس کا رکھنا جائز ہے اگر چہ روپے سکے کی تصویر سامنے ہو تو صحت نماز میں فرق نہ آئے گا۔

فتاوی خانیہ علی ھامش الھندیہ کتاب الصلوۃ میں ہے:۔ او فی ثوبہ تصاویر و فی المساط روایتان والصحیح انہ لا یکرہ علی المساط اذا لم یسجد علی التصاویر و ھذا اذا کانت الصورۃ کبیرۃ تبدو لناظر من غیر تکلف فان کانت صغیرۃ و ممعوۃ الراس لا باس بہ (جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۹)

تفصیل کے لئے دیکھیں فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۱۲۸،۱۲۹۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا)

(اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو) (کنزالایمان، سورۃ المزمل ۴)

قرأت کا بیان

۳۰ رفتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیافرض کے اخیر دو رکعت میں فاتحہ پڑھنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر چار رکعت والی فرض نماز ہے اور اسکے آخر کی تیسری اور چوتھی رکعت میں کچھ نہیں پڑھا صرف تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہنے کی مقدار کھڑا رہا تو کیا نماز ہو جائے گی؟ المستفتی:۔محمد احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہو جائیگی کہ فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے لازم نہیں البتہ بالکل خاموش نہ کھڑے رہنا چاہئے بلکہ بقدر تعدیل ارکان کم ازکم تین بار سبحان اللہ ہی پڑھ لینا چاہئے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپ کھڑا رہا، تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہئے۔

(درمختار بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(نماز میں تسمیہ پڑھنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی شخص نماز میں ثنا،تعوذ وتسمیہ، الحمد شریف کے بعد جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا ہے اور سورہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو بسم اللہ نہ پڑھنے پر اس نماز کا کیا حکم ہوگا؟ کیا یہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد یوسف رضا قادری رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملانے سے پہلے جان بوجھ کر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتا ہے تو نماز ہو جائے گی مگر جان بوجھ کر نہ پڑھنا خلاف اولی ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورہ ملانے سے پہلے تسمیہ پڑھنا مستحسن ہے۔(بحوالہ درمختار)

اور تسمیہ ہر رکعت میں پڑھنا مسنون ہے۔بحوالہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۲۹/ اور فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۷/ پر ہے سورہ فاتحہ کی ابتداء میں تسمیہ پڑھنا سنت ہے اور سورہ فاتحہ کے بعد اگر کوئی سورت یا کسی سورت کی شروع کی آیتیں پڑھے تو ان سے پہلے تسمیہ پڑھنا مستحب ہے پڑھے تو اچھا ہے اور نہ پڑھے تو حرج نہیں۔

اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں،،تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اول میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اول سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے۔

قرأت خواہ سری ہو یا جہری مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔

(بحوالہ درمختار ورد المحتار جلد اول صفحہ ۳۲۹ ر بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۷۴)

لہٰذا جان بوجھ کر چھوڑنا اچھا نہیں ہے بلکہ پڑھنا بہتر ہے اگر کوئی نہیں پڑھتا ہے جب بھی نماز میں کوئی حرج نہیں مگر پڑھنا افضل و انسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(امام کے پیچھے قرأت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور امام سے پہلے کوئی سجدہ یا رکوع کرتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ اویس رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا جائز نہیں اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہے تو مقتدی کا خاموش رہ کر سننا واجب ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے ''وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ'' اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان/اعراف ۲۰۴)

اور اگر امام آہستہ پڑھ رہا ہے یعنی سری نماز میں جب بھی مقتدی پر لازم ہے کہ خاموش کھڑا رہے، حدیث شریف میں ہے امام ابوجعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہم سے سوال ہوا ان سب حضرات نے فرمایا امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہ کر۔

اور امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ نے مؤطا میں روایت کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا خاموش رہ کہ نماز میں شغل ہے اور امام کی قرأت تجھے کافی ہے۔

جومقتدی امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کے لئے وعیدیں بھی ہیں حدیث ملاحظہ ہو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایامیں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قرآت کرے اس کے موںھ میں انگارا ہو۔

اورامیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے،کاش اس کے موںھ میں پتھر ہو۔اورحضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے،کہ فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرآت کی،اس نے فطرت سے خطاکی۔

(بہارشریعت ح ۳ قرآن مجید پڑھنے کابیان)

امام سے پہلے رکوع وسجدہ نہیں کرنا چاہئے اگر رکوع وسجدہ پہلے کیا لیکن سر امام کے بعد اٹھایا تو نماز ہوگئی لیکن ایسا کرنامنع ہے اور اگر امام کے پہلے رکوع وسجدہ کیااور امام سے پہلے سر اٹھا بھی لیا تو نماز نہ ہوئی جیسا کہ علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یاامام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا،تو نماز نہ ہوگی مثلا امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرلیا اورامام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھالیا تو اگر امام کے ساتھ یابعد کو ادا کر لیا ہوگئی،ورنہ نہیں۔(بہارشریعت میں ہے ح ۳)

اورامام مالک کی روایت میں ہے فرمایا کہ جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا اور جھکاتا ہے،اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راویت ہے،کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فرماتے ہیں جوشخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے،کیااس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالی اس کا سر گدھے کا سر کردے (بخاری مسلم)

بعض محدثین سے منقول ہے کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالی حدیث لینے کے لئے ایک

بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق میں گئے اور ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر ان کا موںھ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرا اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹادیا، دیکھتے کیا ہیں کہ ان کا موںھ گدھے کا سا ہے، انہوں نے کہا صاحب زادے! امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مستبعد جانا اور میں نے امام پر قصدا سبقت کی، تو میرا موںھ ایسا ہوگیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (بہار شریعت ح ۳/امامت ک بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(فرض کی تیسری رکعت میں سورہ ملانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ منفرد اگر فرض نماز میں تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ پڑھ دیا تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟ **المستفتی:۔محمد عباس اشرفی کچھوچھہ شریف**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملالے تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولی ہے بلکہ بعض ائمہ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق میں ہے امام کے لئے ضرور مکروہ ہے۔

منفرد کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں درمختار میں ہے ”ضم سورۃ فی الاولین من الفرض و ھل یکرہ فی الآخرین المختار لا ،، فرض کی دو پہلی رکعتوں میں سورت کا ملانا؛ اور پچھلی رکعتوں میں مکروہ ہے؟ مختار یہ کہ مکروہ نہیں۔

ردالمحتار میں ہے ”ای لا یکرہ تحریما بل تنزیھا لانہ خلاف السنۃ ،،یعنی مکروہ تحریمی نہیں بلکہ مکروہ تنزیہی ہے کیوں کہ یہ خلاف سنت ہے۔

امام کے تعلق سے اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”للامام الزیادۃ علیھا لا طالتہ علی مقتدین فوق السنۃ بل لو اطال الی حد الاستثقال کرہ تحریما

امام کے لئے فاتحہ پر اضافہ کرنا مکروہ ہوگا یوں کہ یہاں مقتدیوں سے بڑھ کر سنت پر طوالت کی کہ مقتدیوں پر گراں گزری تو یہ مکروتحریمی ہوگی۔ (ماخوذ فتاوی رضویہ جلد 8 صفحہ 192 تا 194 مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(پہلی رکعت میں کم،اور دوسری میں زیادہ آیت پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر نماز میں پہلی رکعت میں پندرہواں پارہ سورۂ بنی اسرائیل کی چھ آیت تلاوت کی پھر دوسری رکعت میں تیسواں پارہ کی سورۂ والضحی کی تلاوت کی جس میں گیارہ آیت ہے تو اب پہلی رکعت میں کم آیت ہے اور دوسری رکعت میں زیادہ تو اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔ **المستفتی:** ۔محمد انتخاب عالم مقام کھمار پوکھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی کیونکہ سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی چھ آیات اور سورہ والضحی کی گیارہ آیات گنتی میں کم وبیشی کے باوجود کلمات وحروف کے اعتبار سے فرق نہیں رکھتے،اس لئے کچھ بھی کراہت نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے ”اطالتِ ثانیہ بر اولیٰ در فرائض مکروہ است بالاتفاق ودر نوافل علی الاصح وعکس آں رادر نوافل کراہتے نیست ودر صبح نیز جائز است بالاتفاق والاطلاق یعنی ہر چہ تطویل کند باک نباشد وبقدر ثلث خود مستحب است وبعضے تا نصف گویند وزیادہ بر آں باوصف جواز خلاف اولیٰ است ودر غیر فجر از فرائض اختلاف است نزد امام محمد ہمہ جا اطالت اولیٰ باید وشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ تسوید رفتہ اند وفتوی مختلف است وباید کہ ارجح واوجہ قول شیخین باشد فان کلام الامام امام الکلام (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۶ صفحہ ۲۷۱)

اور بہار شریعت میں ہے کہ دوسری رکعت کی قرأت پہلی سے طویل کرنا مکروہ

(تنزیہی) ہے جبکہ بیّن فرق معلوم ہوتا ہو اور اس کی مقدار یہ کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو تین آیت کی زیادتی سے کراہت ہے اور چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف وکلمات کا اعتبار ہے اگر کلمات وحروف میں بہت تفاوت ہو کراہت ہے اگر چہ آیتیں گنتی میں برابر ہوں مثلاً پہلی میں الم نشرح پڑھی اور دوسری میں لم یکن تو کراہت ہے اگر چہ دونوں آٹھ آٹھ آیتیں ہیں ۔(بہار شریعت حصہ سوم قرآن مجید پڑھنے کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری

(قرأت میں غلطی ہوگئی تو کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام نماز کی حالت میں سورۂ والتین قرآت کررہا تھا الا الذین آمنوا وعملو الصلحت کے بعد فلھم اجر کے بجائے وتواصوا بالحق پڑھ دیا پھر یاد آیا تو فلھم اجر پڑھا تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں **المستفتی:۔محمد سجاد نوری افضلی بنگال**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام اگر سورۂ والتین سے سورہ والعصر میں پہونچ گیا لیکن فوراً یاد آگیا تو پھر والتین کو مکمل کیا تو سجدہ سہو واجب نہیں کیوں عمداً ایسا نہیں ہوا اس لئے سجدہ سہو نہیں جیسا کہ کتب فقہ میں ہے امام سورہ والتین پڑھ رہا تھا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بعد وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پڑھ دیا پھر یاد آگیا تو فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ پڑھ کر سورہ والتین کو مکمل کر کے نماز کو پوری کرے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔(بہار شریعت حصہ سوم قرآت میں غلطی ہوجانے کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(آیت سجدہ کیوں نازل ہوئی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں جو چودہ آیاتِ سجدہ ہیں وہ آیتیں کس وجہ سے نازل ہوئیں اور صرف ایک ہی سجدہ کرنے کا حکم ہے دو بار کیوں نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں تو حضرت کی بڑی مہربانی ہوگی **المستفتیہ:۔** عائشہ صدیقہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سجدۂ تلاوت ایک پسندیدہ عمل ہے اور یہ قرآن مجید کے ساتھ پڑھنے والے کے زندہ تعلق کو ظاہر کرتا ہے اس لئے اس کی غیر معمولی اہمیت ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ یہ تھا کہ تلاوت کرتے ہوئے جنت کے ذکر پر طلب کی دعاء جہنم کے ذکر پر پناہ کی دعا اور اسی طرح ان مواقع پر سجدہ بھی کرتے تھے جن میں اس مناسبت کا مضمون آتا ہے۔ہمارے لئے اس اسوۂ میں قرآن کے ساتھ حقیقی تعلق کا نمونہ ہے جس کی پیروی میں ظاہرا برکت بھی ہے اور اجر بھی۔کرنے کا طریقہ کوئی خاص مقرر نہیں ہے آپ چاہیں تو نماز کی طرح باقاعدہ مصلے پر بھی یہ سجدہ کرسکتے ہیں افضل ہے کہ سجدہ تلاوت کے پہلے کھڑے ہوں اور سیدھا سجدہ میں جائیں بعدہ کھڑے ہوجائیں۔

آیات سجدہ کا شان نزول الگ الگ ہے جو تفاسیر میں بالتفصیل مذکور ہے،ان مواقع پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا ہے جو ہمارے لئے قابل اتباع واطاعت ہے۔

ایک ہی سجدہ کی حکمت یہ ہے کہ نماز کے سجدوں سے مماثلت ومشابہت نہ ہونے

پائے اس لئے کہ نماز کے دوسجدہ ہوتے ہیں ایک تشکر الرحمان ہے اور دوسرا ترغیماللشیطان اورسجدہ تلاوت میں ترغیم شیطان نہیں بلکہ تشکر ہے اس لئے ایک ہی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(دوران قرأت درمیان کی آیت چھوٹ گئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب فرض نماز میں قل یا ایھا الکفرون لا اعبد ماتعبدون اتنا قرأت کئے پھر اسکے بعد ولا انا عابدما عبدتم ۔لکم دینکم ولی دین ’’بھول کر پڑھ دئے تو کیا اب ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی:۔ چاند محمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز ہو جائے گی کیونکہ معنی فاسد نہیں ہوا ہے، اگر معنی فاسد ہوتا تو نماز فاسد ہو جاتی علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے ’’وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ‘‘میں دوسرے سَيِّئَةٌ کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں جیسے ’’فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ‘‘میں لَا نہ پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی ۔(ردالمحتار‘‘کتاب الصلاۃ،باب مایفسد الصلاۃ، ومایکرہ فیھا،مطلب ’’مسائل زلۃ القارء،ج ۲،ص ۶۷۴،حوالہ: بہار شریعت، جلداول،حصہ سوم)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی

(امام سورت ملانا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام فرض کی دوسری رکعت میں سورت ملانا بھول گیا ایسی صورت میں اب وہ کیا کرے؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔سید اکرم حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے ان میں اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلا جائے پھر مقتدی لقمہ دے یا خود یاد آئے تو پلٹ آئے اور سورت پڑھ کر پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو قیام کی طرف نہ لوٹے آخر میں صرف سجدہ سہو کرے۔

فتاوی عالمگیری جلد اول میں ہے"فی الخلاصہ اذا رکع ولم یقرا السورہ رفع راسہ وقرا السورہ وعلیہ السہو وھو الصحیح" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد وسیم فیضی

(قرأت سبعہ کا ثبوت کہاں سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج قرآن مجید کو مختلف طریقوں سے پڑھا جاتا ہے یعنی سات قرأت کے ساتھ تو کیا حدیث سے ثابت ہے کہ سات قرأت سے قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔** غلام احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن پاک کو سات قرأت کے ساتھ پڑھنا احادیث نبویہ سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جبرائیل نے مجھے ایک حرف (مخصوص طرح کی قرآت) کے مطابق قرآن پڑھایا میں نے مزید (قرأت کی قسم) کی فرمائش کی میں فرمائش کرتا رہا اور وہ اضافہ کرتے رہے یہاں تک کی سات حروف ہو گئے۔(سات مختلف طرح کی قرأت ہوگئی) (مسلم شریف، عربی اردو، جلد اول، کتاب فضائل قرآن، حدیث نمبر ۱۷۹۹ صفحہ ۶۲۸ مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور پاکستان)

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ان سات حروف کا تعلق ایک ہی چیز کے ساتھ ہے اور ان کے درمیان حرام یا حلال کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور ومتواتر ہیں..ان میں معاذ اللہ کہیں بھی اختلاف معنی نہیں وہ سب حق ہیں اس میں امت کے لئے آسانی یہ ہے کہ جس کے لئے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت

رائج ہے، عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قرأت عاصم بروایت حفص کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمہ کفر ہوگا۔(بہار شریعت حصہ اول)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
صبغت اللہ فیضی نظامی

(مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام نماز پڑھا رہا ہے تو مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں؟ **المستفتی**:۔غلام رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام کے پیچھے مقتدیوں کو سورہ فاتحہ نہیں پڑھنا چاہئے اس لئے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے۔ہدایہ میں ہے" لایقرء الموتم خلف الامام "۔اور یہی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔قرآن مقدس میں ہے : " وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ "۔اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔

(سورۃ الاعراف آیت ۲۰۴)

اور سنن نسائی میں ہے " اذا صلیتم فاقیموا صفوفھم ثم لیئومکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا "۔اور سنن دارقطنی میں ہے: " انما الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قراء فانصتوا "۔جامع ترمذی میں ہے " من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا بأم القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام "۔(جامع ترمذی صفحہ ۱۳۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی اس دلیل سے تو قرأت بالجہر میں منع ثابت ہے سری میں نہیں

(جہری میں سری قرأت کرے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جہری نماز میں جان بوجھ کر سری قرأت کردے یا سری نماز میں جان بوجھ کر جہری قرأت کردے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد ادریس رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سری نمازوں میں آہستہ اور جہری نمازوں میں بلند آواز میں قرأت کرنا واجب ہے اس لئے نماز نہ ہوئی یعنی سجدۂ سہو سے بھی کام نہ چلے گا،ہاں اگر سہوا ایسا ہوا ہوتا تو سجدۂ سہو سے نماز ہوجاتی۔

فتاویٰ شرعیہ میں ہے: سری نماز میں اگر سہوا جہر سے قرات کی تو سجدۂ سہو لازم ہوگا،اسی طرح جہری نماز میں قرأت بالسر کرنے پر سجدۂ سہو واجب اور اگر بلا عذر شرعی قصدا ایسا کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی بلکہ واجب الاعادہ ہوگی۔ردالمختار میں ہے" الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب وصلوة الكسوف والاستسقاء "۔سری نمازوں میں امام اور منفرد پر قرأت بالسر واجب ہے اور وہ نماز ظہر،عصر، مغرب کی تیسری رکعت اور نماز کسوف واستسقاء سری نمازیں ہیں۔

درمختار میں ہے: تجب سجدتان بترك واجب سهوا كالجهر فيما يخافت فيه و عكسه "۔سہوا ترک واجب سے سہو کے دو سجدے واجب ہوتے ہیں جیسے جہری نماز میں قرأت بالجہر فوت ہوجائے یا اس کے برعکس یعنی سری نماز میں قرات بالجہر کرنا۔عالمگیری وبحرالرائق

میں ہے" لایجب السجود فی العمد وانما یجب الاعادۃ جبرا لنقصانہ "قصدا ترک واجب سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا بلکہ نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔(فتاوی شرعیہ جلد اول صفحہ ۳۲۲)

لہذا مذکورہ بالا حوالاجات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سری نمازں میں قصدا جہری قرأت کرے یا جہری نمازوں میں قصدا قرأت بالسر کرے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی سجدے سے کام نہیں چلے گا اس لئے کہ سجدہ اس وقت کیا جائے گا جب کہ سہوا ہوا ہو اور یہاں سہوا نہیں بلکہ قصدا کیا گیا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(سورہ علق پہلے نازل ہوئی تو سورہ فاتحہ سے تلاوت کیوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب قرآن کی آیتوں کا نزول ہونا شروع ہوا تو سورہ علق کی چند ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں لیکن جب قرآن ہم پڑھتے ہیں تو سورۂ فاتحہ اور اور سورۂ بقرہ سے شروع کرتے ہیں اس میں حکمت کیا ہے؟ علمائے دین اس بارے میں روشنی ڈال کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی:۔ محمد جاوید احمد خان قادری بلرامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن کریم کو اسی طرح سے ترتیب کیا گیا ہے اور یہ ترتیب توقیفی ہے یعنی منجانب الشارح اور تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ بعینہ لوح محفوظ کے مطابق ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ماہ رمضان میں اسی ترتیب سے حضرت جبریل سے (دورہ) فرماتے۔

(الاتقان جلد اول)

اور آیتوں کی ترتیب بھی من جانب اللہ توقیفی ہے یعنی وحی ربانی اور فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آیتوں کی تدوین ہوئی یہی ترتیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو آیتوں کے بارے میں حکم دیتے کہ فلاں آیت فلاں جگہ لکھو۔(عمدۃ القاری جلد سوم)

سورتوں کا نزول اور ہے ترتیب اور ہے مثلاً کوئی کتاب ہو جو ترتیب وار لکھی گئی ہو مگر بوقت

ضرورت طالب علم کو کبھی شروع سے کبھی بیچ سے کبھی آخر سے سبق دی جاتی ہے اسی طرح قرآن جس طرح آج ہے یونہی لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا مگر بوقت ضرورت کبھی بیچ کی کبھی آخر کی اور کبھی شروع کی آیتیں نازل ہوتی رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد وسیم فیضی رضوی

(کیا قرأت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تسمیہ یعنی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع رکعت میں پڑھنا سنت ہے؟ یا ہر رکعت میں سنت ہے؟ یا مستحب؟ حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد جمال الدین نوتلہ باز ار ضلع بھرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سورہَ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سنت ہے اوراس کے بعد اگر کوئی سورت اول سے پڑھے تو اس پر بسم اللہ کہنا مستحب ہے اور کچھ آیتیں کہیں اور سے پڑھے تو اس پر کہنا مستحب نہیں ۔اور قیام کے سوا رکوع وسجود وقعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیت قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا کسی جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے ۔

(فتاوی رضویہ جلد ۶ر صفحہ ۳۵۰ر رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(سورۂ فاتحہ کے آخر میں آمین کیوں کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورۂ فاتحہ کے آخر میں آمین کیوں کہتے ہیں؟ **المستفتی:۔محمد گلبہار عالم رضوی گلبرگہ شریف کرناٹک**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سورۂ فاتحہ دراصل دعا ہے اور اس میں رب کی حمد وثناء ہے اسی لئے سورۂ فاتحہ کے اختتام پر آمین، کہتے ہیں ۔(خازن،تفسیر سورۃ الفاتحۃ، ۱/ ۱۲،مدارک،سورۃ فاتحۃ الکتاب،ص ۱۰ ،روح المعانی،سورۃ فاتحۃ الکتاب، ۱/ ۵۱،ملتقطاً،بحوالہ صراط الجنان فی تفسیر القرآن دعوت اسلامی) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(اگر دوسری رکعت میں لمبی قرآت کی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام پہلی رکعت میں کم آیت پڑھ لے اور دوسری رکعت میں شک ہو کہ پہلی رکعت میں زیادہ پڑھا تھا اور دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ پڑھ لے پھر اس کو پتہ چلے کی پہلی رکعت میں کم پڑھا تھا اب اگر سجدہ سہو کر لیا تو کیا حکم ہے نماز ہو گی یا نہیں؟ **المستفتیہ:۔فاطمہ قادریہ رضویہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سجدہ سہو کی ضرورت نہیں اس لئے کہ سجدۂ سہو واجب کے چھوٹنے پر ہے اور یہاں ترک واجب نہیں فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا سنت ہے اور نمازوں میں پہلی کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا بہتر ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی دوسری میں ایک تہائی۔

نیز فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قرآت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔(عالمگیری ج ۱ ص ۷۳ / بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۹۲ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

دوسری رکعت کی قرآت پہلی سے طویل کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے جبکہ بین فرق معلوم ہوتا ہو اور اس کی مقدار یہ ہے کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو تین آیت کی زیادتی سے

کراہت ہے اور چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف وکلمات کا اعتبار ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۹۲؍ ۹۳؍ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

لہذا اگر امام نے سجدۂ سہو کیا اور اس کی حاجت نہ تھی تو (مسبوق) یعنی جن مقتدیوں کی کچھ رکعت چھوٹی ہیں ان کی نماز نہ ہوئی جبکہ امام کا حال انہیں معلوم ہو، باقی سب کی ہوگئی۔ جیسا کہ بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۲۶ پر ہے کہ امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد ابراہیم خاں امجدی

(دوران قرأت رونا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام صاحب دوران تراویح قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اتنا روئے کہ سسکیاں بندھ گئیں تو کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد ذاکر حسین قادری پاکپتن شریف پنجاب پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز فاسد نہیں ہوگی بشرطیکہ یاد الٰہی میں رویا ہو اس لئے کہ یاد الٰہی یا جنت دوزخ کے ذکر سے رویا تو یہ خشوع کی علامت ہے لہٰذا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ نورالایضاح میں ہے "ارتفاع بکائہ من وجع او مصیبۃ لا من ذکر جنۃ او نار"

ہاں اگر کسی مصیبت یا درد کی وجہ سے بلند آواز سے رویا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(ایضا) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ بریلوی

(سورہ فاتحہ میں غلطی ہوئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے(انعمت علیهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين) پڑھنے کے بجائے (انعمت غير المغضوب عليهم) پڑھے تو کیا نماز ہو جائے گی؟ کیا معنی فاسد ہو گیا؟

المستفتی: ۔مولانا نعمت اللہ صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز واجب الاعادہ ہوگی کیونکہ سورۂ فاتحہ کا یہ لفظ علیہم متروک ہوا جس کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی، کیونکہ سورۂ فاتحہ کا ایک ایک لفظ نماز میں پڑھنا واجب ہے۔(درمختار کتاب الصلاۃ)

رہا یہ مسئلہ کہ اس صورت میں فساد معنی ہے یا نہیں تو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی آیت کے ترک کرنے یا کسی آیت کو اضافہ کرنے یا بے موقع وصل وفصل کرنے سے نماز میں فساد اس وقت ہوگا جب معنی بگڑ جائے۔اور اس صورت میں تو صرف لفظ "علیہم" چھوٹا ہے جو انعمت کا حرف جر کے واسطے سے مفعول بہ ہے اور صلہ کی ضمیر جب مفعول بہ کی ہو تو حذف کرنا جائز ہے "هداية النحو" "رد المحتار" (شامی۔کتاب الصلاۃ باب ما یفسد الصلاۃ، مطلب فی زلۃ القاری) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عرفان نظامی مدنی

(سورت بھول جانے پر بدل دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب پہلی رکعت میں دو آیت پڑھنے کے بعد قرأت بھول گئے پھر سورت بدل دیا تو ایسی سورت میں سجدہ سہو ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد جمیل اختر گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض کی اول دو رکعت میں اور سنن نوافل کی ہر رکعت میں کم سے کم تین چھوٹی آیت یا ایک بڑی آیت کا پڑھنا واجب ہے تو اگر امام صاحب دو آیت کی تلاوت کرکے بھولے جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر تھی تو انھیں رکوع کرلینا چاہئے نماز ہوجاتی۔مگر دو آیت پڑھنے کے بعد بھول گئے پھر دوسری سورت کی تلاوت شروع کردیئے تو ایسی صورت میں نماز ہوگئی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہے،ہاں اگر قرآت کے درمیان کوئی ایسی غلطی ہوئی کہ اس سے معنی فاسد ہورہا ہے تو اس کو ہی درست کرنا لازم ہے خواہ امام صاحب خود سے درست کریں یا پھر مقتدی کے لقمہ دینے پر درست کریں جب تک درست نہ کریں نماز نہ ہوگی اگرچہ سجدہ سہو کرلیں ۔(بہارشریعت)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(ایک آیت کی مقدار آہستہ قرأت کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جہری نماز میں اگر امام نے ایک آیت کی مقدار آہستہ پڑھا تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔منور حسین**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جہری نمازوں میں بھول کر ایک آیت کی مقدار پڑھنے یا سری نمازوں میں جہر سے پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔ بہار شریعت میں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: امام نے جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سری میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔(بہار شریعت جلد اول،حصہ چہارم،صفحہ ۷۱۴،وفتاوی عالمگیری جلد اول،صفحہ ۶۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(جہری نماز میں سری قرأت کرنا بعدۂ جہری کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام جہر والی نماز میں آہستہ قرأت کرنے لگا پھر اسے دھیان آیا تو اس نے وہیں سے زور سے قرأت کرنے لگا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔محمد ہاشم**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام نے جہری نماز میں اگر بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی پھر زور سے پڑھنے لگا تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک کلمہ آہستہ پڑھ لیا تھا پھر دھیان آیا پھر زور سے پڑھنا چالو کر دیا تو معاف ہے سجدہ سہو نہیں ہے۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۷۱۴/دعوت اسلامی)

ایسا ہی فتاویٰ ہندیہ میں ہے "لو جهر فيما يخافت أو خافت فيما يجهر وجب عليه سجود السهو واختلفوا في مقدار ما يجب به السهو منهما قيل يعتبر في الفصلين بقدرها ما تجوز به الصلوٰة وهو الاصح (الجلد الاول، ص ۱۴۱ العلمیة بیروت لبنان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ بریلوی

(عشاء کی آخری دو رکعتوں میں جہری قرأت کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب عشاء کی نماز فرض میں چوتھی رکعت میں بلند آواز سے الحمد شریف پڑھی ابھی صرف ایک آیت پڑھے ہی تھے کی اللہ اکبر کا لقمہ مل گیا اب کیا امام سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ **المستفتی:۔**غلام مصطفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں سجدہ سہو واجب ہوگیا کہ سرّی نمازوں میں جہر سے یا جہری نمازوں میں آہستہ امام ایک آیت یا اس سے زائد پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے خواہ لقمہ ملے یا نہ ملے۔ہاں اگر ایک ہی کلمہ جہری آواز سے پڑھا مثلا لفظ (الحمد) اس سے آگے نہیں پڑھا اگر چہ مقتدی نے لقمہ دیا ہو تو اس صورت میں سجدہ واجب نہیں ہوگا اور اگر ایک کلمے سے زیادہ پڑھ لیا مثلا (الحمد للہ) یا اس سے زائد تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا اور ہاں منفرد (یعنی اکیلے پڑھنے والا) سرّی نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے اور جہری نماز میں آہستہ پڑھا تو سجدہ واجب نہیں۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 32 سجدہ سہو کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(ایک رکعت میں تین اور دوسری میں دو آیت پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز کی دو رکعت میں سورہ یٰسین کے شروع کی پانچ آیت یعنی کہ ایک رکعت میں تین آیت اور ایک رکعت میں دو آیت پڑھنے سے نماز ہوجائے گی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔**کلیم رضا لوہتہ بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز ہوجائے گی کیونکہ مطلق ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر ونوافل کی ہر رکعت میں امام ومنفرد پر چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں اس سے فرض ادا ہوجائے گا اور واجب ہے اسی کے ساتھ سورۃ ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ الخ،یا پھر تین چھوٹی آیتیں مثلا ثم نظر ، ثم عبس وبسر ، ثم ادبر واستکبر ،،یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔(بہار شریعت حصہ سوم نماز کے فرائض واجبات ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

لہٰذا نماز کی پہلی رکعت میں سورہ یٰسین کی تین پہلی والی آیتیں پڑھنا اور دوسری رکعت میں دو آیتیں پڑھنا قرأت کے فرض وواجب کو مکمل طریقے سے ادا کرنا ہے اس لئے نماز ہوگئی نماز میں کوئی کراہت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(زور سے آمین کہنے پر منع کیوں کیا گیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زور سے آمین کہنے پر منع کیوں کیا گیا ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد عبدالجلیل اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث میں ہے "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذاامن الامام فامنوافانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہواسلئے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی تواسکے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

"وفی روایۃ قال اذاقال الامام غیرالمغضوب علیھم فقولوامین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ھذاالالفاظ للبخاری ولمسلم نحوہ" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہواس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتون کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا تو اس کے گزشتہ (پچھلے) گناہ بخش دئے جائیں گے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں بھی اسی کی طرح ہیں۔(مشکوۃ صفحہ ۷۹)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہیے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں اس لیے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں لہذا زیادہ بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔اور کنزالدقائق اور بحرالرائق جلداوّل صفحہ 313 میں ہے" امن الامام والماموم سرا "یعنی امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں اور درمختار میں ہے" امن الامام سرا کما موم ومنفرد "یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسا کہ مقتدی اور منفرد۔(بحوالہ انوارالحدیث ص ۱۶۲/ ۱۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(منفرد نماز فرض میں سری قرأت کرے یا جہر سے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ منفرد نماز فرض میں سری قرأت کرے یا جہر سے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ چاند رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منفرد کو اختیار ہے جہری نماز مثلاً فجر میں مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ جیسا کہ نور الایضاح فصل فی واجب الصلوٰۃ صفحہ ۷۱/۷۲/پر ہے **والمنفرد مخیر فیما یجہر کمتنفل باللیل**"

البتہ سری نماز میں آہستہ پڑھنا واجب ہے بلند آواز سے پڑھے گا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۴/۷/دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(نماز میں قرآن دیکھ کر قرأت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت نماز میں کوئی قرآن شریف دیکھ کر قرأت کرسکتا ہے اگر دیکھ کر قرأت کرے تو نماز کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ۔افروز عالم بلرامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان درمختار و ردالمحتار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے، یونہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے، تو حرج نہیں۔(بہار شریعت مطبوعہ دعوت اسلامی، جلد ا، حصہ سوم ص ۶۰۹)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(آیت سجدہ پڑھنے وسننے پر کیا حکم ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی:۔ارشاد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فارسی یا کسی اور زبان میں آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نامعلوم ہو تو بتادیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔(بہار شریعت ج 1 ح 4 سجدۂ تلاوت کا بیان ص 730 مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(قرآن شریف تلاوت کرنے سے پہلے تعوذ پڑھنا واجب ہے یا سنت؟)

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے "اعوذباللہ من الشیطن الرجیم" پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔محمد رضوان خان قادری بہرائچ شریف**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھنا سنت مستحبہ ہے جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: شروع تلاوت میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر ۵۵۰)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(لیٹ کر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید دیکھ کر لیٹے ہوئے پڑھنا کیسا ہے؟ جواب بحوالہ عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔** پرویز عالم بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لیٹ کر قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ پیر سمٹے ہوئے ہوں اور منہ کھلا ہو جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور موںھ کھلا ہو یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔(غنیہ،القراۃ خارج الصلاۃ ص ۴۹۵ ربہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۵۱ رناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(دل میں قرأت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دل میں قرأت کرنا کیسا ہے یعنی اگر کوئی سورہ یا التحیات دل ہی دل میں پڑھے تو اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:۔اعجاز رضا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نہ امام کی نماز ہوگی اور نہ اقتدا کرنے والوں کی ،اس لیے کہ ہر پڑھنے میں اتنی آواز ضروری ہے کہ خود سن لے جبکہ کوئی ثقل سماعت نہ ہو (یعنی شور وغل یا بہرہ پن) نہ ہو پھر التحیات اس زمرہ سے باہر نہیں ہے جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آہستہ قرآن کریم پڑھنے میں اتنی آواز ضروری ہیکہ خود سن لے اگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود نہ سن سکا جبکہ مانع سماعت کوئی فعل نہ تھا تو نماز نہ ہوئی ۔(بہار شریعت ج سوم ص ۷۷۲)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:ان صحح الحروف بلسانه ولم يسمع نفسه لا يجوز وبه اخذ عامة المشايخ هكذا فى المحيط وهو المختار هكذا فى السراجية وهو الصحيح هكذا فى النقاية (فتاوی عالمگیری ج اول مصری ص ۵۶)

لہٰذا زید پر توبہ لازم ہے اس معمول قبیحہ پر جتنی نمازیں پڑھی ہے یا پڑھائی ہے ان سب نمازوں کا اعادہ واجب ہے اقتدا کرنے والوں کو اعادہ کا حکم کرے ۔(فتاوی رضویہ ج اول ص ۶۵۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الثاقب محمد جواد القادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ)

(اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو)

(کنز الایمان، سورۃ البقرۃ ۴۳)

امامت کا بیان

۵۰ ر فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(جو امام مقتدیوں سے بغض رکھے اسکے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام اپنی ناراضگی یا دشمنی مسجد میں نکالے مثال کے طور پر نماز کے بعد مصافحہ نہ لے اس کو ذلیل کرے۔تو ایسے امام کے لئے حکم کیا ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہیں؟ **المستفتی:۔** محمد توفیق رضا خان قادری مالیگاوں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا زید سے خالد ظاہراً و باطناً کدورت رکھتا ہے حتّٰی کہ زید جس وقت مسجد میں داخل ہوکر سلام علیک کہتا ہے خالد جواب سلام بھی نہیں دیتا اور خالد ہی امامت کرتا ہے، ایسی حالت میں زید کی نماز خالد کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ اور زید جماعت ترک کرکے قبل یا بعد جماعت علیحدہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ خالد دل میں کدورت رکھتا ہے، اس کے واسطے کیا حکم ہوتا ہے؟ تو آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں محض دنیوی کدورت کے سبب اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا حرام، خالد کی زید سے کدورت اور ترک سلام اگر کسی دنیوی سبب سے ہے تو تین دن سے زائد حرام، اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور خالد کا ہے تو سخت تر حرام، اور قصور زید کا ہے تو خالد کے ذمے الزام نہیں زید خود مجرم ہے۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد ۶ ص ۵۵۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(جو عالم ناچ گانا میں شریک ہو کیا وہ امامت کر سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو عالم ناچ باجا والی بارات میں شرکت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا المستفتی:۔تبریز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الھادی الی الصواب

اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا دین کا بڑا استون ہے اس کے لئے اللہ تعالی نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اگر اسے بالکل ترک کر دیا جائے اور اس کے علم و عمل کو بیکار چھوڑ اجائے تو غرض نبوت بیکار اور دیانت مضمحل اور سستی عام گمراہی تام اور جہالت شائع اور فساد زائد اور فتنہ بپا ہو جائے گا بلاد خراب اور بندگان خدا تباہ ہو جائیں گے اسی لئے اللہ تعالی نے قرآن مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرمایا ''كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ'' جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔(سورہ مائدہ ۷۹)

نیز ارشاد فرماتا ہے ''لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ'' انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے، بیشک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

(سورہ مائدہ ۶۳)

اگر امام منع کرنے کی طاقت رکھتا تھا اور منع نہ کیا تو بہت بڑا گنہگار ہوا اور اگر صحیح معنوں

میں فتنہ وفساد کا خوف تھا (جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ مدرسہ سے نکال دیتے ہیں تقریبا ہر مدرسہ کا یہی معاملہ ہے) تو ایسی صورت میں گانے بجانے کے ساتھ نہ جائے بلکہ آگے یا پیچھے جا کر بارات میں شامل ہو جائے اور اس فعل کو دل سے برا جانے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ:يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ، قَالَ: تُرِكَ مَا هُنَاكَ يَا أَبَا فُلَانٍ، فَقَالَ ابوسَعِيْدٍ: (اَلْخُدْرِيُّ رضی اللہ عنہ) أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ'' سیدنا طارق بن شہاب کہتے ہیں: پہلا شخص، جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا، وہ مروان ہے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، اس نے کہا اے ابو فلاں! وہ والے امور چھوڑ دیئے گئے ہیں، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اس آدمی نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں جو آدمی برائی کو دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے برا سمجھے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (مسند احمد/۱۱۴۸۰)

صورت مذکورہ میں اسکے پیچھے نماز ہو جائے گی اور علمائے کرام جہاں مجبور ہیں اسی کو اختیار کرتے ہیں ہاں جو خوشی باخوشی جائے اور گانے بجانے سے راضی رہے وہ فاسق معلن ہے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں اور پڑھی ہوئی نماز دہرانا واجب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا لنگڑا شخص امامت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ ایک پیر سے معذور (لنگڑا) ہے تو کیا زید کے پیچھے غیر معذور حضرات نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں. بینوا وتوجروا **المستفتی**:۔محمد عاقل رضا سیتا پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی امامت بلا شبہ جائز ہے پھر اگر وہی عالم ہے تو وہی زیادہ مستحق ہے اس کے ہوتے جاہل کی تقدیم ہرگز نہ چاہئے اور اگر دوسرا عالم بھی موجود ہے جب بھی اس کی امامت میں حرج نہیں مگر بہتر وہ دوسرا ہے، یہ سب اس صورت میں کہ دونوں شخص شرائط صحت وجواز امامت کے جامع ہوں صحیح الطہارۃ سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ورنہ جو جامع شرائط ہوگا وہی امام ہوگا۔

درمختار میں ہے "صح اقتداء قائم باحدب وان بلغ حد به الركوع على المعتمد و كذا باعرج وغيره اولٰی" مختار قول پر سیدھا کھڑے ہونے والے کی نماز کبڑے شخص کے پیچھے درست ہے اگر چہ اس کا کُبڑ اپن رکوع کی حد تک ہو، اسی طرح لنگڑے کا حکم ہے، البتہ دوسرے آدمی کی امامت افضل و اولیٰ ہے۔(درمختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱؍۸۵ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۵۵۴ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا نسبندی کرانے والے کی امامت درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام اپنی منکوحہ سے اجازت لے کر نسبندی کروالے تو کیا اس کی امامت درست ہوگی؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔** عبداللہ بلگرامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

نسبندی کرانا ناجائز وحرام وگناہ کبیرہ ہے مزید معلومات کے لئے دیکھیں فتاوی مصطفویہ ص ۵۳۰۔

اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر چہ بیوی نے اجازت دی ہو۔ہاں اگر صدق دل سے توبہ کرلے تو بعد توبہ اس کی امامت میں کوئی قباحت نہیں کہ اللہ تعالی توبہ قبول کرنے والا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ '' مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔(سورہ بقرہ ۱۶۰)

اور سورہ آل عمران میں ہے ''اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ اَصۡلَحُوۡا ۟ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ '' مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور آپا سنبھالا تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(آل عمران آیت نمبر ۸۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ایک امام دو تین بار امامت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آجکل کرونا وائرس سے بچاو کے لئے کہیں کہیں پابندی لگائی گئی ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں پانچ لوگوں سے زیادہ نہ ہوں ایسی صورت میں کیا امام واحد کئی بار میں سب کو پانچ پانچ کرکے نماز پڑھا سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ محمد سعید رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک امام ایسا نہیں کرسکتا یعنی ایک وقت میں فرض کی کئی جماعت نہیں کرسکتا کیونکہ پہلی بار جب امامت کرے گا تو امام کے ذمہ سے فرض ادا ہوجائے گا پھر اس کے بعد جو پڑھے گا وہ نفل ہوگا اور متنفل کے پیچھے فرض پڑھنے والی کی نماز نہ ہوگی۔

درمختار میں ہے ''لایصح اقتداء مفترض بمتنفل ''فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں درست نہیں۔(درمختار باب الامامۃ)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ زید نے دو رکعت فجر کی فرض پڑھائی بعد الحمد شریف کے ضم سورت میں کسی لفظ کو تین مرتبہ تکرار کیا بوجہ مشتبہ ہونے کے، اب اس کی نماز شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر اُس کا بقول شخصے اعادہ کیا جائے اگر لوگ آکر اقتدا کریں بعد والوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ کے تکرار سے نماز میں فساد نہیں آتا اعادہ میں جو نئے لوگ ملیں گے ان کی نماز نہ ہوگی ''لانھم مفترضون

خلف متنفل‘‘ کیونکہ وہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کر رہا ہے۔

(جلد ٦ ص ۳۵۵ / دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو امام بدکاری کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو حافظ یا مولوی شادی شدہ ہوتے ہوئے غیر عورت سے ناجائز تعلق رکھے نیز اسکی بہن شادی شدہ ہوتے ہوئے غیر مردوں سے ناجائز تعلق رکھے اور وہ اسکی حرکتوں پر مطلع ہوتے ہوئے اسکو منع نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز تراویح و دیگر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب دیکر عنداللہ ماجور وعند الناس مشکور رہوں

المستفتی:۔(مولانا)عبدالسلام حسین آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

اگر سائل کے سوال میں صداقت ہے تو ایسا حافظ یا مولوی گناہ کبیرہ کا مرتکب، فاسق معلن ،اور ملعون ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے شخص کو سخت سزا دی جاتی کیونکہ یہ بے حیائی کا کام ہے ارشاد ربانی ہے ''اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ'' بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔(کنزالایمان،سورۃ النحل آیت نمبر ۹۰)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے '' وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ '' اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور جس جان کی اللہ

نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔

(کنزالایمان،سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۱)

نیز فرماتا ہے ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ''اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے،اور بہت ہی بری راہ۔(کنزالایمان،سورۃ ال اِسراء آیت نمبر ۳۲)

یونہی حافظ صاحب کی بہن بھی گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی ساتھ ہی حافظ صاحب بھی اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہے کہ میری بہن بدکاری کرتی ہے تو ان کو چاہئے کہ اپنی بہن کو اس فعل قبیح سے روکیں، ارشاد ربانی ہے ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔(سورۃ نمبر التحریم آیت نمبر ۶)

صورت مسئولہ میں حافظ (مولوی) صاحب گناہ کبیرہ کے مرتکب و فاسق معلن ہوئے اور فاسق معلن کو امام بنانا ناجائز اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ یعنی دہرانا واجب ہے خواہ نماز تراویح ہو یا کوئی اور نماز۔

لہذا حافظ صاحب کو چاہئے کہ خود بدکاری وعیاشی سے دور رہیں اور اپنی بہن کو بھی اس فعل قبیح سے دور رکھیں اور سچے دل سے علانیہ توبہ کریں ارشاد ربانی ہے ''وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ''اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے،اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔(کنزالایمان،سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۵)

بعد توبہ کارخیر کریں کہ اعمال صالحہ قبول توبہ میں معاون ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ''اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا'' مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(کنزالایمان، سورۃ الفرقان ۷۰)

بعد توبہ و کارخیر ان کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ اور کوئی وجہ نہ ہو، اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کا سماجی بائیکاٹ کردیا جائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ'' اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنزالایمان سورہ انعام ۶۸)

نوٹ: ۔سوال میں حافظ صاحب اور انکی بہن پر ناجائز تعلق کا ذکر ہے اگر ناجائز تعلق سے مراد لوگوں سے ملنا جلنا، بوس کنار کرنا ہے تو مدعی پر لازم ہے کہ دو مرد بطور گواہ یا ایک مرد اور دو عورتیں پیش کرے جن کی گواہی معتبر ہو اور انہوں نے اس فعل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، اور اگر ناجائز سے مراد زنا ہے تو سائل پر لازم ہے چار مرد بطور گواہ پیش کرے جنھوں نے اس طرح دیکھا ہو جیسے سرمدانی میں سلائی، یا وہ حافظ صاحب اور انکی بہن خود اقرار کریں تو ان کے لئے حکم شرع یہ ہے کہ ان دونوں کو سنگسار کیا جائے یعنی پتھر سے مار مار کر ہلاک کردیا جائے، چونکہ ہمارے ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے وہی توبہ وغیرہ کافی ہوگا جو اوپر مذکور ہے۔

اور اگر مدعی چار گواہ نہ پیش کرسکے تو خود فاسق معلن و مردود الشہادۃ ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡہُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَۃً وَّ لَا تَقۡبَلُوۡا لَہُمۡ شَہَادَۃً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۙ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ اَصۡلَحُوۡا ۚ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ'' اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ

معائنہ کے نہ لائیں تو انھیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں، مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(کنزالایمان، سورہ نور ۴/۵)

نیز فرماتا ہے "لَوۡ لَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ" اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ (کنزالایمان، سورہ نور ۱۳)

چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے مدعی پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ کرلے اور دوبارہ اس طرح تہمت نہ لگانے کا عہد کرے کیونکہ کسی پر تہمت لگانا بھی گناہ کبیرہ ہے اور دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ" وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کنزالایمان، سورہ نور آیت نمبر ۱۹)

لہٰذا مدعی کو چاہئے کہ سچے دل سے توبہ کرے اور حافظ صاحب سے معافی مانگے، اور اگر ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ مدعی کا سماجی بائیکاٹ کردیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سجدہ میں امام کی انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگے تو اقتداء درست ہو گی ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بہار شریعت وقانون شریعت وانوار شریعت اور مومن کی نماز وغیرہ میں ایک مسئلہ میں نے پڑھا ہے سجدہ میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا واجب ہے اور حکم یہ ہے کہ اگر امام کا کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا تو نماز دہرانا واجب ہے۔اب اگر امام کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر نہ لگیں تو کیا وہ امامت کرسکتا ہے؟ کچھ حضرات کہتے ہیں وہ معذور ہے اس کی امامت درست ہے۔ برائے کرم یہ بھی فرما دیں کہ معذور کب اور کس کی امامت کرسکتا ہے؟ اسلئے کہ میں نے قانون شریعت میں پڑھا ہے کہ معذور اپنے مثل معذور کا یا اپنے سے زائد عذر والے کا امام ہوسکتا ہے۔اور اگر امام اور مقتدی دونوں کو دو قسم کی عذر ہوں تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کرسکتا ہے۔زید جو کہ ایک مسجد کا امام ہے اور ان کے پیچھے حفاظ کرام علمائے دین بھی نماز پڑھتے ہیں مگر زید کی انگلیوں کا پیٹ سجدے میں صحیح سے نہیں لگتا ہے تو ان علماء وحفاظ کی نماز کا کیا حکم ہے؟ جب کہ انگلیوں کے پیٹ صحیح اور سلامت رہتے ہیں۔مدلل جواب سے نوازیں

المستفتی: ۔غلام حیدر ڈومرنی کشن گنج (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو مسئلہ قانون شریعت یا مومن کی نماز میں آپ نے پڑھا ہے وہ درست ہے یعنی سجدہ کی حالت میں تین انگلیوں کے پیٹ کا لگنا واجب ہے اور اگر کوئی امام نہیں لگا تا ہے تو اس کی قتداء

میں کسی کی نماز نہ ہوگی۔اور یہ کہنا کہ یہ عذر ہے بالکل جہالت ہے اگر یونہی عذر میں شمار کیا جائے تو شریعت کھلونا بن کر رہ جائے گی۔لہذا ایسے شخص کو چاہئے کہ حتی الامکان کوشش کرے کہ کم سے کم تین انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگ جائے اور جب تک مکمل نہ لگے امامت نہ کرے بلکہ خود دوسرے کی اقتداء میں نماز ادا کرے کہ لاپرواہی برتنے کا نام عذر نہیں ہے۔اور اگر عذر مان بھی لیا جائے جب بھی وہ بغیر عذر والوں کی امامت نہیں کر سکتا ہے کہ مرد غیر عذر والے کی امامت کرنے کی لئے چھ شرطیں ہیں۔(۱)اسلام (۲)بلوغ (۳)عاقل ہونا(۴)مرد ہونا(۵) قرأت (٦)معذور نہ ہونا۔

اور اگر امام ومقتدی دونوں معذور ہوں تو جو امام کے مثل معذور ہوگا اسکی نماز یا امام سے زیادہ عذور والے کی نماز ہوگی۔اور جو امام سے کم معذور ہوگا اس کی نماز نہ ہوگی۔

(بہار شریعت ح ۳/امامت کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قاتل کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ماضی میں اپنی بیوی کو قتل کیا تھا اور اب وہ تائب ہوا اس نے داڑھی بھی رکھ لی ہے اور ایک پیر صاحب کا مرید بھی ہوگیا ہے لیکن مقتول کے وارثوں نے اس کو معاف نہیں کیا۔اور وہ جس بستی میں رہتا ہے اس مسجد کے امام صاحب نہ ہوں تو وہ جماعت کرواتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قاتل ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی بھی ہے کہ نہیں؟ ایسی باتیں بھی کرتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں ان لوگوں کا اس طرح کہنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔محسن احمد عطار ڈیرہ غازی خان پنجاب پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قتل وخوں ریزی بہت بڑا گناہ یعنی گناہ کبیرہ ہے ایسا شخص مستحق عذاب ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو قصاص میں اسے بھی قتل کر دیا جاتا چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے فقہائے کرام نے فرمایا ایسے شخص کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے جب تک کہ سچے دل سے توبہ نہ کر لے،لیکن سوال سے ظاہر ہے کہ شخص مذکور نے توبہ کرلیا داڑھی بھی رکھ لیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیگا کہ وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو پسند فرماتا ہے ارشاد ربانی ہے "اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَبَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ "مگر وہ جو توبہ کریں

اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان ۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶۰)

نیز فرماتا ہے " اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ " بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو ۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۲۲)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا " التائب من الذنب کمن لا ذنب له " گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو ۔ (سنن ابن ماجہ)

چونکہ یہ حقوق العبد ہے اس لئے توبہ کے علاوہ زوجہ کے گھر والوں سے بھی معافی مانگے اور اگر مانگنے کے بعد وہ لوگ معاف نہیں کرتے ہیں تو اپنے رب کی طرف لو لگائے رکھے عبادت کرتا رہے وہ قادر مطلق ہے بروز حشر انہیں کوئی نعمت دیکر یا جنت دے کر راضی کر لے گا ۔

رہی نماز کی بات تو اگر وہ امامت کا مستحق ہے تو نماز پڑھا سکتا ہے بعد توبہ اقتداء درست ہے اور جو لوگ پڑھتے بھی ہیں اور زید کے متعلق دل میں کجی رکھتے ہیں انہیں سمجھایا جائے کہ بعد توبہ کوئی کراہت نہیں ہے آپ لوگ اپنے دل کو صاف رکھیں انصاف کرنے والا اللہ رب العزت ہی ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا بیوی شوہر کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کیا اپنی بیوی اور نابالغ بچوں کو ساتھ لیکر امامت کرسکتا ہے؟ جبکہ زید قابل امامت ہے؟ **المستفتی:** ۔عامر خان بھوساول

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اپنی بیوی اور بچوں کا امام بن سکتا ہے جیسا کہ بدر الطریقہ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرد، بالغ عورت نابالغ بچوں اور خنثی کا امام ہوسکتا ہے مگر عورت بھی مقتدی ہو تو امامت عورت کی نیت کرے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۶۹ مطبوعہ دعوت اسلامی)

میاں بیوی اور کئی بچے ہوں تو جماعت اس طرح قائم کرے بچے امام (زید) کے بالکل پیچھے صف میں کھڑے ہوں اور بیوی بچوں کے صف کے بالکل پیچھے کھڑی ہو اور اگر صرف تین ہی لوگ ہوں یعنی میاں بیوی اور ایک بچہ تو یوں جماعت قائم کرے شوہر (زید) امامت کرے بیٹا تھوڑا پیچھے ہٹ کر داہنے طرف کھڑا ہو اور بیوی امام کے ٹھیک پیچھے کھڑی ہو۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۸۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری تنویری عفی عنہ

(امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیونکہ ہمیں ان کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔اس لئے ان کے پیچھے نماز درست ہے؟ کیا ان کا یہ کہنا ٹھیک ہے؟ برائے مہربانی مدلل اور مفصل جواب عنایت فرمادیں۔ **المستفتی**:۔محمد عمیر پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حرمین طیبین کی دونوں مساجد کے امام نجدی ہیں اور ابن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے پر ہیں یہ تحقیق شدہ بات ہے اور اگرکسی کو شبہ ہوتو وہ ان اماموں سے ملاقات کرکے معلوم کرسکتا ہے علامہ محمد امین بن عابدین شامی قدس سرہ نے ردالمحتار میں لکھا کہ نجدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں ان کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں اور یہی بات مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدرمدرسہ دیوبند(جن کو دیوبندی شیخ الاسلام مولانا مدنی کہتے ہیں انھوں) نے بھی الشہاب الثاقب میں لکھی ہے نیز یہی بات مولانا محمد زید صاحب نے مقامات خیر میں بھی لکھی ہے۔نیز مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا کہ وہابیہ نجدیہ شان رسالت میں انتہائی گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں سارے جہاں کے مسلمان تو بہت ہیں جوکسی ایک مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی معمولی گستاخی کرنے والا بھی کافر ہے اسلئے نجدی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافرو

مرتد ہیں اور جو کافر و مرتد ہو اسکی نماز نماز نہیں نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز درست ہے.

اس وجہ سے نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے گویا نماز قضا کر دی مکہ معظمہ کی شان یہ ہے کہ وہاں جہاں ایک نیکی پر لاکھ ثواب ملتا ہے وہیں ایک گناہ پر لاکھ گناہ بھی لکھا جاتا ہے تو جن لوگوں نے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھی جو حقیقت میں قضاء ہوئی ان کے گناہوں کا شمار کیا ہوگا رہ گیا جماعت کا معاملہ تو جماعت کا ثواب اس وقت ملے گا جب نماز صحیح ہوگی اور جب نماز صحیح نہیں تو جماعت کا ثواب کیسا؟ فرض کیجئے آپ کسی مسجد میں پہنچے اور اس کا امام قادیانی ہے تو کیا جماعت کے شوق میں اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ جو لوگ نجدیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ امام نجدی ہے پھر بھی اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں وہ لوگ یقیناً سخت گنہگار ہیں اور نماز کے تارک ہیں۔

لیکن جو لوگ نجدیوں کے عقیدے سے واقف نہیں جیسے عام حجاج اور وہ لوگ وہاں نماز پڑھ لیتے ہیں تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں ۔(فتاوی شارح بخاری کتاب العقائد جلد سوم ص ۷۳ / باب فرقہائے باطلہ)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری

(سنت پڑھے بغیر امامت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ظہر کی سنت پڑھے بغیر اگر کوئی امام صاحب نے نماز پڑھادی تو کیا یہ نماز ہو جائیگی؟ برائے کرم مدلل جواب ارشاد فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کیجئے۔ **المستفتی**:۔محمد عرفان قادری دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلاعذر شرعی چار رکعت سنت پڑھے بغیر ظہر فرض کی امامت کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے اور بالکل ترک کر دینے یعنی بعد فرض بھی نہ پڑھنے والے کے لئے وعید ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "من ترك اربعاً قبل الظهر لم تنله شفاعتي "اھ (فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۶۲)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بلاوجہ امام کا (سنت مؤکدہ) مؤخر کرنا سنت کے خلاف ہے۔(فتاوی امجدیہ جلد اول باب مکروہات الصلوۃ صفحہ ۲۰۰)

ہاں اگر عذر ہے جیسے جماعت کا وقت ہو چکا امام صاحب اب آئے تو بعد جماعت سنت ادا کرلیں کوئی حرج نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(جو امام جھوٹ بولے اس کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بکر ایک حافظ ہے جو مسجد کا امام ہے عوام کے ساتھ چند علماء بھی بکر کی اقتداء کرتے ہیں بکر اپنے ہی مقتدیوں کی برائی ایک دوسرے سے کرتا ہے پوچھنے پر جھوٹ بول کر انکار کر بیٹھتا ہے لیکن اس کی حرکت قبیحہ مقتدیوں پر ظاہر ہو چکی ہے جس پر گواہوں کے ساتھ موبائل رکارڈنگ بھی موجود ہیں بعد تحقیق علماء نے بکر کو مجرم پایا اور بکر اجنبیہ عورتوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹھنڈی میں آگ تاپتا ہے اور ان سے بات چیت بھی کرتا رہتا ہے ان کے علاوہ اور دیگر حرکتیں اس کی ظاہر ہیں جس سبب سے اکثر عوام اس کی اقتداء نہیں کرتے ہیں بکر کے ان افعال کی وجہ سے گاؤں کو چار ٹکڑوں میں بٹنے کا اندیشہ ہے اور بکر فساد پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھا ہے لہذا ایسے شخص پر حکم شرع کیا ہے؟ اور منصب امامت پر بکر کو رکھا جائے یا معزول کر دیا جائے اور بکر کا فسق ظاہر ہونے کے بعد اس کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم کیا ہوگا۔بینوا وتوجروا **المستفتی:۔حافظ محمد عارف**

السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الھادی الی الصواب

برصدق مستفتی بکر کا ایک دوسرے کی برائی کرنا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا پھر جھوٹ بولنا اور نامحرم کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا یہ سب ناجائز وحرام ہیں اس لئے بکر کو فوراً منصب امامت سے برخاست کیا جائے۔حدیث شریف میں ہے ”من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ “ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے

مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔(فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم صفحہ ۳)

دوسری حدیث میں ہے "شرار عباد المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاحبة "یعنی خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔(انوار الحدیث بحوالہ احمد و بیہقی ۴۱۵)

یونہی مسلمان کو گالی دینا بھی فسق ہے حدیث شریف میں ہے "سباب المسلم فسوق "یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۱)

اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے" والفتنة اشد من القتل "یعنی اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔(پارہ ۲ رکوع ۸ ماخوذ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۲۵/۱۲۶)

خدائے تعالیٰ کا فرمان ہے "لعنة الله علی الکاذبین" (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۶۱)

حدیث شریف میں ہے" ان الکذب فجور وان الفجور یھدی الی النار "یعنی جھوٹ بولنا فسق ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ۴۱۲ ماخوذ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۱۷)

بکر کا نامحرم کے یہاں آنا جانا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور بات چیت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور بکر فاسق معلن ہے لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ کیا جائے۔حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں" لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ماینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه "(غنیہ ص ۴۷۹)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اگر فاسق معلن ہے کہ علانیہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس

کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۵۳ رفتاوی فیض الرسول جلداول صفحہ ۳۲۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(سود خور کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام کی غیر موجودگی میں سود خور امامت کردے تو سود خور کی امامت کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد محشر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھو الھادی الی الصواب

سود خور کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں جب کہ علانیہ سود لیتا ہو۔سود خور کے پیچھے پڑھی گئی نماز مکروہ تحریمی ہے یعنی ایسی نماز کو دوبارہ پڑھیں کیوں کی سود کھانے والا فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کی اقتداء اسکی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم گناہ ہے کما قال امام المحققین سیدی محمد امین الشھیر ابن عابدین الشامی "لو قدموا فاسقا یاثمون لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً "یعنی جن لوگوں نے فاسق کو آگے کیا وہ گنہگار ہوئے کیوں کہ اسکی تقدیم میں اسکی تعظیم ہے باوجود اس کے کہ عندالشرع اس کی اہانت واجب ہے۔

فتاوی فیض الرسول میں ہے سود لینا دینا دونوں حرام ہیں حدیث شریف میں ہے "الآخذ والمعطی فیہ سواء" یعنی سود لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔(رواہ مسلم ومشکوۃ)

اور سود کا گناہ ایسا ہے جیسے معاذ اللہ کوئی اپنی ماں سے زنا کرے چنانچہ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''الربو سبعون جزأ ایسر ھا ان ینکح الرجل امه'' یعنی سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں سب میں ہلکا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے زنا کرے۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوۃ شریف رفتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۱۳)

لہذا سود لینے اور دینے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں ایسے کو امام بنانا گناہ ہے۔ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے اگر کوئی دوسرا امامت کے قابل نہ ہو تو مقتدی تنہا تنہا نماز پڑھیں مگر فاسق معلن کو امام نہ بنائیں۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۲۸)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(اگرایک مشت سے کم داڑھی ہوتواقتداء درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کاایک لڑکا ہے جوحفظ کیا مگر یاد نہ رہا زید نے اپنے لڑکے کی شادی کے موقع پر داڑھی کٹوانے کاحکم دیااور بکر نے کٹوایا جبکہ ایک مشت سے کم پہلے ہی تھی اب بکر نے بلاتوبہ کئے امامت کی تو کیا حکم ہے؟اور مقتدیوں پر کیا حکم ہے؟اور صحیح مسئلہ بتانے پر زید نے کہا کہ میں یہ مسئلہ نہیں مانتا زید و بکر اور مقدیوں پر کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔شبیر علی لکھیم پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

داڑھی کاٹنااورکٹوانا ایک مشت سے کم رکھنا جائز نہیں،جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۱۶/ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۱۱۷/بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۲۸۰/فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۲۷۰/اور طحطاوی علی مراقی صفحہ ۴۱۱/میں ہے"واللفظ للطحطاوی الاخذ من اللحیۃ وھو دون ذٰلک (ای القدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربہ و مخنثۃ الرجال لم یجز احد"یعنی داڑھی جب کہ ایک مشت سے کم ہوتو اس کا کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اورزنانے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں۔

اور بہار شریعت جلد شانزدہم صفحہ ۱۹۷/میں ہے کہ داڑھی مونڈوانا یاایک مشت سے کم کرنا حرام ہے لہٰذا زید داڑھی کے ایک مشت سے کم کرنے کے سبب فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے حتٰی کہ داڑھی ایک مشت سے کم کرنے والے کی نماز بھی

اس کی اقتداء میں جائز نہیں جن لوگوں نے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ہیں سب کا اعادہ واجب ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۷۳؍ میں ہے کہ جن صورتوں میں کراہت تحریم کا حکم ہے صلحاء وفساق سب پر اعادہ واجب ہے جب مبتدع یا فاسق معلن کے سواء کوئی امام نہ مل سکے تو منفردا پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم ممنوع بکراہت تحریم اور واجب ومکروہ دونوں ایک مرتبہ میں ہیں ”ودرء المفاسد اہم من جلب المصالح“ اھ (فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۰۴، ۳۸۳)

لہٰذا بکر نے زید کے کہنے پر یا اپنی مرضی سے داڑھی کٹوایا تو وہ ناجائز وحرام کیا۔ اور وہ فاسق معلن ہوا، اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے، جتنی نمازیں اس کے پیچھے فاسق ہونے کے بعد پڑھی گئی ہیں ان سب کا لوٹانا واجب ہے اگر اعادہ نہیں کرتے تو ترک واجب کے سبب سب گنہگار ہونگے۔

زید کا یہ کہنا کہ یہ مسئلہ نہیں مانتا تو یہ گمراہی ہے۔ زید وبکر پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ کریں، اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(جو امام تعزیہ داری کرے کیا اس کے پیچھے نماز ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو امام تعزیہ داری کرتا ہے بنواتا بھی ہے اور دس محرم کو تعزیہ کے ساتھ بھی جاتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: ۔رشید رضا مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔سیدی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مروجہ تعزیہ داری جیسا آج کل رائج ہے ناجائز وحرام ہے۔(فتاوی رضویہ جدید جلد 24 ص 507 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے اس کا کرنے والا فاسق اور ایسے آدمی کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاوی بحرالعلوم جلد 4 ص 471)

اور اگر ۱۰ دس محرم کو ساتھ بھی جاتا ہے تو بدرجہ اولی حرام ہے اور ایسا شخص فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکرو تحریمی ہے۔ایسی صورت میں اگر کوئی دوسرا امامت کے قابل نہ ہو تو مقتدی تنہا نماز پڑھیں۔

(فتاوی فقیہ ملت جلد 1 ص 127) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا مکبر کی اقتدا میں نماز جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز میں یا دیگر وقتوں کی نماز میں امام صاحب کی آواز اتنی بلند نہیں کہ ہر مقتدی تک امام صاحب کی آواز پہونچے اس وجہ سے ایک مکبر رکھا گیا لہٰذا جو مکبر رکھا گیا اس نے اس طرح تکبیر تحریمہ کہی کہ اس کے کنارے والے لوگوں نے نہ سنی ،دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مکبر کی اقتدا میں جتنے لوگ نماز پڑھیں گے کیا سب کی نماز درست ہوجائے گی یا نہیں؟ برائے کرم جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی **المستفتی**:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز ہوگئی اگر جماعت کے کچھ لوگوں نے سنا، اگر چہ مکبر نے تکبیر تحریمہ آہستہ ہی کیوں نہ کہی ہو۔کیونکہ نماز کا دارومدار امام کی آواز پر ہے یعنی امام نے اتنی بلند آواز میں تحریمہ کہی صف اول والے سن سکیں تو نماز ہوگئی۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جہر یہ ہے کہ دوسرے لوگ جو صف اول میں ہیں سن سکیں۔(بہار شریعت حصہ سوم جلد اول صفحہ ۹۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران قادری تنویری

(کیاماں بیٹے کی اقتدا کرسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بیٹا امامت کرے اور ساتھ میں جماعت میں ماں بہن اور نانی ہوں تو کیا نماز ہوجائے گی؟ جواب حوالے کے ساتھ ہی عنایت فرمائیں تو بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔محمد قاسم خان ضلع بہرائچ شریف یوپی الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیٹا اگر مسجد جانے سے لاچار مجبور ہے تو سب کی نماز بلا کراہت ہوجائے گی اور اگر عذر شرعی کے بغیر گھر میں جماعت کرے تو مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ قدیم فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۳/صفحہ ۳۸۱/پر ہے اگر چہ جماعت مسجد میں ہو مطلقاً مکروہ ہے کہ عورات کو حاضری مسجد منع ہے اور اگر مکان ہو اور مرد کو حاضری مسجد سے کوئی عذر صحیح شرعی نہیں تو مطلقاً مکروہ ہے کہ مرد پر حاضری مسجد واجب ہے اور اگر اسے عذر ہے اور جماعت میں جتنی عورتیں ہیں ان کی محرم یا زوجہ یا غیر مشتہاۃ لڑکیوں کے سوا نہیں تو مطلقاً بلا کراہت جائز ہے اور نامحرم مشتہاۃ ہیں تو مکروہ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبد الستار رضوی

(فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فاسق کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازیں ہو جائے گی یا نہیں؟ المستفتی:۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فاسق کو امام بنانا ناجائز اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ واجب ہے
علامہ ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "لو قدمو فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھت تقدیمہ کراھت تحریمہ لعدم اعتنا ئہ بامور دینہ وتساھل فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد من الاخلاق بعض شروط الصلوۃ وفعل ماینا فیھا بل ھوالغالب باالنظر الی فسقہ غنیہ" اور علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "کل صلوۃ ادیت مع کراھت التحریمہ تجب اعادتھا" (درمختار مع شامی جلد اول)
اور فاسق کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم میں ہے لہذا جب امام کا فاسق ہونا ظاہر ہو جائے تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد وسیم فیضی رضوی

(جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کھلا جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ ثابت ہو تو کیا زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور اس پر شرع کا کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی**:۔افضل حسین فیضی حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جھوٹ بولنا حرام اشد حرام ہے اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ" (پارہ3 سورہ آل عمران ۶۱)

اور حدیث شریف میں ہے "ان الکذب فجور" (مشکوۃ شریف)

لہٰذا اگر واقعی امام جھوٹ بولتا ہے تو وہ سخت گنہگار اور حرام کا مرتکب ہے اور اس گناہ کے سبب فاسق معلن ہے اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، غنیہ شرح منیہ میں ہے "لو قدموا فاسقا یاثمون" اور درمختار مع شامی جلد اول میں ہے "واما الفاسق فقد عللو کراھت تقدیمہ بانہ لا یھتم لامر دینہ فی تقدیمہ للامامت تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانت شرعا تقدیمہ کراھت تحریمہ ولذا لم تجز صلوۃ خلفہ اصلا" اور ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی ہو جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر فاسق معلن ہے تو اسے امام بنانا گناہ اور اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی رضویہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد وسیم فیضی

(فلم دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا امام ہے جو نماز کا پابند تو ہے لیکن کچھ خرافات بھی ہے جیسے تصویر کھنچوانا گانا سننا فلمیں دیکھنا تو کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ وضاحت کے ساتھ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی؟

المستفتی: ۔احسان رضوی کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا ضرورت شرعیہ تصویر کھنچوانا جائز نہیں جیسا کہ احادیث کریمہ میں وارد ہے کہ ”ان اشد الناس عذابا عند الله المصورون“ (صحیح بخاری)

بیشک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والے پر ہے اسی طرح بہت سے احادیث حرمت تصویر پر وارد ہیں اور گانے سننا فلمیں دیکھنا بھی سخت اور سخت حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع“ (مشکوۃ شریف)

یعنی گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی سبزہ اگاتا ہے اسی طرح آلات گانا اور گانا کے تعلق سے احادیث میں بہت سی وعیدیں وارد ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ گانا سننا فلمیں دیکھنا سب کے سب حرام اور اشد حرام ہیں ایسا امام جو کہ گانے سنتا ہو فلمیں دیکھتا ہو بلا ضرورت شرعیہ تصویر کھنچواتا ہو تو ایسے کو چاہئے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے کنارہ کشی اختیار کریں اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کہ فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا بھی گناہ ہے (فتاوی رضویہ)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

صہیب رضا رزمی

(دو انگوٹھی پہننے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو دو انگوٹھی پہنتا ہو، نیز موجودہ پیمانے کے حساب سے کتنے وزن کی چاندی کی انگھوٹھی پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں

المستفتی: ۔وصی اللہ فیضی ساکن رمواپور بیرواایس نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرد کو ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ایک چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی پہننا جائز ہے دو یا دو سے زیادہ نگ حرام ہے رد المحتار میں ہے "إنما یجوز التختم بالفضة لو علی هیئة خاتم الرجال أما لو له فصان أو أکثر حرم" چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ مردانہ انگوٹھیوں کی شکل وصورت پر ہو (نیز اس کا ایک نگینہ ہو) اگر دو یا زیادہ نگینے ہوں تو حرام ہے۔(ج 9 کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس صفحہ 521)

فتاوٰی رضویہ میں ہے مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم (چار گرام چھ سو پینسٹھ ملی گرام ساٹھ میکرو ملی گرام) وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی پہننا جائز ہے دو یا زیادہ نگ حرام کہ زیور زنان ہوگیا ہے۔(ملخصا جلد 22/24 صفحہ 130/544)

درمختار مع رد المحتار میں ہے "کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها تلك الکراهة کراهة تحریم تجب إعادتها" (ج ۲/ باب صفۃ الصلاۃ صفحہ ۱۴۷/۱۴۸)

لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر پڑھ لی تو واجب الاعادہ ہے. واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی

(جس امام کا داماد دیوبندی ہو اسکے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے اور اس کا داماد دیوبندی ہے اور وہ امام صبح اور شام کا کھانا اپنے داماد کے گھر کھاتا ہے اور ان حالات پر مصلیان کو معلوم ہونے کی باوجود اس کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں تو امام اور مقتدی پر کیا حکم لگے گا؟ جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔محمد رضوان علیمی کلمبولی نوی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب هو الهادی الی الصواب

امام اگر کسی دینی مقصد غرض صحیح کے پیش نظر داماد سے مربوط ہے کہ اسے سمجھا بجھا کر صراط مستقیم پر لائے تو جانے میں حرج نہیں اور اگر داماد متصلب دیوبندی ہے کہ طواغیت اربعہ کے عقائد خبیثہ پر مطلع ہو کر بھی انہیں مسلمان سمجھتا ہے تو امام مذکور ماخوذ ہو کر معتوب ہونگے اور انہیں پھر اجازت ہرگز نہیں کہ وہ وہاں جائیں نہ وہ لائق امامت رہے اور نہ ہی ان مصلیان کو اجازت اقتداء حدیث شریف میں ہے ”وان مرضوا فلا تعودوهم ولا تواكلواهم الخ“ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(نائٹی پینٹ پہن کر امامت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز پڑھائی اس حالت میں کہ اس نے اوپر کرتا پہنا ہوا تھا اور نیچے آج کل جو رات میں پہنتے جس کو نائٹ پینٹ اور ٹیرا ک پینٹ بھی کہا جاتا ہے تو کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں

جزاک اللہ خیرا **المستفتی**:۔محمد شہباز قادری ضلع ناندیڑ مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نائٹی پینٹ پہن کر نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے کہ یہ کام کاج کے کپڑے ہیں جبکہ دوسرا موجود ہو جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کپڑے جن کو آدمی اپنے گھر میں کام کاج کے وقت پہنے رہتا ہے جنہیں میل کچیل سے بچایا نہیں جاتا انہیں پہن کر نماز پڑھنی مکروہ ہے، تنویر الابصار و درمختار میں ہے ”کرہ صلوتہ فی ثیاب بذلۃ (یلبسھا فی بیتہ) (ومھنۃ) ای خدمۃ ان لہ غیرھا“ کام کے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے (وہ کپڑے جو گھر میں پہنتا ہے) (اور صنعت کے کپڑوں میں) یعنی خدمت والے اگر اس کے پاس دوسرے کپڑے ہوں۔(درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۹۱)

درر وغرر وشرح وقایہ ومجمع الانہر و بحر الرائق ورد المحتار میں ان کی تفسیر کی ”مایلبسہ فی بیتہ ولایذھب بہ الی الاکابر“ جو کپڑے صرف گھر میں پہنتا ہو وہ پہن کر اکابر کے ہاں نہ جاتا ہو۔(رد المحتار مطلب مکروہات الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷۴)

غنیّۃ میں اُن کی تفسیر کی ''مالایصان ولایحفظ من الدنس ونحوہ'' جن کپڑوں کو وہ میل کچیل سے محفوظ نہ رکھتا ہو۔ (غنیۃ المستملی فصل کراہیۃ الصلوٰۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۴۹)

اُسی میں ہے ''یکرہ تکمیلا لرعایۃ الادب فی الوقوف بین یدیہ تعالی بما امکن من تجمیل الظاهر والباطن وفی قوله تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد اشارۃ الی ذلك وان کان المراد بها ستر العورۃ علی ماذکرہ اهل التفسیر کما تقدم'' اللہ تعالی کی بارگاہ اقدس میں ظاہری و باطنی جمال کا حصول اس بارگاہ کے آداب میں سے ہے اور اللہ تعالی کے ارشادِ گرامی تم ہر مسجد میں جانے کے وقت زینت اختیار کرو میں اسی طرف اشارہ ہے اگر چہ اس سے مراد سترِ عورت ہے جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا۔ (غنیۃ المستملی فصل کراہیۃ الصلوٰۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۴۹ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۳۸۷/۳۷۹ دعوت اسلامی)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان کپڑوں میں نماز مکروہ تنزیہی ہے جو کام کاج کے لئے ہوں اور میلا کچیلا ہو کہ انہیں پہن کر بازار یا مہمان کے گھر نہ جایا جاتا ہو اور اگر نائٹ پینٹ نیا ہو یا اس قدر ہو کہ اسے پہن کر بازار یا رشتہ دار کے گھر جا سکتے ہیں تو کراہت نہیں۔

نوٹ: علمائے کرام کو چاہئے کہ اس طرح کے لباس پہن کر امامت نہ کریں جس سے عوام بدظن ہوں اور اپنے ہی امام کے خلاف آواز اٹھائیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(غلط قرأت کرنے والے کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کے زید قرآن مجہول پڑھتا ہے تو اس کہ پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ قرآن کو مجہول پڑھنا جائز نہیں اگر زبر کو الف میں تبدیل کر دیتا ہے تو ایسے میں نماز بھی نہ ہوگی جیسے انعمت کو انعمتا پڑھ دیں۔اور ایک مفتی صاحب ہیں جو زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے مگر لوگوں کو منع بھی نہیں کرتے ہیں اور نہ زید کو سمجھاتے ہیں اگر مفتی صاحب چاہیں تو وہ زید کو مسجد سے نکال بھی سکتے ہیں مفتی صاحب کی گاؤں میں بہت چلتی ہے۔تو عرض یہ کرنا ہے کہ مفتی پر کیا حکم شریعت کا لگے گا ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔غلام حسین برکاتی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن کو مجہول پڑھنا یعنی کھینچ تان کر پڑھنانا جائز ہے اس طرح قرآن پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ ہوگی جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں ان سب کو دہرانا واجب ہے۔

مفتی صاحب کو چاہئے تھا کہ زید کو امامت نہ کرنے دیں بلکہ امامت سے ہٹا دیں اگر مفتی صاحب کو اتنا اختیار ہے کہ زید کو مصلۂ امامت سے ہٹا سکتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ ہٹا دیں ارشاد ربانی ہے ”كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ“ جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے (سورہ مائدہ ۷۹)

نیز ارشاد فرماتا ہے ”لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ

اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ''انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے، بیشک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

(سورہ مائدہ ۶۳)

مگر چونکہ دور حاضر میں فتنہ وفساد حد سے بڑھا ہوا ہے کہ کسی کو مسئلہ بتاؤ تو عمل کرنے کے بجائے فتنہ پھیلانا شروع کر دیتے ہیں نیز اصلاح کرنے والے کے خلاف طرح طرح جھوٹی باتیں گڑھ کر نکلوا دیتے ہیں اور تقریبا یہ ہر جگہ کا یہ معاملہ ہے کہ ہر گاؤں میں دو چار فتنہ فساد کرنے والے موجود رہتے ہیں (فقیر نے مفتی صاحب سے فون پر رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہی حال مذکورہ گاؤں کا ہے کہ زید کو ہٹانے کی صورت میں فتنہ کھڑا ہو جائے گا) ایسی صورت میں اس فعل کو برا جاننے اور ان سے دور رہنے میں ہی بھلائی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں'' عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: اَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ. قَالَ: تُرِكَ مَا هُنَاكَ يَا اَبَا فُلَانٍ، فَقَالَ ابو سَعِيْدٍ: (اَلْخُدْرِيُّ رضی الله عنه) اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ'' سیدنا طارق بن شہاب کہتے ہیں پہلا شخص، جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا، وہ مروان ہے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، اس نے کہا: اے ابو فلاں! وہ والے امور چھوڑ دیئے گئے ہیں، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اس آدمی نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں جو آدمی برائی کو دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے برا سمجھے۔(مسند احمد: ۱۱۴۸۰)

اراکین یا امامت کروانے والوں کو چاہئے کہ زید کو مصلّٰی امامت سے ہٹا دیں جب تک

قرآت نہ درست ہو جائے امامت نہ کرنے دیں انہیں مکمل اختیار ہے۔سائل نے لکھا کہ مفتی صاحب انکی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بلکہ تنہا پڑھتے ہیں تو یہ فعل ہی بتا رہا ہے کہ مفتی صاحب انکی امامت سے بیزار ہیں اور انکی امامت کو درست نہیں جانتے لہذا مفتی صاحب شرعا گنہگار نہیں ہیں اور نہ ہی مفتی صاحب کی امامت پر فرق پڑے گا بلکہ انکی اقتداء درست ہے۔اور یہ خیال کرنا کہ مفتی صاحب جاننے کے باوجود منع نہیں کرتے ہیں اس لئے شرعا گنہگار ہونگے تو اس زمرے میں سائل بھی آئے گا اور وہ بھی مجرم ٹھہرے گا کیوں کہ سائل نے تحریر کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے اس طرح قرآت کرنا درست نہیں ہے تو پھر سائل کو چاہئے تھا کہ منع کرے مگر سائل منع کرنے کے بجائے مفتی صاحب کے خلاف فتوی طلب کیا تو جو حکم مفتی صاحب پر لگے گا وہی سائل پر لگے گا اور اگر سائل فتنے کا عذر پیش کرے تو وہی عذر مفتی صاحب پر بھی ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سنی امام وہابی کے ساتھ چائے پیئے تو اس کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک سنی امام وہابی کے ساتھ چائے پیتا ہے اس سے بات چیت کرتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔محمد رضوان رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر وہ امام کسی حکمت کے تحت ایسا کرتا ہے یا کسی مجبوری کے تحت تو دور حاضر میں اسکی اجازت ہے اور اگر ایسا نہیں بلکہ ان سے محبت کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ایسے شخص کو منصب امامت سے معزول کردیں جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ جو شخص دیوبندیوں سے سلام کلام کرے اور انکے یہاں کھائے پیئے اور ان سے تعلقات رکھے تو وہ شخص کم از کم فاسق معلن ضرور ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ایسے شخص کو منصب امامت سے معزول کردیں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔

(فتاوی رضویہ شریف قدیم جلد سوم صفحہ 252)

اور غنیۃ المستملی صفحہ ۵۱۳ ؍ میں ہے "وقدموا فاسقا یأثمون" اور ردالمختار جلد اول صفحہ ۵۶۰ ؍ پر ہے "لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق" (بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۲۰۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(حنفی مقتدی کی نماز شافعی امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام شافعی مسلک کا ہو اور مقتدی حنفی تو مقتدی کی نماز شافعی امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد وارث علی جہان آباد الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر شافعی امام کوئی ایسا کام کریں جو مذہب حنفی کے مطابق ناقض وضو ہو یا مفسد نماز ہو جیسے منھ بھر قے ہو یا غیر سبیلین سے خون وغیرہ نکل کر بہنے کے بعد وضو نہ کیا یا ماء مستعمل سے وضو کیا یا وضو میں چوتھائی سر سے کم مسح کیا صاحب ترتیب ہو کر یاد ہوتے ہوئے اور وقت میں وسعت کے باوجود قضاء پڑھے یا کوئی فرض ایک بار پڑھکر اسی فرض نماز کی امامت کر رہا ہو تو شافعی امام کی اقتداء درست نہیں ہے جیسا کہ غنیہ صفحہ ۴۸۰ رمیں ہے ”اما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه مایفسد الصلوۃ علی الاعتقادی المقتدی علیه الاجماع“ اور اگر شافعی امام مسائل حنفیہ کی رعایت کرتا ہے تو اس کے پیچھے حنفیوں کو نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ کوئی دوسری چیز وجہ مانع امامت نہ ہو جیسا کہ ردالمختار کبریٰ میں ہے ”ان اعلم الاحتیاط منه فی مذھبنا فلا کراھة فی الاقتداء به“ ردالمختار جلد اول صفحہ ۴۸۰ رمگر حنفیوں کو رفع یدین میں اسکی اتباع کرنا مکروہ ہے اور شافعی امام جب کہ وتر وسلام سے پڑھے تو حنفیوں کو اقتداء درست

نہیں جیسا کہ درمختار مع شامی میں ہے ”صح الاقتداء فیه الشافعی لم یفصله بسلام لا ان فصله علی الاصح“ (جلد اول صفحہ 448 بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ 261)

نوٹ:۔ دور حاضر میں انکی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے یہی زیادہ انسب کیونکہ وہ اس دور میں حنفیوں کی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنه

(خش خشی داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص خش خشی داڑھی رکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی: ۔قمر الہدیٰ صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خش خشی داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اس کا اعادہ لازم ہے اس لئے کہ خش خشی داڑھی رکھنے والا فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اس پر ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اگر نہیں رکھے گا تو گنہگار ہوگا۔

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: گزاشتن آن بقدر قبضہ واجب است‘‘ یعنی داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۱۱۲)

اور در مختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۶۱ میں ہے: ’’یحرم علی الرجل قطع لحیته‘‘ یعنی مرد کو اپنی داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۱۶)

لہذا داڑھی کٹا کر خش خشی رکھنے والا زید ارتکاب حرام کے سبب فاسق معلن ہے اور فاسق

معلن کے پیچھے نماز جائز نہیں ایسا ہی تمام کتب فقہ میں ہے ۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۱۲)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر وہابی دیوبندی کا لڑکا حفظ کی تعلیم حاصل کر رہا ہو سنی مدرسہ میں تو کیا اس کے پیچھے سنی نماز پڑھ سکتا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔** صادق علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اس لڑکے کے عقائد باطلہ و فاسدہ نہ ہوں تو نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر عقائد وہابیہ (کفریہ) ہیں تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ سنی مدرسے میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ میں ہے کہ دیوبندیوں نے حفظ الایمان صفحہ ۹، براہین قاطعہ صفحہ ۵۱، تحذیر الناس صفحہ ۴۱، وصفحہ ۲۸، میں حضور اقدس سرور عالم ﷺ کی شان میں جو گندے عقائد لکھے وہ شدید گستاخی اور کفر ہیں لہٰذا دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے بحکم قرآن وحدیث کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام سخت حرام ہے سارے جہاں کے ہادی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں "لا تصلوا معھم" یعنی بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو تو بھلا مرتد کے پیچھے نماز پڑھنا کب جائز ہوگا۔ یعنی وہابی، دیوبندی کے پیچھے نماز جائز نہیں بلکہ حرام سخت حرام ہے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۰۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا امام کی اتباع ہر چیز میں ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نو چیزیں وہ کیا ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کریں بلکہ بجالائے؟ **المستفتی:**۔ارشاد احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ نو چیزیں یہ ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ بجالائے (۱) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا۔(۲) ثناء پڑھنا، جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو (۳) رکوع۔(۴) سجود کی تکبیرات و۔(۵) تسبیحات۔(۶) تسمیع۔(۷) تشہد پڑھنا۔(۸) سلام پھیرنا (۹) تکبیرات تشریق۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۹۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(دنیاوی رنجش کی وجہ سے امام کی اقتداء نہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو پھر بھی کچھ لوگ یہ کہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا کیونکہ ہمارا دل نہیں کرتا ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔محمد شایان رضا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر امام میں واقعی کوئی شرعی خرابی نہیں ہے تو ایسے امام کی اقتدا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا دل نہیں کرتا تو یہ شریعت پر عمل کرنا نہ ہوا بلکہ طبیعت پر عمل کرنا ہوا اور ان لوگوں کے لئے یہ کہنا جائز نہیں۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: کسی وجہ شرعی کے بغیر صرف ضد نفسانی سے طبیعت کی کراہت کے سبب جماعت سے الگ ہو جانا جائز نہیں۔

مراقی الفلاح میں ہے: لو ام قوما وھم له کارھون فھو علیٰ ثلثة اوجه ان کانت الکراھة لفساد فیه او کانوا احق بالامامة منه یکرہ وان کان ھو احق بھا منھم ولا فساد فیه ومع ھذا یکرہ لا یکرہ التقدم لان الجاھل والفاسق یکرہ العالم والصالح۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۷۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(بنا داڑھی والے کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بنا داڑھی والے کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں جب کہ وہ بالغ بھی ہو چکا ہے مگر ابھی داڑھی نہیں آئی ہے؟

المستفتی:۔ حکیم اللہ سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بنا داڑھی والا اگر بالغ ہے اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:اگر بالغ صحیح العقیدہ،صحیح الطہارۃ،صحیح القراۃ ہے اور اس میں کوئی وجہ مانع امامت نہیں تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اگر چہ ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے ہاں اگر زید حسین وجمیل اور خوبصورت ہو کہ فساق کے لئے محل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے

کما فی الفتاویٰ الرضویۃ جلد ۳۔ صفحہ ۲۲۰ ۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۰۲)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(امام غلط قرأت کرے اور بتانے پر غصہ کرے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید مسجد میں امامت کرتا ہے لیکن اس کی قرأت بالکل صحیح نہیں ہے لیکن وہ تقریباً پانچ سال سے امامت کررہے ہیں اور تلاوت میں روزانہ غلطیاں بھی ہوتی ہیں اگر زید سے کوئی کہتا ہے تو الجھ جاتا ہے یہاں تک کہ غصّہ میں آ کر کیا کچھ نہیں کہتا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟ **المستفتی:۔محمد مشاہد رضا خان قادری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اگر صحیح القرأت نہیں ہے یعنی ایسی غلطی کرتا ہے جس سے معنی بدل جاتا ہے جیسے ۔ع،ط،ص،ح،ظ کی جگہ ۔ا،ت،س،ہ،ز، پڑھتا ہے یانستعین کو نستاعین یاانعمت کے ت کو زبر کے بجائے پیش پڑھتا ہے وعلی ھذا القیاس

تو ایسی صورت میں خود اس کی نماز باطل ہے تو جب اپنی نہیں ہوئی تو اس کے پیچھے کسی کی نہ ہوگی جتنی پڑھی گئیں سب کا نئے سرے سے پڑھنا فرض ہے ۔اور اگر ایسی غلطی کرتا ہے کہ کسی وجہ سے حرف صحیح ادا نہیں کرسکتا جب بھی یہی حکم ہے کہ اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والے کی نماز باطل ہوگی اور اگر صحیح پڑھتا ہے مگر تجوید کے واجبی امور کو نہیں ادا کرتا کہ جن کا ترک گناہ ہے جب بھی ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے ۔ایسا فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۱۹۱ رمیں ہے ۔ اور حدیث شریف میں ہے(رب قاری القرآن وھولاعنہ)یعنی بہت

سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں جو غلط پڑھتے ہیں تو قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ مزید یہ کہ لوگوں کے بتانے پر ان سے الجھنا اور انہیں برا بھلا کہنا جس کی وجہ سے نمازیوں کی کمی لوگوں میں انتشار پیدا ہو گیا ہو تو ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں حدیث شریف میں ہے (ثلثة لا تقبل منهم صلاتهم من تقدم قوما وهم له كارهون) یعنی تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز مقبول نہیں ہوتی انہیں میں وہ شخص بھی ہے جو لوگوں کی امامت کرتا اور لوگ اسے ناپسند کریں۔

(مشکوۃ شریف ص ۱۰۰ / فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۳۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(مقتدی امام کو رکوع میں پایا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہے اب آنے والا شخص کانوں تک ہاتھوں کو اٹھا کر ناف کے نیچے باندھے گا یا امام جس رکن میں ہے اس میں چلا جائے گا

المستفتی:۔ محمد شہریار خان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو مقتدی امام کے کچھ رکعت پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور امام کو قیام کے علاوہ کسی بھی رکن میں پائے تو سیدھے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھ لے پھر بعد دوسری تکبیر کہتا ہوا اس رکن میں شامل ہو جائے جس رکن میں امام ہو اور اگر ایسا نہ کیا یعنی تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت نہیں باندھی اور نہ دوسری تکبیر کہی بلکہ پہلی ہی تکبیر میں حد رکوع تک جھک گیا تو نماز نہ ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔(عالمگیری ج ا ص ۸۵)

رکوع وسجود میں پائے جب بھی یوں ہی کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا تو ان سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(بغیر شرعی غلطی کے امام کو معزول کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی امام کو مقتدی بغیر شرعی غلطی کے امامت سے معزول کردیں اور امام غصے میں مقتدیوں سے یہ کہدے مجھے نکالتے ہو ٹھیک ہے مگر اپنی اپنی نمازوں کو دہرالینا کیونکہ میں نے سب نمازیں بغیر وضو پڑھائی ہے تو کیا مقتدیوں کو اب اپنی اپنی نمازوں کو دہرانا ضروری ہے اگرچہ امام نے بغیر وضو نہیں بلکہ وضو کے ساتھ پڑھائی ہو صرف اسکے کہدینے سے لوٹانی ہوگی؟ **المستفتی:** ۔محمد صادق السلام رضوی جنز ضلع پونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلاوجہ شرعی امام کو معزول کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر واقعی میں امام اول نہ وہابی ہے نہ غیر مقلد نہ دیوبندی نہ کسی قسم کا بدمذہب نہ اس کی طہارت یا قرأت یا اعمال وغیرہ کی وجہ سے کوئی وجہ کراہت تو بلاوجہ اس کو معزول کرنا ممنوع ہے حتیٰ کہ حاکم شرع کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا ردالمحتار میں ہے (لیس للقاضی عزل صاحب وظیفة بغیر جنحة) (فتاویٰ رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۲۴۱)

لہٰذا جو لوگ بغیر کسی شرعی خرابی کے امام کو منصب امامت سے ہٹائے وہ سخت غلطی پر ہونے کے ساتھ ایذائے مسلم پر آمادہ ہوئے اور ایذائے مسلم حرام ہے حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذاللہ) یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے

اللہ کو ایذا دی۔

لہٰذا ذمہ داروں پر لازم ہے کہ اس سے باز آجائیں اگر وہ نہ مانیں تو مسلمان ایسے فتنہ پرور لوگوں سے دور رہیں اور ان کو اپنے سے دور رکھیں۔خدائے تعالیٰ کا فرمان ہے (ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار) (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۱۳ بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۳۶)

سائل کا یہ کہنا کہ امام نے غصہ میں کہا کہ میں نے بے وضو نماز پڑھائی ہے سب اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں واقعی میں اگر امام نے غصہ میں کہا یہ حقیقت نہیں ہے تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں لیکن اس کی تحقیق امام سے کی جائے کہ یہ حقیقت ہے کہ تم نے بے وضو نماز پڑھائی یا ایسے ہی بول دیا اس بارے میں امام کا قول درست مانا جائے گا اگر واقعی بے وضو نماز پڑھائی ہے تو نماز کا اعادہ ضروری ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں نماز کے لئے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علماء کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔(ماخوذ از بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۸۴)

اور اگر امام نے غصے میں جھوٹ کہی ہے تو امام پر توبہ لازم ہے نماز کا اعادہ نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(امام پر الزام لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام پر کچھ مقتدیوں نے الزام لگایا کہ وہ بار بار اپنے ٹوپی درست کرتے ہیں جبکہ دوسرے مقتدی انکار کررہے ہیں نیز امام بھی منکر ہے دریں صورت ان مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے؟ نیز ان مقتدیوں کے نماز کا کیا حکم ہے؟ جو بلا وجہ الزام تراشی کررہے ہیں **المستفتی**:۔فیض احمد فیض پونہ مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جبکہ امام میں وہ بات نہیں ہے جس کا وہ منکر بھی ہے اور دیگر مقتدیوں کی شہادت بھی اسے حاصل ہے تو اس امام پر الزام لگانا انتہائی مذموم حرکت ہے اس سے ان لوگوں کو اجتناب کرنا چاہئے ان کا الزام بے معنی ہے کسی مومن پر الزام و بہتان لگانا سر پر آسمان اٹھانے کے مترادف ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے"عن علی قال البھتان علی البراء أثقل من السموات الحکیم"۔(کنزالعمال ر ۳ ر ۸۲۰ ر رقم الحدیث ۸۸۱۰)

دوسری حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے جس پر اس کا خون بہانا یا اس کا مال ناجائز طریقہ سے لے لینا یا اسکے ناموس کو ضائع کرنا حرام ہے"عن أبي هريرة لا تَحاسَدُوا، ولا تَناجَشُوا، ولا تَباغَضُوا، ولا تَدابَرُوا، ولا يَبِعْ بَعْضُكُمْ علَى بَيْعِ بَعْضٍ، وكُونُوا عِبادَ اللهِ إخْوانًا المُسْلِمُ أخُو المُسْلِمِ، لا يَظْلِمُهُ ولا يَخْذُلُهُ، ولا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هاهُنا ويُشِيرُ إلى صَدْرِهِ ثَلاثَ

مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ'' (صحیح مسلم)

یہ تو عام مومن کی بات ہے امام کا درجہ تو بہت بڑا ہے جو لوگ امام کی بے جا مخالفت میں الزام تراشی کرتے ہیں وہ فعل حرام کے مرتکب ہیں وہ اپنے فعل سے باز آئیں ان پر توبہ لازم ہے اور امام سے معافی بھی مانگنا ضروری ہے۔الزام لگانے والوں کی نمازیں ہوگئیں ان کا لوٹانا ضروری نہیں (ھکذا فی کتب الفقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(اگر امام حرامی کی اولاد کہے تو ان کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور عالم بھی ہے اور عمر ایک طالب علم ہے انھوں نے اصلاح کے طور پر ایک مسئلہ بتایا جو امام کے اندر کمی پائی جاتی تھی تو امام صاحب نے کہا بلاؤ اس حرامی کی اولاد کو اس طرح گالی بکنا کیسا ہے؟ اور ان کی اقتداء کا حکم کیا ہے؟ الحمد اللہ عمر ثابت النسب ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں

المستفتی: ۔غلام حیدر ڈومرنی کشن گنج (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

امام کے اندر کمی پائی جاتی تھی تو عمر کا کہنا درست ہوا مگر عمر کو چاہئے تھا کہ براہ راست امام سے کہتا تا کہ امام اپنی غلطیوں کو دور کرلے دوسرے سے کہنے کی حاجت کیا تھی ۔اور اگر امام میں کمی نہیں تھی بلکہ عمر نے بغض وحسد کی بنا پر تہمت لگایا تو عمر پر لازم ہے کہ امام سے معافی مانگے۔

عمر کی غلطی رہی ہو یا نہیں رہی ہو امام صاحب کا حرامی کی اولاد کہنا شرعا جائز نہیں ہے ارشاد ربانی ہے" اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ "بیشک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔(سورہ نور ۲۳)

چونکہ حرامی کی اولاد کہنا ایک قسم کی گالی ہے جس سے مسلمان کو تکلیف پہونچتی ہے اور کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دینا حرام ہے اور گالی دینا سخت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ"۔ جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

(کنزالعمال ۱۶/۱۰)

لہٰذا امام صاحب پر لازم ہے کہ عمر سے معافی مانگے اور سچے دل سے توبہ کریں اللہ غفور الرحیم ہے۔ چونکہ گالی دینا فسق ہے مگر ایک بار دینے سے کوئی فاسق معلن نہیں ہوتا لہٰذا امام صاحب کی اقتداء میں نماز درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(لڑکیوں کو چھیڑنے والا امامت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر زید کسی کے بہن بیٹی کو چھیڑتا ہے اور وہ امام ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایسا ایسا کام کرتا ہے تو کیا اسکے پیچھے نماز ہوجائے گی؟ حوالہ کے ساتھ جواب دیں آپ کا عین وکرم ہوگا

المستفتی:۔محمد نظام الدین فیضی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر واقعی امام بدچلن اور خراب ہے تو وہ فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے جو نمازیں پڑھی گئیں ان کو پھر سے پڑھنا واجب ہے۔حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ غنیہ شرح منیہ میں فاسق کے پیچھے نماز جائز نہ ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں (لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھتہ تقدیمہ کراھتہ تحریمتہ لعدم اعتنائہ دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یعبدمنہ الاخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ)

(فتاویٰ برکاتیہ صفحہ ۱۰۳)

اگر امام بدچلن اور خراب نہیں ہے بلکہ لوگ دشمنی کے وجہ سے اس پر الزام لگا رہے ہیں تو اس امام کے پیچھے نماز درست ہے البتہ الزام لگانے والوں پر علانیہ توبہ لازم ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دوسرے کی بیوی کو بیوی بنا کر رکھنے والے کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے بیوی کو اپنے نکاح میں رکھے ہوئے ہے اور اس سے صحبت بھی کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ محمد ثاقب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

برصدق مستفتی اگر واقعی میں زید نے ایسا کیا ہے یعنی کسی دوسرے کی بیوی کو رکھے ہوئے ہے اور اس سے صحبت کرتا ہے تو زید فاسق و فاجر سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے کیونکہ اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے اگر نماز پڑھی گئیں تو نماز کا اعادہ واجب ہے اور زید پر علانیہ توبہ استغفار لازم ہے اور زید کو چاہئے کہ دوسرے کے بیوی کو اپنے سے جدا کرے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرے۔

فتاویٰ عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۲۸۰ میں ہے: "لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ و کذالك المعتدۃ کذا فی السراج الوھاج۔ اھ"

علامہ ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: لوقدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتناء ہ بأمور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد من الاخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ۔ اھ" (غنیۃ، صفحہ ۴۷۹)

اور علامہ حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ اھ" (درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۳۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(دیوبندی کے پیچھے نماز کیوں نہیں جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندی کے پیچھے نماز کیوں نہیں جائز ہے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی**:۔تحسین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت اسلامیہ کافر ومرتد اور بے دین ہیں ملاحظہ ہو فتاویٰ حسام الحرمین اور صوارم الہندیہ۔

اور جو مرتد ہو یعنی اسلام سے خارج ہو اس پر نماز فرض ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی نماز ہوتی ہے تو جس کی نماز خود نہ ہوتی ہو اس کی اقتداء کرنے والوں کی نماز کیوں کر ہوگی۔فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے کہ ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں (لا تجوز الصلوۃ خلف اھل اھواء) یعنی بد دینوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے ہوگی ہی نہیں فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ علاوہ۔(جلد سوم صفحہ ۲۳۵ ،قدیم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(جس امام کا عقیدہ نہ معلوم ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز جمعہ یا کوئی بھی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ **المستفتی:۔** عرفان علی پونا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اقتداء کے لئے فقہائے کرام نے کچھ شرطیں رکھی ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے مگر اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے امام کا مومن ہونا یعنی اگر امام مؤمن ہے تو اس کے بعد شرطیں دیکھی جائیں گی اور اگر امام مؤمن نہ ہو بلکہ بدعقیدہ ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی یعنی اقتداء کرنے کے لئے اول شرط امام کا مسلمان ہونا ہے۔

پس اگر امام مومن ہے اور شرطیں پائی جا رہی ہیں تو اقتداء درست ہے، اسے معلوم کرنے کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ امام سے کلام کرے کچھ بدمذہبوں کی کتابوں کا تذکرہ چھیڑے کبھی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھیڑے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو مثلا کہیں سفر میں ہوں تو دیکھیں لوگ نماز کس طرح پڑھتے نماز کے بعد انگوٹھے کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں یا نہیں یونہی امام سنت کس طرح پڑھتا ہے۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو مثلا جماعت کھڑی ہونے کے بعد پہونچیں تو غور وفکر کریں کہ مسجد کس کی ہے درو دیوار پر یا رسول اللہ ﷺ یا غوث پاک کہیں لکھا ہوا ہے یا نہیں، یونہی جو مقتدی موجود ہیں انکے چہرے سے کیا پتہ چلتا ہے کیونکہ بدمذہبوں کا چہرہ دور ہی سے بدنما دکھائی دے دیتا ہے۔ یونہی پاجامہ کس طرح پہنا

ہوا ہے ٹخنے تک ہے یا گھٹنے تک، اگر اس طرح بھی کچھ محسوس نہ ہو تو اقتداء کر لے بعد نماز غور کرے امام کس طرح نماز پڑھ رہا ہے سنت و نفل وہاں کے اکثر مقتدی کس طرح پڑھتے ہیں کیوں کہ جو سنی امام ہوگا وہ بعد نماز انگوٹھا بھی چومے گا اگر چہ فرض و واجب نہیں یونہی بعد نماز مصافحہ بھی کرے گا، صلوۃ سلام بھی پڑھے گا اگر چہ تنہا۔ یا پھر بعد نماز کسی سے رابطہ کر لے۔

خلاصہَ کلام یہ ہے کہ امام اگر سنی رہے تو نماز پڑھ لے اور اگر فرقہائے باطلہ میں سے رہے تو نماز نہ پڑھے اور اگر پڑھنے کے بعد معلوم ہو تو نماز دہرا لے اور توبہ کر لے۔

ھذا ما ظھر لی عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(جو شخص روزے نہ رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص روزے نہ رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟ چاہے وہ مولانا یا پھر عام آدمی ہو۔نظر کرم فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی: ۔محمد حافظ شمس الہدیٰ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی ایسے عذر کے سبب روزہ نہ رکھتا ہو جو عذر روزہ میں معتبر ہو تو بلاشبہ اس کی اقتداء درست ہے اس لئے کہ وہ معذور ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ سفر وحمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک واکراہ ونقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔

(بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۳۰ رمطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

اور بلاعذر شرعی روزہ نہ رکھنے کا عادی فاسق ہے حضور فقیہ ملت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ فاسق وفاجر کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے یعنی ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۰۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا جنم دن پر کیک کاٹنے والا امامت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس تعلق سے کہ ایک امام اپنی پیدائش کے موقع پر اپنے تمام دوستوں کے ساتھ ایک ہوٹل میں جا کر کیک کاٹتا ہے اور لوگ تالیاں بجا کر اسکے پیدائش کی مبارک بادپیش کرتے ہیں کھانے پینے کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔تو اب عرض یہ ہے کہ ایسا کرنے والے امام کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟اور یہ بھی بتایں امام اور عوام کے لئے شریعت کا ایک ہی حکم ہوگا یا الگ۔الگ؟کیا اس امام کے پیچھے نماز ہوگی؟برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔حیدر میاں ومعراج رضا بلگرامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

جنم دن یعنی یوم ولادت منانا شرعا جائز ہے البتہ کیک کاٹنا مرد وعورت کا ملاپ ہونا تالی بجانا یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے جو شرعاً ناجائز وحرام ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم سے مشابہت رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔(مشکوۃ)

عالم اور تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اعلانیہ توبہ کریں کہ توبہ گناہ میں معاون ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا"مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(کنزالایمان،سورہ فرقان ۷۰)

اور اگر توبہ نہ کریں تو سارے مسلمان بائیکاٹ کر دیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ، اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنز الایمان، سورہ انعام ۶۸)

شریعت کا حکم امام اور عوام سب کے لئے ایک ہے لہذا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہاں اگر امام توبہ کر لے تو بعد توبہ امامت جائز ہے۔ واللہ اعلم باالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(امامت کا مستحق عالم ہے یا حافظ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز کے وقت مسجد میں ایک عالم دین ہے اور دوسرا حافظ۔لیکن عالم دین حافظ نہیں ہے۔اور جو حافظِ قرآن ہے وہ عالم دین نہیں۔حافظِ قرآن قرآنِ مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں،اس کے برعکس عالم دین میں یہ صلاحیت نہیں ہے۔وقتِ امامت کون نماز پڑھائے گا عالم دین یا حافظ قرآن؟مہربانی فرماکر مدلل جواب عنایت کریں۔مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔** ایم۔کے۔رضا صدیقی اسمٰعیلی متعلم دارالعلوم اہلسنت والجماعت،ضیائے رضا الجامعۃ الاسمٰعیلیہ،مسولی شریف،ضلع بارہ بنکی،یوپی،الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عالم دین نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ عالم نماز وطہارت کے مسائل کو بخوبی جانتا ہے اس لئے امامت کا مستحق عالم ہے بشرطیکہ قرآن شریف کو بطور مسنون پڑھتا ہو یعنی حروف کو مخارج سے ادا کرتا ہو اور اگر ان کے مخارج درست نہیں ہیں یعنی قرآن کو صحیح طریقے سے نہیں پڑھ پاتے اس قدر غلطیاں ہو رہی ہیں کہ معنی بدل جا رہا ہے تو ایسی صورت میں وہ شخص جو تجوید (قرأت) کا زیادہ علم رکھتا ہوا امامت کرے جبکہ نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو۔(ماخوذ از بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 567 دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جان بوجھ کر نماز چھوڑنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد ذیشان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کوئی شخص جان بوجھ (قصدا) نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ فاسق ہے اور اس کو امام بنانا جائز نہیں۔اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ بھی لازم ہے۔فتاوی علیمیہ میں ہے: جو قصدا نماز چھوڑ دے اگر چہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے۔ بہار شریعت میں ہے: اور جو قصدا چھوڑ دے اگر چہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے۔(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۰)

جب ایک وقت کی نماز قصدا بلا وجہ شرعی چھوڑنے والا فاسق ہے تو جو ترک نماز کا عادی ہو وہ بدرجہ اولی فاسق وفاجر مجرم وگنہ گار اور مستحق غضب جبار ہے اسے امام بنانا ناجائز ہے اور اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا لوٹانا واجب ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ فرماتے ہیں: مشی فی شرح المنیة علیٰ ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (ردمختار جلد ا صفحہ ۱۳۰)

اور علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: " کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها "(درمختار مع ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

اور ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف میں بھی ہے۔(فتاوی علیمیہ جلد اول صفحہ ۱۶۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(سود خور کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک عالم ہے اور امامت بھی کرتا ہے لیکن سود یعنی بیاز میں روپیہ لیتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ قران وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔**محمد اقرار احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی امام سود خور ہے تو ایسے امام کو امامت سے معزول کر دیا جائے کیوں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہونگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسجدِ محلہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی (زنا کرنے والا) ہو یا سود خور (سود کی رقمیں کھانے والا یا یہ کاروبار کرنے والا) ہو یا اس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے اور اگر اس سے ہوسکتا ہو تو اس امام کو امامت سے معزول کردے۔(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۶۵۰ ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

اگر امام اپنے اس فعل قبیح سے علانیہ صدق قلب سے توبہ کرلے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرلے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔(ابن ماجہ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(شین کی جگہ سین پڑھنے والے کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک جگہ امامت کر رہا ہے اس کے گاؤں کے دو مولانا اور ہیں، زید جو کہ امام ہے اس کی کچھ بڑی غلطیاں ہیں جیسے شین کی جگہ سین پڑھنا اور نماز میں پہلی رکعت میں آیتیں کم پڑھنا اور دوسری رکعت میں زیادہ پڑھنا علاوہ ازیں اس کے ذمہ جو کام ہے اسے انجام نہ دینا جس کی وجہ سے پورے گاؤں کے لوگ امام کے مخالف ہو گئے اصل بات یہ ہے کہ جب امام کی غلطیوں کے بارے میں کہا گیا تو وہ تکبر کرتے ہوئے یہ کہہ دیا جس نے میری غلطی پکڑی اس کو قرآن پڑھنا نہیں آتا ہے اور زید نے یہ بھی کہا کہ اس غلطی سے یعنی شین کی جگہ سین پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور اس گاؤں کے علماء کو برا بھلا بھی کہا اور خرافات اور فتین بھی کہا ہے اور یہ بھی امام زید نے کہا کہ وہ دو مولانا ہمیں نکالنا چاہتے ہیں جبکہ یہ بے بنیاد باتیں ہے امام زید پر شریعت مطہرہ کی روشنی میں کیا حکم لگایا جائے گا؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ اقبال حسین نوری دیناچوری بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

واقعی اگر ایسی غلطیاں زید کے اندر پائی جاتی ہیں تو ایسے زید کے پیچھے نماز جائز نہیں۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ط ت س ث ص ذ ز ظ ا ء ح ہ ض ظ د ان حروف میں صحیح امتیاز رکھے ورنہ معنیٰ فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔

(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۵۵۷ ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

اور دوسری بات اگر زید نے واقعی وہاں کے علماء حضرات کو خرافات اور فتین کہا ہے تو زید کے لیے ضروری ہے کہ وہ علماء سے معافی مانگے حدیث شریف میں ہے (من اذیٰ مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی گویا اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اس نے اللہ کو ناراض کیا۔

اور اگر امام کے اندر یہ باتیں نہ پائی جاتی ہوں تو اعتراض کرنے والے خود توبہ کریں اور امام سے معافی مانگیں۔ بہتر ہو گا کہ وہاں کے لوگ قریب کے کسی دارالافتاء سے رابطہ کریں چند معزز لوگ خاص کر علمائے کرام، جو بھی خامیاں ہیں ان کو دارالافتاء کے مفتیان کرام کے سامنے ظاہر کریں اس پر مفتیان کرام جو بھی احکام شرع بتائیں اس پر عمل کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(امام سے رنجش ہو تو ان کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب سے کسی مسئلہ پر یا دنیاوی باتوں پر جھگڑا ہو تو ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم؟ یا اگر کسی بات پر کوئی اختلاف ہوا امام صاحب سے تو اس سے پہلے جو نمازیں پڑھیں تو کیا وہ بھی ضائع ہو جائیں گی **المستفتی:۔** محمد عاصم پاکستان

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی جبکہ اور کوئی شرعی خرابی نہ ہو۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 568/دعوت اسلامی)

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی دنیاوی اختلاف ہو جاتا ہے جیسے آج کل کے سیاسی، سماجی خاندانوں اور برادریوں کے اختلافات اور جھگڑے، تو ان وجوہات پر لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں جس سے دل ملا ہوا نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے اور وہ لوگ دھوکے میں ہیں۔صحیح بات یہ ہے کہ جو امام شرائط امامت کا جامع ہے بدمذہب مثلا (جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو) اور فاسق معلن مثلا (شرابی، جواری، زناکار، سود خور، چغل خور وغیرھم، نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے چاہے اس سے جھگڑا ہی کیوں نہ چلتا ہو بات چیت دعا و سلام سب بند ہو پھر بھی آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں نماز کی درستگی کے لیے ضروری نہیں ہے کہ دنیاوی اعتبار سے مقتدی کا دل امام سے ملا ہوا ہو لیکن اتنا یاد رہے تین دن سے زیادہ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان سے برائی رکھنا اور میل جول نہ

کرنا از روئے شرع سخت ناپسندیدہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرلے اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اسی کے ذمہ ہے۔(ابوداوٗد، کتاب الادب، ج2 ص673)

خلاصہ یہی ہے کہ دنیاوی معاملات کا نماز و امامت سے کوئی تعلق نہیں، رنجش اور برائی میں بھی امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی اور جو لوگ ذاتی رنجشوں کی بنا پر اپنے نفس اور ذات کی خاطر اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں یہ لوگ خدا کے گھروں کو ویران کرنے والے اور دین اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہیں انہیں اپنے پروردگار سے ڈرنا چاہئے یوم آخرت کی فکر کرنا چاہئے قبر کی ایک ایک گھڑی قیامت کا ایک ایک لمحہ بہت بھاری پڑے گا۔اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سیدی امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جو لوگ براہ نفسانیت امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے شامل نہ ہو تو وہ سخت گنہگار ہیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۱)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جو امام چوری کرتا ہو اس کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب سے چوری کرنا ثابت ہو جائے تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد سعید احمد صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی یعنی دہرانا واجب ہے کیونکہ چوری کرنا گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور علانیہ کرنے والا فاسق معلن اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے حدیث شریف میں ہے عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال لعن اللہ السارق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے چور پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے ۔(بخاری و مسلم ماخوذ انوار الحدیث ص ۳۵۳)

ایسے امام کو چاہئے کہ سچے دل سے علانیہ توبہ کرے اور مال مسروقہ واپس کردے اور آئندہ چوری نہ کرنے کا عہد کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے حدیث شریف میں ہے التّائب من الذنب کمن لاذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو اور اگر توبہ نہ کرے تو منصب امامت سے ہٹا دیا جائے ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا معذور کے پیچھے نماز درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب ایک پیر سے معزور ہیں لاٹھی لے کے چلتے ہیں لیکن پانچ سات منٹ کھڑے رہ سکتے ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔غلام رضا رضوی امام نوری از ہری مسجد پنیاٹی ورکشوپ پچھم بردوان مغربی بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا شخص امامت کرسکتا ہے بشرطیکہ اور کوئی چیز مانع امامت نہ ہو جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں. جس کے پاؤں میں ایسا لنگ (لنگڑا پن) ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا وہ اوروں کی امامت کرسکتا ہے مگر دوسرا شخص اولیٰ (بہتر) ہے.(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۷۳ رناشر مکتبۃ المدینہ دہلی) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(ٹائی لگانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کسی کمپنی سے جڑا ہے اور زید وہاں جاکر پینٹ شرٹ بھی پہنتا ہے اور ٹائی بھی لگاتا ہے زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں قرآن وحدیث کی روشنی میں المستفتی:۔محمد منور رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جس نے کسی قوم سے مشابہت کی تو وہ اسی سے ہے۔(مشکوۃ شریف باب اللباس صفحہ ۳۷۵)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: ایاکم وزی الاعاجم " یعنی اپنے آپ کو عجمی مجوسیوں کے لباس سے بچاؤ۔اس لئے کفار کی وضع کے کپڑے پہننا حرام وناجائز ہے یعنی جو وضع ان کے ساتھ مخصوص ہے اس سے بچنا لازم ہے اگر خاص ان کی وضع نہ ہو تو استعمال کر سکتے ہیں کیوں کہ کسی بھی قوم کا وہ لباس ممنوع ہے جو ان کے ساتھ خاص ہو دوسرے لوگ اس کے استعمال کے عادی نہ ہوں جس لباس کو دیکھ کر ہر شخص یہ کہہ دے کہ یہ فلاں قوم کا فرد ہے۔اور جو لباس کسی قوم کے ساتھ خاص نہ ہو یا پہلے خاص تھا اب خاص نہ رہا عام ہوگیا وہ کسی قوم کا خاص لباس نہیں کہلائے گا اگرچہ وہ اس قوم کا ایجاد کردہ ہو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: تشبہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شئی ان بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعا کوئی حرج رکھتی ہوں بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔(فتاوی رضویہ نہم نصف اول صفحہ ۱۹۱)

اور اعلی حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ کے دور میں پینٹ انگریزوں کا خاص لباس اور شعار تھا جو کوئی کسی کو پینٹ پہنے ہوئے دیکھتا تو کہہ دیتا کہ یہ انگریز ہے اس لیے آپ نے فتوی دیا کہ پتلون پینٹ پہننا مکروہ ہے۔ اور مکروہ کپڑے میں نماز بھی مکروہ لیکن پینٹ کا استعمال اب بالکل عام ہو چکا ہے ہندو مسلم ہر کوئی اس کو استعمال کرتا ہے کسی قوم کے ساتھ خاص نہ رہا اس لیے اگر پینٹ ایسا ڈھیلا ہو کہ نماز ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو اسے پہن کر نماز جائز ہے البتہ ائمہ مساجد کی شایان شان نہیں کہ وہ نیابت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے منصب پر ہیں لہذا وہ پینٹ نہ پہنیں اور ہرگز اس پر نماز نہ پڑھائیں بلکہ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ کرام اولیاء کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر عمل کرتے ہوئے لنگی یا پائجامہ کا استعمال کریں۔

(فتاوی فقیہ ملت جلد ا صفحہ ۱۷۹/ ۱۸۰/ باب مایکرہ فی الصلاۃ)

شہزادہ اعلی حضرت امام الفقہاء مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفی رضا قادری نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بد انجام ہے نہایت بد کام ہے ٹائی لگانے والا اور ہیٹ لگانے والا اور ہر فاسق معلن ظالمین میں ہے۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے "وَ اِمَّا يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ (الانعام آیت ۶۸)

عارف باللہ ملا احمد جیون استاذ سلطان عالمگیر رضی المولی تعالی عنا وعنہ تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں الظالمین یعم الفاسق والمبتدع والکافر۔ جن کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ان کے ساتھ موکلت، مشاربت، نری مجالست سے اور زیادہ ممنوع، علماء پر اور زیادہ بچنا لازم۔

(فتاوی مصطفویہ ص ۵۲۶/ ۵۲۷)

لہذا ٹائی لگانا حرام ہے اور حرام کام کرنے والا فاسق ہے فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جس کام کے کرنے میں حرام کام کو انجام دینا پڑے یا جو کام ایسا کرنا پڑے جو ناجائز ہو وہ نوکری ہی ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا)

(بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے)

(کنزالایمان، سورۃ النساء ۱۰۳)

جماعت کا بیان

۱۷ر فتوی

ناشرین
جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نفل نماز جماعت سے ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نفل کی نماز باجماعت ادا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔غلام معین الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جماعت کے ساتھ نفل ادا کرنے کی دوصورتیں ہیں (۱) بغیر تداعی کے نوافل کی جماعت کروانا (۲) تداعی کے ساتھ جماعت کروانا۔

بغیر تداعی کے نوافل کی جماعت کروانا بالاجماع جائز ہے، تداعی کا مطلب یہ کہ لوگوں کو جماعت کے لئے بلانا اور انہیں جمع کرنا اور اصح قول کے مطابق اگر امام کے علاوہ چار یا اس سے زائد مقتدی ہوں، تو یہ تداعی ہے اور اگر اس سے کم ہوں تو نہیں، چنانچہ صحیح بخاری وصحیح ابن حیان میں ہے ،واللفظ للبخاری، " قال عتبان فغدا علی رسول اللہ ﷺ وابوبکر حین ارتفع النھار فاستاذن رسول اللہ ﷺ فاذنت لہ، فلم یجلس حین دخل البیت، ثم قال : این تحب ان اصلی من بیتك، قال: فاشرت لی الی ناحیۃ من البیت، فقام رسول اللہ ﷺ ،فکبر، فقمنا فصفنا ،فصلی رکعتین ثم سلم "، حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صبح دن چڑھے تشریف لائے، حضور ﷺ نے اجازت طلب فرمائی، میں نے اجازت دے دی، آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے اور بیٹھنے سے پہلے فرمایا: تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں؟ میں نے گھر کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا، پھر حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر

تکبیر کہی اور ہم نے کھڑے ہو کر صف بنالی، حضور ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب المساجد فی البیوت، جلد اول صفحہ ۶۰ مطبوعہ کراچی)

اس حدیث مبارکہ کے تحت شرح صحیح بخاری لابن بطال اور عمدۃ القاری میں ہے:

واللفظ للاول: "فیہ صلوٰۃ النافلۃ فی جماعۃ بالنہار" اس حدیث مبارکہ میں اس بات کا ثبوت ہے کہ دن میں باجماعت نوافل ادا کرنا جائز ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۴۱۷ مطبوعہ ملتان)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

تراویح وکسوف واستسقاء کے سوا جماعت نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مذہب معلوم ومشہور اور عامہ کتب مذہب میں مذکور ومسطور ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ، تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے۔

بالجملہ دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ اور تین اور چار میں اختلاف نقل ومشائخ، اور اصح یہ ہے کہ تین میں کراہت نہیں، چار میں ہے، تو مذہب مختار یہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں پھر اظہر یہ ہے کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ لمخالف التوارث، نہ تحریمی کہ گناہ ممنوع ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، صفحہ ۴۳۰ تا ۴۳۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں: نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہے ہی، چار کی نسبت کتب فقہ میں کراہت لکھتے ہیں، یعنی کراہت تنزیہہ جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ گناہ وحرام، اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام فعل خیر سے منع نہ کئے جائیں گے، علمائے امت وحکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، صفحہ ۴۶۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(جماعت کھڑی ہو تو سنت فجر پڑھنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید فجر کی نماز کے لئے مسجد پہنچا کہ امام صاحب رکوع میں جا چکے تھے اس صورت حال میں زید سنت پڑھے یا امام کی اقتدا کرے یعنی جماعت میں شریک ہوگا اگر جماعت میں شریک ہوتا ہے تو پھر سنت بعد فجر فوراً یا سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے گا؟ مدلل اور مفصل جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔محمد شاہد رضا پورنیہ بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اگر جانتا ہے کہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو سکے گا اور صف سے دور سنتیں پڑھنے کو جگہ ہے تو پڑھ کر ملے اور اگر وقت کم ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے کہ جماعت واجب ہے۔ پھر بعد طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد سنت فجر پڑھے اس سے پہلے پڑھنا گناہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۳۷۰)

خلاصہ زید کو یہ معلوم ہو کہ اگر سنت پڑھوں گا اور جماعت بھی مل جائے گی اگر چہ قعدہ میں اور صف سے دور ہٹ کر سنت پڑھنے کی جگہ بھی ہو تو سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو اور اگر زید کو یہ معلوم ہو کہ سنت پڑھوں گا تو جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا یا صف سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی جگہ نہیں ہے تو جماعت میں شامل ہو جائے پھر طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد سنت پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا مائک پر نماز ہوگی جب کہ مکبر بھی ہوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید (امام) نے جمعہ کے دن تقریر و خطبہ مائک میں بیان کی پھر جب زید نماز کے لئے مصلی پر گیا تو مائکروفون کا بٹن بند کیا اور نماز کے لئے نیت باندھ لی پر نماز کے دوران لوگوں کو پتہ چلا کہ مائک چالو ہے بند نہیں ہوا ہے اور مائک پر نماز پڑھی جا رہی ہے بعد نماز جمعہ بکر (مقتدی) نے کہا کہ نماز پھر سے دہرائی جائے کیونکہ مائک پر نماز پڑھی گئی ہے اور نماز نہیں ہوئی ہے۔زید نے کہا کہ نماز ہوگئی کیونکہ میں نے بٹن بند کیا اور یہ خیال کیا کہ مائک بند ہوگیا ہے پھر میں نے نیت باندھی ہے،واضح رہے کہ مکبر کو تکبیر کہنے کے لئے لگایا گیا اور مکبر نے تکبیر کہی بھی ہے،اب سوال یہ ہے کہ زید کا قول درست ہے یا بکر کا یعنی ایسی صورت میں نماز ہوئی کہ نہیں؟ قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی:۔ حضرت قاری زبیر احمد قادری ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی کیونکہ مائک پر جو لوگ نماز کے قائل نہیں ہیں اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مائک سے جو آواز نکلتی ہے وہ بعینہ امام کی آواز نہیں بلکہ مائک کی آواز ہے اور مائک کی آواز پر رکوع سجود کرنا یعنی مائک کی اتباع کرنا مفسد نماز ہے کہ مائک داخل نماز نہیں بلکہ خارج نماز ہے اور خارج نماز کا لقمہ لینا مفسدات میں سے ہے۔

لیکن یہاں وہ صورت نہیں پائی گئی ہے بلکہ مقتدیوں نے مکبر کی اتباع کی ہے نہ کہ مائک

کی اور مقتدی کی اتباع امام کی اتباع ہے اگر چہ مائک کی آواز بھی مقتدیوں تک پہونچ رہی ہو اور مقتدی مائک کی آوز مکمل سن بھی رہے ہوں پھر بھی نماز میں کوئی کمی نہ آئے گی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے البتہ اگر اسکے بتاتے وقت اسے خود یاد آگیا اس کے بتانے سے نہیں یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آجاتا اس کے بتانے میں کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔ (بہار شریعت ح ۳ مفسدات نماز)

یونہی مائک کی آواز کا معاملہ ہے کہ اگر چہ آواز مقتدی سن رہے ہوں لیکن اتباع مکبر کی کر رہے تھے مائک کی نہیں اس لئے نماز ہوگئی زید کا کہنا درست ہے بکر پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور غلط مسئلہ آئندہ بتانے کی جرأت نہ کرے ورنہ لعنت کا مستحق ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "من افتیٰ بغیر علم لعنته ملائکة السماء والارض"، جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ بحوالہ رضویہ)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(صلوۃ التسبیح جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز صلاۃ التسبیح پڑھنا کیسا ہے؟ نیز جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟ کیا یہ بدعت ہے؟ اگر ہے تو کون سی بدعت؟

المستفتی:۔مہربان علوی ۶۰ رفٹ روڈ گلی نمبر ۱۱ رچھتر پور پہاڑی امبیڈکر کالونی نئی دہلی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز صلاۃ التسبیح پڑھنا جائز اور ثواب کا کام ہے اور اسے پڑھنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے چچا جان عباس کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی خبر نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس خصلتیں عطا نہ کروں کہ جب آپ ان پر عمل کریں تو اللہ آپ کے اگلے پچھلے، قدیم و جدید، سہواً کیے گئے یا عمداً، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر تمام گناہ معاف فرما دے، وہ یہ کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں، جب آپ پہلی رکعت میں قرائت سے فارغ ہو جائیں اور ابھی قیام میں ہوں تو آپ پندرہ مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ" پڑھیں، پھر آپ رکوع کریں اور رکوع میں یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ کریں اور سجدہ میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ کریں

اور دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں اور پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں، اس طرح ہر رکعت میں پچہتر مرتبہ کلمات ہوں گے، آپ یہ عمل چار رکعتوں میں دہرائیں، اگر آپ ہر روز اسے پڑھ سکیں تو پڑھیں، اگر ایسے نہ ہو سکے تو پھر ہر جمعہ (یعنی ہفتہ میں ایک بار) پڑھیں، اگر ایسے نہ کر سکیں تو پھر سال میں ایک مرتبہ پڑھیں، اگر ایسے بھی نہ کر سکیں تو پھر اپنی زندگی میں ایک بار ہی پڑھ لیں۔ (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ البیہقی، مشکوۃ ۱۳۲۸)

صلوۃ التسبیح نفل ہے اور نفل نماز تداعی کے طور پر یعنی تین مقتدیوں سے زائد کی جماعت سے پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ چونکہ جماعت سے پڑھنا احادیث سے ثابت نہیں ہے تو یہ ضرور بدعت ہے مگر بدعت سیئہ نہیں بلکہ بدعت مباحہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ایک وقت میں دو جماعت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بستی میں کچھ آپسی اختلاف کیوجہ سے ایک ہی مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام ایک نیچے اور دوسرے نے اوپر چھت پر نماز پڑھائی تو نماز کا کیا حکم ہے؟ یاد رہے دونوں امام محراب کے اندر ہی امامت کر رہے اور دونوں کے لئے ایک ہی اذان ہوئی تو ایسا کرنا کہاں تک درست ہے؟ نماز میں کیا کراہت آئے گی اور امام صاحب پر عند الشرع کیا حکم لگے گا؟ مع حوالہ بالتفصیل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی مسجد میں امام معین ہے اور وہ سنت طریقے پر نماز پڑھاتا ہے جس کی نماز میں از روئے شرع کوئی کراہت نہیں اور نہ وہ ایسا ہے کہ جس کی امامت سے نماز میں فساد لازم آتا ہو تو اس کی جماعت اولیٰ ہوگی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہوگا، اب اگر اسی مسجد میں ایک ہی وقت میں ایک فرض کی نماز بغیر کسی عذر شرعی کے دوسری جماعت قائم کی گئی تو یہ ناجائز وممنوع ہے چونکہ اس میں تفریق لازم آتی ہے جو فعل مزموم ہے بلکہ ایسی صورت اختیار کرنی چاہئے کہ حالت مجبوری میں بھی تفریق جماعت نہ ہو سکے جیسا کہ جنگ کے موقع پر تفریق جماعت سے بچنے کے لئے ایسی صورت اختیار کی گئی کہ جماعت ایک ہی ہو حالانکہ وہ وقت انتہائی مشکل و پریشانی کا ہوتا ہے جب ایسے وقت تفریق جماعت سے اجتناب کیا گیا تو پھر بلا وجہ شرعی تفریق جماعت کیوں کر

جائز ہوگی اسی وجہ سے کہ تفریق جماعت نہ ہو، جماعت اولی افضل ہے۔

ہدایہ میں ہے" ومن صلی رکعته من الظهر ثم اقیمت یصلی اخری صیانة للمؤدی عن البطلان ثم یدخل مع القوم احراز الفضیلةالجماعة وان لم یقید الاولی بالسجدة یقطع ویشرع مع الامام وهوالصحیح" اور جس نے ظہر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر ظہر کے لئے اقامت شروع ہوگئی تو نمازی ادا کی ہوئی نماز کو بطلان سے بچانے کے لئے دوسری رکعت بھی پڑھ لے پھر جماعت کی فضیلت کو پانے کے لئے جماعت میں شریک ہوجائے اور اگر نمازی پہلی رکعت کو سجدہ سے نہ ملایا ہو تو اسے توڑ کر امام کیساتھ نماز شروع کردے یہی صحیح ہے۔(ہدایہ جلداول کتاب الصلوۃ صفحہ ۱۵۱)

جب فضیلت جماعت کو پانے کے لئے نماز توڑنے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر دوسری جماعت بلا عذر شرعی محض بغض وعناد پر کیوں کر جائز ہوسکتی ہے۔

(فتاوی محدث اعظم راجستھان، کتاب الصلاۃ صفحہ ۲۳۱)

یعنی آپسی اختلاف کی وجہ سے بغیر عذر شرعی کے ایک ہی مسجد میں ایک ہی اذان سے دو امام کا ایک وقت میں ایک اوپر ایک نیچے جماعت کرنا جائز نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(دیو بندی جماعت میں شامل ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنی کی مسجد میں کچھ دیو بندی بھی نماز پڑھنے کیلئے آتے ہیں اور جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں جس صف میں کھڑے ہوتے ہیں اس صف کے لوگوں کی نماز ہو گی کہ نہیں؟ وہ صف منقطع ہو گی کہ نہیں؟ امام پر کیا حکم عائد ہو گا تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔محمد شاداب مہراج گنج**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہابی دیو بندی اپنے کفریات قطعیہ کی بنا پر بمطابق فتاوی حسام الحرمین مسلمان نہیں، انکی نماز شرعاً نماز نہیں لہذا دیو بندی وہابی صف کے درمیان کھڑے ہونگے تو یقیناً صف منقطع ہو گی مگر نماز سب کی ہو جائے گی سنیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی مسجدوں میں اعلان کر دیں کہ کوئی وہابی دیو بندی ہماری صفوں میں نہ گھسے بلکہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے کہ وہ موذی ہیں اور ہر موذی کو مسجد میں آنے سے روکنا لازم ہے درمختار میں ہے" یمنع کل موذ ولو بلسانہ ملخصا " یعنی ایذا دینے والے کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اگر چہ وہ صرف زبان ہی سے ایذا دیتا ہو۔

اللہ عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں سے بڑھ کر موذی کون ہو گا لہذا ان کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اور آجائیں تو باہر کر دیا جائے اور اگر باہر کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو اور سنی اس فتنہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو اس صورت میں بھی ان کو باہر کرنا لازم ہے، ہاں اگر فتنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو باہر کرنا لازم نہیں لیکن اگر فتنہ بہانہ ہے اور حقیقت میں سنیوں

کی سستی غفلت اور لاپرواہی سے وہابی دیوبندی سنیوں کی مسجد میں آتے ہیں اور صفوں میں گھستے ہیں تو اس محلہ کے سب سنی گنہگار رہوں گے امام صاحب پر حکم شرع کچھ نہیں صادر ہوگا فقط اتنا ہی ہے کہ ان بدمذہبوں کو مسجد سے نکلوائیں اور اگر امام صاحب ان کے آنے پر مسرور ہوتے ہیں تو ضرور گنہگار ہونگے ان سے قطعی طور پر میل جول نہ رکھے ان سے دور رہنا ہمارے لئے خیر ہے جیسا کہ قرآن پاک میں رب تعالیٰ نے فرمایا پارہ ۷ / سورہ انعام "وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ" اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (فتاوی رضوی جلد سوم صفحہ ۳۳۵ / رضا اکیڈمی بمبئی بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول باب الجماعت صفحہ ۳۴۵ / دارالاشاعت فیض الرسول براؤں شریف) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(قضا نماز جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟)

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دو لوگوں کی ایک ہی دن کی فجر اور ظہر کی نماز قضاء ہوگئی کیا وہ دونوں مل کر ان قضاء نمازوں کی جماعت کروا سکتے ہیں؟ اگر فجر کی قضاء جماعت عصر کی نماز کے بعد ادا کریں تو کیا قرأت بالجہر کریں گے یا سر کریں گے؟

المستفتی:۔علی رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر چہ ایک وقت کی کیوں نہ ہو ہاں اگر کسی شرعی وجہ سے مجبورا قضا ہو جائے تو مواخذہ نہیں مگر دونوں صورتوں میں چھپ کر پڑھنے کا حکم ہے بہتر یہ ہے کہ گھر میں پڑھے اور اگر مسجد میں پڑھے تو لوگوں کے جانے کے بعد پڑھے کہ گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے البتہ پوری جماعت کی نماز کسی وجہ سے قضا ہو جائے تو جماعت کر سکتے ہیں سری قضا ہوئی تو سرا اور جہری قضا ہوئی تو جہر سے پڑھیں اگر چہ بعد عصر یا بعد ظہر پڑھیں جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی امر عام کی وجہ سے جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی تو جماعت سے پڑھیں، یہی افضل و مسنون ہے اور مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں، اور جہری نمازوں میں امام پر جہر واجب ہے اگر چہ قضا ہو۔اور اگر بوجہ خاص بعض اشخاص کی نماز جاتی رہی تو گھر میں تنہا پڑھیں کہ معصیت کا اظہار بھی معصیت ہے قضا حتی الامکان جلد ہو، تعیین وقت کچھ نہیں ایک وقت میں سب وقتوں کی پڑھ سکتا ہے ،درمختار میں ہے ”یکرہ قضاء ھا فیہ (ای فی المسجد) لان التاخیر

معصیة فلا یظھر ھابزازیة " مسجد میں نماز کی قضا مکروہ ہے کیونکہ تاخیر معصیت ہے جس کا اظہار نہیں ہونا چاہئے، بزازیہ۔(درمختار باب الاذان مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۷۹)

ردالمحتار میں ہے"وفی الامداد انه اذاکان التفویت الامر عام فالاذان فی المسجد لایکرہ لانتفاء العلة کفعله صلی الله تعلایي علیه وسلم لیلة التعریس "امداد میں ہے جب نماز کا فوت ہونا کسی عام امر کی وجہ سے ہوتو اب مسجد میں قضا کے لئے اذان مکروہ نہیں کیونکہ وہ علت معدوم ہے جیسے کہ سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس میں کیا تھا۔(ردالمحتار باب الاذان مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۲۸۸)

درمختار میں ہے"یجھر الامام وجوبا فی الفجر و اولی العشائین اداء وقضاء" امام فجر اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعات میں جہراً قرأت کرے خواہ نماز ادا پڑھائے یا قضا۔

(درمختار فصل ویجہر الامام مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۷۹/بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۸/ص ۱۶۲/۱۶۳/دعوت اسلامی)

البتہ عصر کے بعد مغرب سے قبل غروب آفتاب سے پہلے بیس منٹ مکروہ وقت رہتا ہے اس وقت نہ پڑھے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نابالغ بچے کو صف سے ہٹانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر عوام کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر مردوں کے صف میں کوئی نابالغ لڑکا کھڑا ہوگیا ہے تو عین حالتِ نماز میں پیچھے کے صف میں ڈھکیل دیتے ہیں یا کنارے کر دیتے ہیں اور اس کی جگہ میں خود کھڑے ہو جاتے ہیں،،تو لوگوں کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ محمد اختر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر نابالغ لڑکا آٹھ یا نو برس کا مردوں کی صف کے بیچ میں کھڑا ہو جائے تو حالت نماز میں اسے ہٹا کر پیچھے کر دینا شرعا منع ہے،سرکار اعلی حضرت امام محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ سمجھ دار لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز کو خوب جانتا ہے اگر تنہا ہو تو اسے یہ حکم ہے کہ صف سے دور کھڑا ہو یا صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اسے صف سے دور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا منع ہے"فان الصلوۃ الصبی الممیز الذی یعقل الصلوۃ صحیحۃ قطعا وقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسد الفرج والتراص فی الصفوف و نہی عن خلافہ بنہی شدید" اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو علماء اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں درمختار میں ہے"لو واحدا دخل الصف"مراقی الفلاح میں ہے"ان لم یکن جمع من الصبیان یقوم الصبی بین الرجال"اور بعض

بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑ کا پہلے سے داخل نماز ہے اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے ہیں اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں یہ محض جہالت ہے اور یہ خیال کرنا کہ لڑ کا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز نہ ہوگی یہ غلط وخطا ہے جس کی کچھ اصل نہیں ۔(فتاوی رضویہ شریف قدیم صفحہ ۳۱۸)

معلوم ہوا کہ نابالغ سمجھ دار بچے مردوں کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں اگر کوئی پیچھے کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا فرض پڑھنے کے بعد جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی فرض نماز تنہا پڑھ لی اب دوبارہ وہ جماعت کے ساتھ بھی وہی نماز پڑھنا چاہتا ہے تاکہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے کیا ایسا کرنا درست ہے؟ **المستفتی:۔** محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض نماز پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہونا درست ہے مگر فجر و عصر میں جائز نہیں کہ فجر اور عصر کے بعد نفل نماز جائز نہیں ،جیسا کہ بہار شریعت حصہ چہارم میں ہے کہ کسی نے چار رکعت والی فرض نماز اکیلے شروع کی اور ابھی پہلی کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ وہیں جماعت شروع ہوئی تو اپنی نماز توڑ کر شریک جماعت ہو جائے چار رکعت والی نماز میں اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو نہ توڑے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو پر قعدہ کرکے سلام پھیر کے جماعت میں شامل ہو جائے اگر تین رکعتیں پوری پڑھ لیں اور جماعت قائم ہوئی تو جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا اپنی ہی چاروں پوری کرے اور بعد میں نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جائے مگر عصر میں شامل نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں ،چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کا ابھی سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت شروع ہوئی تو نماز توڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی ضرورت نہیں کھڑے کھڑے توڑنے کی نیت سے ایک طرف سلام پھیر دے نفل یا سنت یا قضا شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو نماز نہ توڑے پوری کرکے شامل ہو

البتہ اگر نفل چار رکعت کی نیت سے شروع کی تو دو رکعت پر توڑ دے تیسری اور چوتھی رکعت میں ہو تو پوری کرے جماعت ملنے کے لئے نماز توڑنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ جماعت اس جگہ قائم ہو جہاں یہ پڑھ رہا ہے اگر یہ گھر میں پڑھ رہا ہے اور جماعت مسجد میں قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں یا ایک مسجد میں پڑھ رہا ہے اور جماعت دوسری مسجد میں شروع ہوئی تو نہیں توڑ سکتا اگر ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب بھی نہیں توڑ سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(جماعت کھڑی ہونے والی ہو تو سنت پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ظہر کی جماعت کھڑی ہونے میں ا/ یا ۲ رمنٹ باقی ہے اور اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ اگر سنت مؤکدہ ادا کی گئی تو ایک دو رکعت چھوٹ جائے گی تو کیا سنت ادا کی جائے یا نہیں؟ فجر کے علاوہ کسی اور نماز کی سنت پڑھنے کھڑا ہو گیا اور جماعت کھڑی ہو گئی اب کیا کیا جائے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازی ہوگی

المستفتی:۔محمد زاہد خان قادری اورنگ آباد مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ظہر کی فرض سے پہلے چار رکعت سنت (سنت مؤکدہ) ہے لیکن سنت سے اہم جماعت ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے جماعت کھڑی ہونے پر سنت ادا نہ کرے بلکہ بعد میں ادا کرے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ۔(مسلم شریف)

ہاں اگر کسی نے سنت ظہر کی نیت قبل جماعت باندھ لی اور جماعت کھڑی ہوگئی تو اس پر فقہائے کرام کے کئی اقوال ہیں جس نے ظہر کی ایک رکعت پڑھی اور جماعت کھڑی ہوگئی تو وہ ایک رکعت کو باطل ہونے سے بچانے کیلئے دوسری رکعت اس کے ساتھ ملائے پھر وہ قوم (جماعت) کے ساتھ شامل ہو جائے اور اگر اس نے پہلی رکعت کو سجدے کے ساتھ مقید نہیں کیا تو

وہ اسے ختم کردے اور صحیح قول کے مطابق امام کے ساتھ نماز شروع کردے۔

علامہ بن ہمام رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ میں نے یہ فتوی دیا کہ ظہر کی چار سنتوں کو پورا کرے البتہ نوافل کی چار پوری نہیں کرسکتا اس فتوی دینے کے بعد میں نے نوادر میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد پڑھا اس میں لکھا تھا کہ امام جب جمعہ کیلئے نکلے تو اگر اس نے ایک رکعت پڑھی ہے تو دوسری اضافہ کر کے سلام پھیر دے اسے پڑھنے کے بعد میں نے اس مسئلہ سے رجوع کیا اور بعض فقہا نے کہا ہے کہ وہ نماز پوری کرے لیکن پہلا حکم زیادہ صحیح ہے (فتح القدیر جلد دوم ص ۳۶۲)

اور اگر کسی نے ظہر کی تین رکعتیں پڑھ لی ہیں تو ان کو مکمل کرے کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہے۔(فیوضات رضویہ فی تشریحات ہدایہ جلد دوم ص ۴۳۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

جابر القادری رضوی

(بغیر اذان کے جماعت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بغیر اذان کے مسجد میں جماعت کرنا کیسا ہے نماز ہوگی یا نہیں۔ **المستفتی:** ۔سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پانچوں وقت کی فرض نمازیں اور انہیں میں جمعہ بھی ہے کہ جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب کے ہے اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے اور مسجد میں بلا اذان کے جماعت کرانے سے نماز تو ہو جائے گی لیکن مکروہ (تنزیہی) ہوگی اور وہاں کے سب لوگ گنہگار ہونگے۔(بہار شریعت ح سوص ۴۶۴ ر دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

(سنت پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہوگئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے چار رکعت سنت کی نیت کی ابھی ایک رکعت پڑھا ہی تھا کہ جماعت کھڑی ہوگئی زید کو جماعت میں شامل ہونا ہے پہلی ہی رکعت سے کیا کرے؟ **المستفتی:۔نور اعظم گورکھپور**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کوئی شخص نفل یا سنت غیر موکدہ نماز پڑھ رہا تھا کہ جماعت قائم ہوگئی تو نہ توڑے بلکہ دو رکعت پوری کرے اور اگر تیسری رکعت شروع کردی ہے تو چار پوری کرے اور جمعہ اور ظہر کی سنتیں پوری پڑھے جیسا کہ درمختار مع الرد المحتار میں ہے کہ" والشارع فی النفل لا یقطع مطلقا و یتمہ الرکعتین و کذا سنۃ الظہر و سنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح "اھ (درمختار مع الرد المحتار ج 2 ص 611: کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ، مطلب صلاۃ رکعۃ واحدۃ الخ)

اور بہار شریعت میں ہے کہ نفل شروع کئے تھے اور جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کرلے اگر چہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کرلے۔جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کرلے۔اھ (بہار شریعت ج 1 ص 696: منفرد کا فرضوں کی جماعت پانا) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(جان بوجھ کر جماعت ترک کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے جونماز فجر کی اذان سن کر فوراً اپنے گھر میں نماز ادا کرتا ہے کیونکہ اس نے دوڑنے کے لئے وہی وقت مقرر کیا ہے تو کیا یہ درست ہے؟ **المستفتی**:۔غلام ربانی خان ہزاری باغ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جماعت چھوڑ کر دوڑنا (یعنی ورزش کرنا) اس کے لئے جائز نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد وہ دوڑ لگائے تو صحیح ہے۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں اگر بلا وجہ شرعی جماعت ترک کرتا ہے تو سخت گنہگار فاسق ہے اس پر توبہ واجب ہے قال اللہ تعالی وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا، اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔(النساء۱۱۵رکنزالایمان)

بحکم قرآن ایسا معلن شخص کہ بلا عذر شرعی جماعت ترک کرے مستحق جہنم ہے۔

(فتاوی رضویہ سوم صفحہ ۳۴۸رقدیم)

فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ہر عاقل و بالغ قادر پر

جماعت واجب ہے بلاعذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادت ہے۔ اگر یہاں اسلامی حکومت ہوتی تو اس کو سخت سزا دی جاتی۔ (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبد الستار رضوی

(کیاایک نماز کی دومرتبہ جماعت ہوسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مسجد میں ایک نماز کی دومرتبہ جماعت ہوسکتی ہے؟ **المستفتی**:۔عرفان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد میں جماعت ثانیہ کے متعلق کئی اقوال ہیں اگر جماعت اول مسنون طریقہ پر ہوئی تو اذان واقامت کے ساتھ جماعت ثانی کرنا مکروہ ہے ہاں بغیر اذان کے جماعت ثانی جائز ہے جبکہ مصلی سے ہٹ کر ہو اور اگر امام محلہ کے سوا کسی نے جماعت کی تو امام محلہ اذان واقامت کے ساتھ جماعت کرسکتا ہے اور اگر امام محلہ نے بغیر اذان واقامت کے جماعت کی تو جماعت ثانیہ اذان واقامت کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مسجد محلہ میں جس کے لئے امام مقرر ہو،امام محلہ نے اذان واقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان واقامت کے ساتھ ہیات اولی پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت ثانیہ ہوئی،تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعت ثانیہ نہ ہوگی۔ہیات بدلنے کے لئے امام کا محراب سے دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم جماعت کا بیان)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے مسجد میں جب امام مقرر ہو اور پابندی سے جماعت ہوتی

ہو اور وہاں کے رہنے والے باجماعت نماز پڑھتے ہوں تو ایسی مسجد میں اذان ثانی کے ساتھ جماعت ثانیہ جائز نہیں ہے البتہ جب وہ بغیر اذان کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تو بالاتفاق دوسری جماعت جائز ہے جیسے شارع عام کی مسجد میں جائز ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے ظاہر الروایہ سے حکم کراہت نقل کیا گیا اور علامہ محقق اجل مولیٰ خسرو نے درروغرر اور مدقق اکمل علامہ محمد بن علی دمشقی حصکفی نے خزائن الاسرار میں فرمایا کہ اس کراہت کا محل صرف اس صورت میں ہے جب یہ لوگ اذان جدید جماعت ثانیہ کریں ورنہ بالاجماع مکروہ نہیں، اور اسی طرف درمختار میں اشارہ فرمایا اور ایسے ہی منبع وغیرہ میں تصریح کی، اور قول محقق منقح یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اذان جدید کے ساتھ اعادہ جماعت کریں تو مکروہ تحریمی، اور اگر محراب نہ بدلیں تو مکروہ تنزیہی ورنہ اصلا کسی طرح کی کراہت نہیں، یہی صحیح ہے۔

درمختار میں ہے یکرہ تکرار الجماعۃ بأذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لافی مسجد طریق او مسجد لاامام لہ ولامؤذن۔ محلہ کی مسجد میں اذان وتکبیر کے ساتھ جماعت کا تکرار مکروہ ہے البتہ راستہ کی مسجد اور ایسی مسجد میں مکروہ نہیں جہاں امام اور موذن نہ ہو۔ (درمختار باب الامامۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۸۲/ فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۵۵/ ۵۶/ دعوت اسلامی)

نوٹ:۔ مزید معلومات کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ اَلْقَطُوْفُ الدَّانِیۃ لِمَنْ اَحسَنَ الْجَمَاعَۃَ الثَّانِیَۃ "جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لئے جھکے ہوئے خوشے کا مطالعہ کریں۔ فتاوی رضویہ جلد ۷ میں یہ رسالہ موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد غزالی واسطی مصباحی

(کیا بغیر اذان کے نماز ہو سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مسجد میں اذان کے بغیر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جیسے مغرب کا وقت ہے چھ بجکر سینتالیس منٹ پر ہے تو اگر کسی نے دس منٹ پہلے اذان دے دی تو نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی یا پھر ٹائم ہونے پر اذان دے کر پڑھی جائے گی؟

المستفتی: ۔محمد اسلم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر وقت ہونے سے پہلے اذان دے دی تو وقت ہونے کے بعد اذان کو دہرائی جائے یعنی پھر سے دینا ہوگا۔جیسا کہ بہار شریعت میں ہے۔وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے،قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان میں وقت آ گیا،تو اذان کا اعادہ کیا جائے۔(متون،درمختار،بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر 465 مکتبۃ المدینہ)

اور اگر اذان دینے کے بعد اسی وقت نماز بھی پڑھ لی ہے تو وہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ وقت ہوا ہی نہیں ہے تو نماز کیسے ہو جائے گی۔جیسا کہ سوال میں ہے 6:47 منٹ پر مغرب کا وقت ہے اور جو کہ اذان کے فوراً بعد جماعت ہوتی ہے مغرب کی تو یہ نماز نہیں ہوئی۔چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے"اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا"بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔(پ۵،النساء:آیت ۱۰۳)

ہاں اگر اذان کے 20/25 منٹ بعد نماز پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ

(تنزیہی) ہوئی جیسا کہ بہار شریعت میں ہے مسجد میں بلا اَذان و اِقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے اور نماز فرض پنج گانہ کہ انھیں میں جمعہ بھی ہے، جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لئے اَذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہونگے، یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قِتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر ۴۶۴/ اذان کا بیان مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اشفاق عطاری

(امام کے رکوع میں جانے کے بعد جماعت میں شامل ہونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز تراویح میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب امام صاحب قرأت کررہے ہوتے ہیں تو کچھ مقتدی حضرات ایسے بیٹھے یا کھڑے ہو کر ٹائم پاس کرتے ہیں اور جب امام صاحب رکوع میں جاتے ہیں تو مقتدی لوگ جلدی سے پھر امام کے ساتھ ہولیتے ہیں ۔ایسے مقتدیوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔محمد توفیق رضا قادری اتر دیناج پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدیوں کو ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ مقتدی بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ منافقین سے مشابہت ہے قرآن شریف میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ’’وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى،، اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے ۔(کنز الایمان،النساء آیت ۱۴۲ر بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۹۳ر مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(نابالغ بچوں کے ساتھ جماعت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صرف نابالغ بچے ہی حاضر ہوں تو کیا جماعت قائم ہوسکتی ہے؟ **المستفتی:۔** محمدشبیر احمد دیوریایوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغوں کے ساتھ جماعت ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ نماز پڑھنا جانتے ہوں دوران نماز کھیل کود نہ کرتے ہوں خواہ امام بالغ ہو یانابالغ یعنی نابالغوں کی امامت کے لئے بالغ کا ہونا شرط نہیں ہے اگران میں کوئی نابالغ سمجھدار ہےتو وہ ان کی بھی امامت کرسکتا ہے۔

(ماخوذاز بہارشریعت حصہ سوم صفحہ ۵۶۱)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ۚ)

(اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں)

(کنزالایمان، سورۃ النساء ۵۹)

مسبوق کا بیان

۴ رفتویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(مسبوق ثنا کب پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نے قرأت پڑھ رہے ہیں اور زید پہلی میں شامل ہوگیا تو اب وہ ثناء اورتعوذ وتسمیہ کب پڑھیں گا بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محبوب عالم گورکھپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگرامام نے بالجہر سے شروع کردی تو مقتدی ثنا تعوذ وتسمیہ نہ پڑھے کیونکہ انکا محل فوت ہوگیا۔جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے"المسبوق من لم یدرك الركعة الاولى مع الامام وله احكام كثيرة كذا فى البحر الرائق . منها ، أنه إذا أدرك الامام فى القرأة فى الركعة التى يجهر فيها لايأتى بالثنإ كذا فى الخلاصة هو الصحيح كذافى التنجيس وهو الاصح هكذا فى الوجيزللكردرى سوإ كان قريبا أوبعيدا أولا يسمع لصممه هكذا فى الخلاصة والظهيرية و فى صلاة المخافتة يأتى به هكذا فى الخلاصة ويسكت المؤتم عن الثنإ إذا جهر الإمام فى الصحيح كذافى التتارخانية فى فصل مايفعله المصلى فى صلاته (المجلدالاول، کتاب الصلوۃ، ص ۱۰۱/ بیروت لبنان)

ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت چھوٹ گئی تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے تو اس وقت ان دونوں یعنی ثناءواعوذ باللہ کو پڑھ لے اور بسم اللہ ہر رکعت کے شروع میں پڑھنا سنت ہے اور بعد سورۃ فاتحہ سورت سے پہلے پڑھنا مستحسن ہے،(ماخوذاز بہار شریعت حصہ ۳/ص ۵۲۳ تا ۵۲۴/ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

تنبیہ:۔ اگر یہ تعوذ و ثناء و تسمیہ وغیرہ اگر چھوٹ جائیں تو نماز ہو جائے گی لیکن قصدا چھوڑ نا ثواب سے محرومی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(قعدہ اخیرہ میں شامل ہوا تو نماز کس طرح پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کی آخری رکعت میں پہنچا تو وہ نماز کس طرح پڑھے گا برائے مہربانی تفصیل کہ ساتھ رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔صلاح الدین بھلہاوی رضوی سیتامڑھی (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا شخص کہ جس کو عشاء کی آخری رکعت ملی اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے پھر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھ کر رکوع وسجود کر کے قاعدہ کرے یعنی بیٹھے اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے پھر اس کے بعد والی میں بھی سورہ فاتحہ و سورت ملائے رکوع وسجود ادا کر کے کھڑا ہو جائے قعدہ نہ کرے پھر اس کے بعد والی یعنی آخر والی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کے رکوع وسجود ادا کر کے نماز کو مکمل کرے۔(ماخوذ از بہار شریعت حصہ سوم ص ۵۹۰ رناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(مسبوق اگر ایک رکعت پائے تو کیا کرے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مغرب کی دو رکعت چھوٹ گئی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو اب وہ پہلی رکعت میں تشہد پڑھے گا یا دوسری رکعت میں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔عبدالحفیظ رضوی جامع مسجد اترولہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اگر پہلے ثناء نہ پڑھا ہو تو ثناء سورہ فاتحہ مع سورت کے پڑھے پھر رکوع سجود کرے بعدہ رکوع سجود کے قعدہ کرے کہ یہ اس کے حق میں دوسری رکعت ہے پھر تشہد سے فارغ ہو کر سورہ فاتحہ مع سورت پڑھے اور رکوع سجود کے بعد پھر قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے بعد تشہد درود شریف کے سلام پھیر دے جیسا کہ علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اول قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جواب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہذا ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے۔(بہار شریعت ح ۳ جماعت کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(امام کو قعدہ اخیرہ میں پایا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا تب تک امام صاحب ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جب امام صاحب قعدہ اخیرہ میں تشہد و دعاء ماثورہ پڑھ کر سلام پھیرے تو زید اس وقت صرف تشہد پڑھ کر بیٹھا رہے یا زید بھی یہ سب پڑھے؟ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ندیم اختر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسبوق یعنی جس کی کوئی رکعت چھوٹ گئی ہے وہ امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں درود و دعا نہ پڑھے کہ وہ خود اپنی پڑھیگا تو قعدہ اخیرہ میں یہ چیزیں ادا کریگا اور یہ قعدہ اس کی نماز کا اخیرہ نہیں۔فتاوی عالمگیری میں ہے"وان مسبوق ببعض رکعات یتابع الامام فی التشھد الاخیر اذا اتم التشھد لا یشتغل بما بعد من الدعوات"یعنی مسبوق تشہد سے فارغ ہونے کے بعد تشہد کے بعد کی چیزوں میں مشغول نہ ہو۔

رہا یہ کہ امام قعدہ اخیرہ میں ہو تو مسبوق کیا کرے؟ تو اس میں فقہاء کے متعدد اقوال ہیں۔بعض یہ فرماتے ہیں کہ ٹھہر ٹھہر کر تشہد کے الفاظ ادا کرے کہ امام کے درود و دعا سے فارغ ہونے تک یہ اپنا تشہد ختم کرے۔اور بعض فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ مسبوق اپنے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد کلمۂ شہادت یعنی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کی تکرار کرے یہاں تک کہ امام سلام پھیرے۔اور بعض فقہاء یہ بھی فرماتے ہیں کہ سکوت کرے۔

ردالمختار میں ہے"وام المسبوق فیترسل لیفرغ عند سلام امامه و قیل یتم و قیل یکرر کلمة الشهادة"

فتاویٰ عالمگیری میں ہے"و عن ابن شجاع انه یکرر التشهد ای قوله اشهد ان لا اله الا الله و هوالمختار کذا فی الغیاثیة والصحیح ان المسبوق یترسل فی التشهد حتی یفرغ عند سلام الامام کذا فی الوجیز للکردری و فتاوی قاضی خاں و هکذا فی الخلاصةفتح القدیر"

اور بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر مسبوق تشہد پڑھے اور باوجود اس کے امام کے فارغ ہونے سے پہلے اگر تشہد سے فارغ ہوگیا تو کلمہ شہادت کی تکرار کرے کہ ترسل سے مقصد یہی تھا کہ یہ بیکار نہ رہے۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۰/۱۸۱)والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(مقتدی رکوع میں شامل ہوا تو مسبوق ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص امام کے ساتھ پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوا وہ مسبوق ہے یا نہیں؟ امام کو رکوع میں پانے والے شخص نے نیت کرکے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں شامل ہوگیا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ **المستفتی:** ۔عبدالرزاق نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص امام کے ساتھ پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوا وہ مسبوق نہیں بلکہ مدرک ہے اس لئے کہ اس کی کوئی رکعت چھوٹی نہیں ہے ۔مسبوق کے بارے میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۹۲)

امام کو رکوع میں یا قعدہ میں یا سجدے میں کسی بھی حالت میں پائے تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا امام کے ساتھ مل جائے اور اگر پہلی تکبیر میں اللہ اکبر کہتے ہوئے حد رکوع تک جھک گیا تو نماز نہ ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کہے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔ رکوع وسجود میں پائے، جب بھی یوہیں کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا تو نماز نہ ہوگی۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۹۳/ ۵۹۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

(مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ نماز پوری کرلی تو نماز میں کوئی کراہت تو نہیں؟

المستفتی:۔ شمشاد احمد بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسبوق نے اگر جان بوجھ کر امام کے ساتھ سلام پھیرا یہ گمان کرتے ہوئے کہ مجھے بھی سلام پھیرنا چاہئے تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول کر سلام پھیر دیا تو اس کی دو صورت ہے،اول امام کے ساتھ پھیرا دوم امام کے سلام پھیرنے کے ذرا بعد۔

اگر امام کے ساتھ پھیرا تو فوراً کھڑا ہو جائے اور بقیہ نمازیں ادا کرے،نماز میں کوئی کراہت نہیں اور اگر ذرا بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اور نماز مکمل کر کے آخر میں سجدہ سہو واجب۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے،نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا،تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۹۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

(مسبوق اپنی بقیہ نماز میں سورہ فاتحہ وقرأت کرے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس مقتدی کی ایک رکعت یا دو، تین رکعت نماز چھوٹ گئی پھر امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جو رکعت تنہا پڑھے گا اس میں الحمد کے ساتھ سورت ملائے گا یا نہیں؟ اور امام صاحب کے ساتھ اگر دونوں قعدہ کرلیا ہے اگر چہ ایک رکعت چھوٹ گئی ہو تو اب قعدہ کی حاجت ہے یا نہیں؟ **المستفتی**:۔سرفراز احمد سراوستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دو رکعت یا ایک رکعت ہونے کے بعد شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب فوت شدہ رکعتیں تنہا پڑھے گا تو وہ مسبوق کی پہلی رکعت ہوگی حق قرأت میں اس لئے شروع کی دو رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت ملائے گا اور حق تشہد میں آخری رکعت ہوگی اس لئے قعدہ کرنا ہوگا مثلاً کسی کی ایک رکعت فوت ہوئی ہے تو وہ الحمد کے ساتھ سورت ملائے گا کہ یہ اس کی پہلی رکعت ہے قرأت کے حق میں اور قعدہ اخیرہ کرے گا کہ تشہد کے حق میں یہ آخری رکعت ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قرأت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جواب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت

ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کر دے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قرأت کرے، ایک میں بھی فرض قرأت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۹۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

(رکعت چھوٹ جائے تو اسے پڑھ کر جماعت میں شامل ہونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید مسجد میں آیا ظہر کی نماز کے لئے تو امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت ہو چکی تھی تو زید نے جماعت میں شامل ہو کر پہلے اپنی چھوٹی ہوئی ایک رکعت پڑھی پھر امام کے ساتھ اپنی نماز مکمل کی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی:۔غلام مصطفی مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز نہ ہوئی ،زید پر لازم ہے کہ نماز کا اعادہ کرے کیوں کہ فوت شدہ نماز پڑھنے کے بعد امام کی متابعت کرنے کی صورت میں نماز ہی فاسد ہوگئی۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی ،تو نماز فاسد ہوگئی۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۹۳ مطبوعہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)